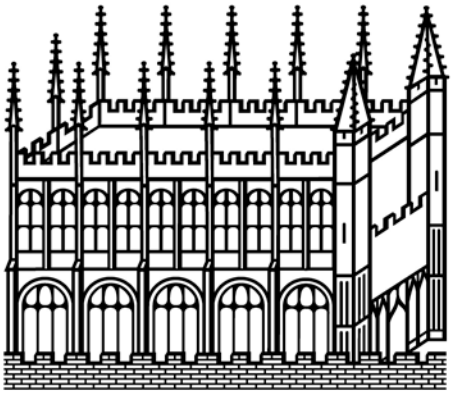


Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

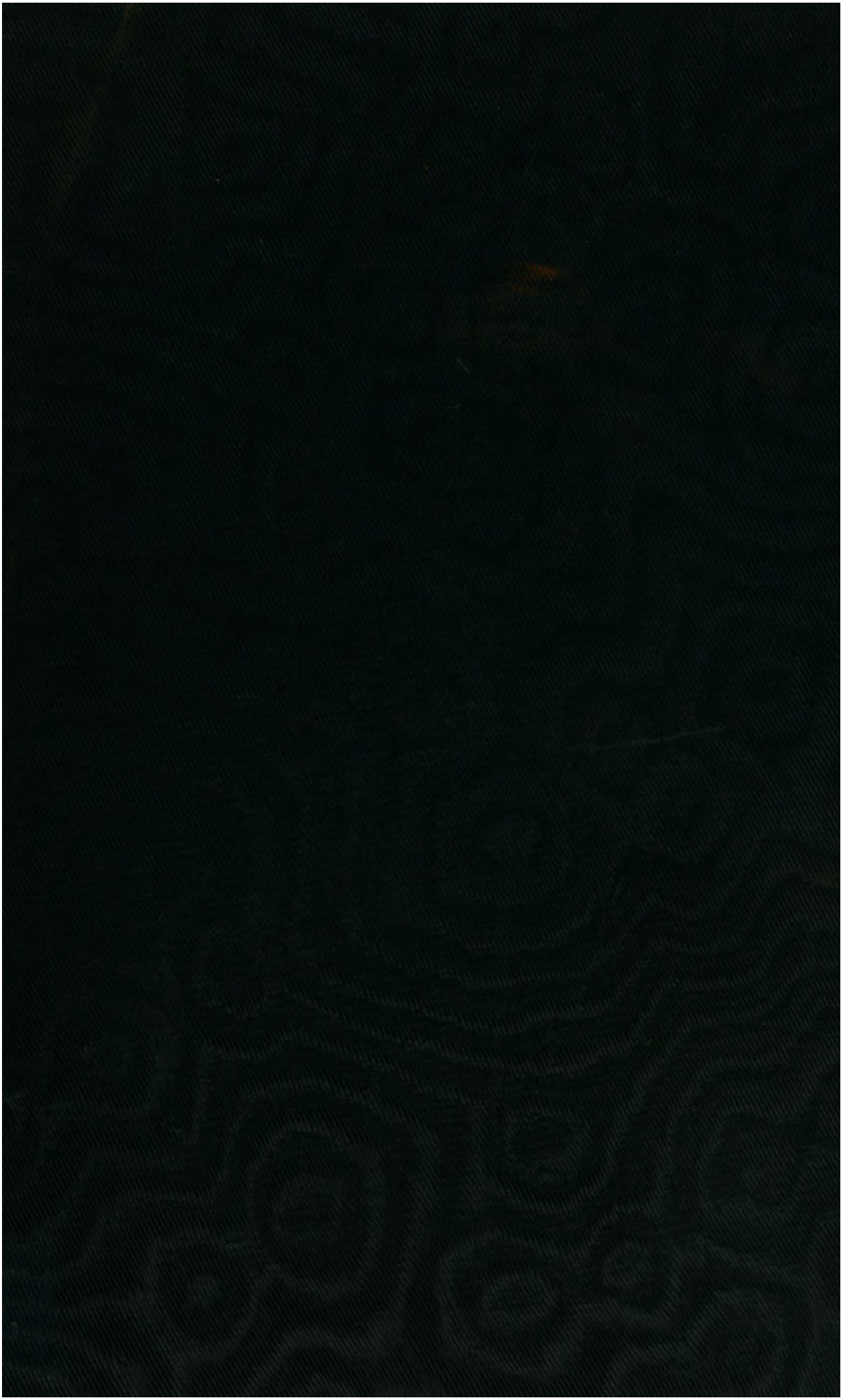
This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

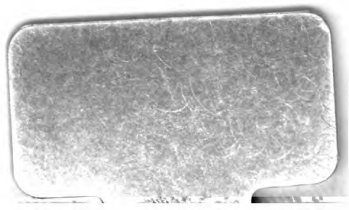
For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks



This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.

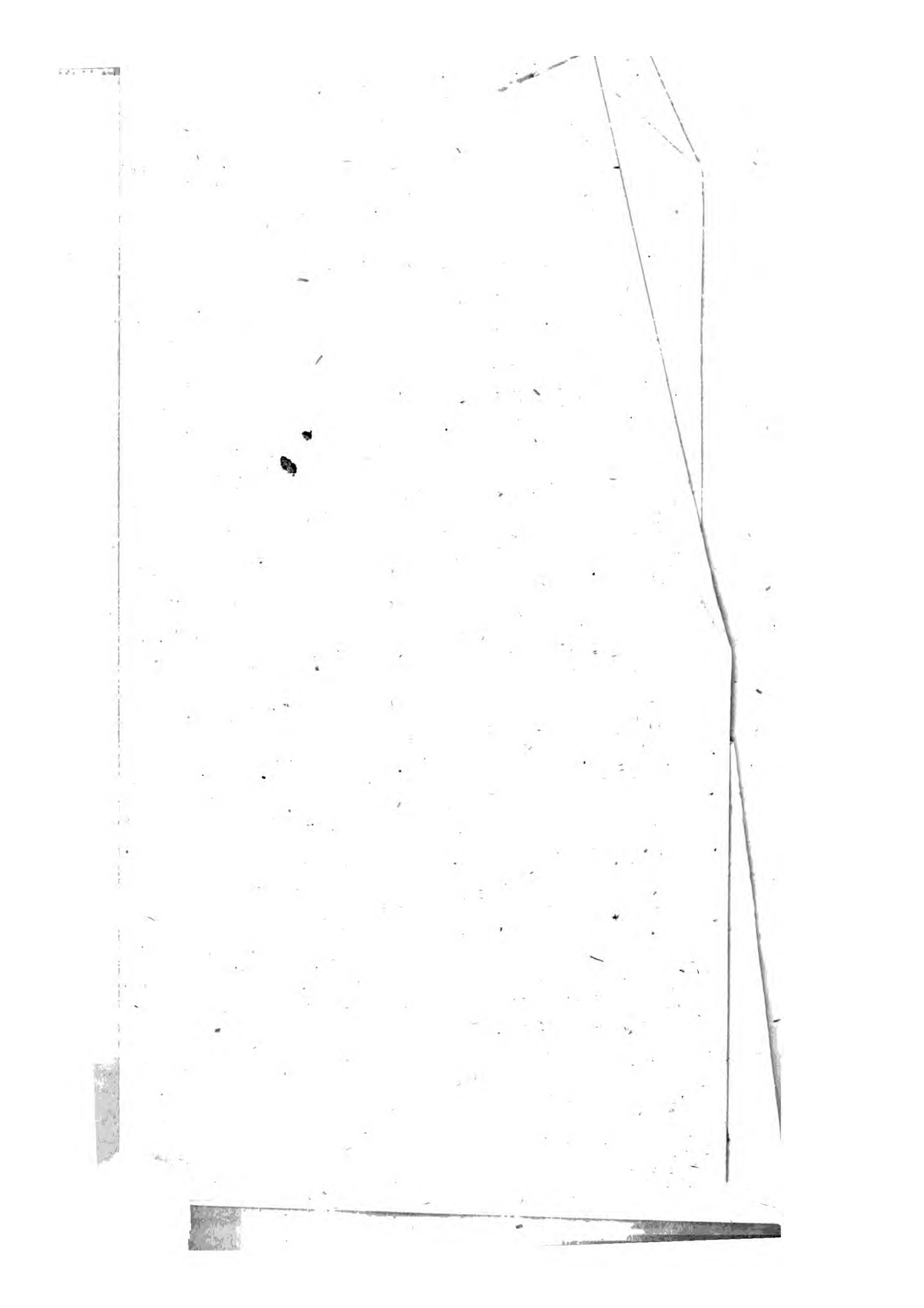




16.C.11.

16 c. ::

TITUTE



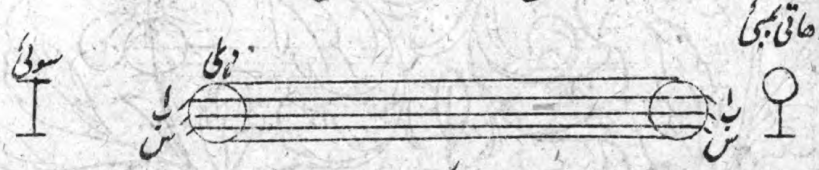
INDIAN INSTITUTE

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ کتاب عجائبات روزگار مولفہ ماسٹر
رامچندر صاحب قدردانی شائقان سے چوتھی
مرتبہ چھاپی گئی ہے اور اس مطبع منشی نولکشور
میں بمقام لکھنؤ دوسری مرتبہ بایہ تعمیر
سنہ ۱۸۷۳ء چھاپی گئی
فقط

دہلی والونکو معلوم ہوجاویگی - بس ترکیب مذکور یہ ہے کہ جسقدر حروف ہون اوسقدر تار کو ایک نل مین لیکر اور اوس نل کو زمین کے اندر اندر ایک مقام سے دوسرے مقام تک لیجاوین اور اسطور سے دونون سرون ان تارون کے کو دونون مقامون پر ایک جائے ذرا نکلا رکھین اور تارون پر حروف مقرر کرلین اور ہر وقت چند آدمی دونون مقامون پر اون تارونکو دیکھتے رہین ایکطرف کے آدمی الکٹریکی دار گولہ سے مختلف تارونکو چھواتے رہین اور دوسرے دوسری طرف سوئی کی حرکت کے ذریعہ سے مختلف حرفونکو سمجھتے رہین اور اون حروف سے صرف عبارتین بنالین -

شکل اس مجموعۂ تارونکی یہ ہے



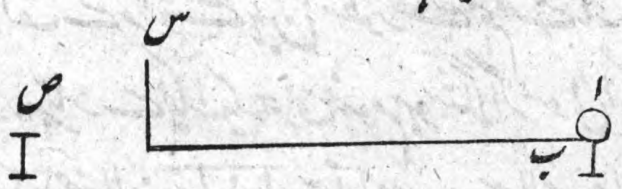
یہ مختصر اور مجمل حال ترکیب مذکور کا ہے لیکن اسکا مفصل حال بہت طویل ہے اور بغیر بہت سی اور باتون علمی کے جاننے سے سمجھ مین نہین آسکتا ہے *

جہاز جنگی

حال جہاز جنگی کا بھی بہت عجیب ہے اسواسطے ہم تصویر اوسکی علیحدہ چھپواکر واسطے ملاحظۂ ناظرین کے درج کتاب کرتے ہین اور حال جہاز مذکور کا تصویر جہاز مذکور پر لکھا ہوا ہے دوبارہ لکھنے کی حاجت نہین فقط

واضح ہو کہ تار ب س چاہے جسقدر لمبا ہو لیکن جس لحظہ الکٹرسٹی گولہ آ میں
سے اوسمین پہونچیگی اوسی لحظہ الکٹرسٹی اوسکے دوسرے سرے یعنے مقام س پر
موجود ہوتی ہے یعنے اپنا ظاہر کرتی ہے اور اوسی لحظہ سوئی ص کی اوسکی
طرف میل کرے گی مثلاً تار آس ایک ہزار کوس لمبا ہے اور اوسکا ایک سرا
شہر بنبئی اور دوسرا سرا شہر دہلی مین واقع ہے پس جس لحظہ کوئی شخص الکٹرسٹی دار
گولہ مثل آ کے کو مقام بنبئی مین ایک سرے تار کو مثلاً مقام ب پر چھوائیگا اوسی
لحظہ دوسرے سرے س پر جو دہلی مین واقع ہے اثر الکٹرسٹی کا نمودار ہوگا اور
سوئی اوسکی طرف مائل ہوتی نظر آویگی۔ اب فرض کرو کہ یہ بات مقرر کرلیجاے
کہ جسوقت سوئی مقام دہلی مین طرف س کے متوجہ ہو تو یہ سمجھا جاے کہ بنبئی والے
حرف الف سے مراد رکھتے ہین اسطور سے ہم اتنے تار رکھہ سکتے ہین جتنے کہ حروف
ہین اور ہر تار سے ایک ایک حرف مفہوم ہو مثلاً اگر سوئی ایک تار کیطرف متوجہ
ہو جسکو کہ ہمنے الف قرار دیا ہے تو اوس سے الف مراد ہوگی اور اسی طور سے
اگر دوسرے کیطرف متوجہ ہو تو ب سے مراد ہوگی پس اس صورت مین بنبئی
والے ایک لحظے مین خبر اپنی دہلی مین پہونچا سکتے ہین مثلاً وہ نہین یہ خبر دہلی مین پہونچا دی
ہو کہ گورنر بہادر بنبئی مین داخل ہوے تو بنبئی والے اول گ کی تار کو الکٹرسٹی کی
گولہ سے چھوائینگے اور دہلی والے یہ دیکھکر کہ سوئی طرف گ کی تار کی مائل ہوئی تو وہ
گ یاد رکھینگے اور اسی طور سے اشارہ واسطے حروف و اور ر اور
ن اور ر اور اور باقی حروف کے ہو سکتے ہین اور جب دہلی والے
ان حرف کو شامل کرینگے اوسوقت عبارت مذکور بصدر بجاے گی اور خبر مذکور

ترکیب مذکور کے لازم ہے کہ جو آگے لکھا جاتا ہے اوسکو بغور مطالعہ کرو۔ واضح ہو کہ
الکٹرسٹی ایک ایسی شے حکمائے فرنگ نے دریافت کی ہے کہ جب وہ کسی جسم
مین ہو اور کوئی اور ایسا جسم ہو جو قابل قبول کرنے اثر الکٹرسٹی کی ہو اور
اوس مین الکٹرسٹی نہو تو اگر یہ جسم جسم اول کے پاس جسمین کہ الکٹرسٹی موجود
ہو لایا جاوے یا اوس سے چھوایا جاوے تو جسم ثانی پر کچھ صدمہ پیدا ہوگا اور
جسم اول طرف جسم الکٹرسٹی دار کی کشش کرے گا مثلاً اگر ایک تار لوہے کا ہو اور
اوسمین الکٹرسٹی بھر دیجاوے اور اوسکے پاس ایک اور تار یا سوئی لائی جاوے
تو سوئی اور لوہے کے تار مین کشش پیدا ہوگی یعنی یہ مشاہدہ کیا جاویگا کہ سوئی
اور تار قریب ایک دوسرے لے آتے ہین۔ ایک اور مثال جو ہمارے
مطلب کے لیے مفید ہے یہ ہے ؛



فرض کرو کہ ا ایک گولا دھاتی ہے اور اوسمین الکٹرسٹی بھری ہوئی ہے اور
ب س ایک موڑا ہوا تار ہے اور اوسکے سرے س کے پاس ایک باریک
سوئی ایک کھونٹی پر آویزان ہے پس جب گولہ ا سے تار کو چھوائین تو اسکی
الکٹرسٹی تار مین آجاویگی اور سوئی ص کی جو چاہے جسطرف حرکت کر سکتی ہے فورًا
مائل طرف دوسرے سرے تار کے بغرض س کے متوجہ ہو جاویگی۔ اس جا یہ بھی

تتمہ عجائبات روزگار

ایک نہایت عجیب حکمت واسطے پہونچانے خبر کے

واضح ہو کہ دانایان ہر زمانہ نے مختلف ترکیبین واسطے جلد خبر پہونچانے کی مثل ڈاکخانون اور سانڈنی سوارون کے اور بگھی کی اور علی ہذا القیاس نکالی ہین زمانہ حال مین اہل فرنگ نے دخانی گاڑیان ایجاد کین ہین کہ اونکے ذریعہ سے کلکتہ سے دہلی تک دو دن مین خبر پہونچ سکتی ہے۔ لیکن چند روز ہوے کہ اہل فرنگ نے ایک نہایت عجیب ترکیب واسطے خبر رسانی کے نکالی ہے کہ اوسکے ذریعہ سے چند لحظون مین خبر ہزارون کوس پہونچ سکتی ہے اوس ترکیب کے وسیلہ سے آدمی کلکتہ اور دہلی کے گویا ہمکلام ہوسکتے ہین جسطرح کہ دو آدمی ایک جاے بیٹھے ہوے کلام کرسکتے ہین اوسیطرح سے بذریعہ ترکیب مذکور کے مختلف مقاموں مین بفاصلہ ہزارون کوس کے آپسمین باتین کرسکتے ہین مثلاً اگر بارہ بجے اول تاریخ جنوری ۱۸۴۸ع کو کونسل جنرل کلکتہ مین داخل ہون تو خبر اس بات کی دہلی یا لاہور یا بمبئی اور جہان چاہو کلکتہ سے دو چار لحظہ بعد بارہ بجے اوسی تاریخ کے پہونچ سکتی ہے۔ یہ ایک نہایت عجیب بات ہے اور جو شخص اسکا حال اول دفعہ ملاحظہ کرینگے اونکو اسکا یقین بہت مشکل سے آئیگا بلکہ بعضے اس بات کو بالکل یقین نہین کرینگے لیکن جب اونھین ترکیب مذکور معلوم ہوجائیگی تو وہ اوسکو بآسانی یقین کرسکین گے۔ اس ترکیب کے ملاحظہ کرنے سے ناظرین کو یقین کلی ہوجاے گا کہ جو باتین انسانکو محال معلوم ہوتی ہین وہ باتین بذریعہ علم کے بآسانی عمل مین آسکتی ہین۔ واسطے سمجھنے

کہ اسوقت سے بونا پارٹ شاہنشاہ کہلانے لگا جب بونا پارٹ فرانس سے خارج
ہوا تو اکثر بادشاہ فرنگستان کے ملکر انتظام ملک فرانس مین مصروف ہوے لیکن
انتظام مذکور ہونے نپایا تھا کہ بعد دس مہینہ کے بونا پارٹ پھر فرانس مین
ہوا یہ خبر سنکر سارے فرنگستان مین تہلکا پڑ گیا جب بونا پارٹ فرانس مین آیا
تو ساری فوج اوس سے ملگئی اور اوسکی تابع ہوگئی بعد فوج اہل پروس اور اسٹریا
کی بمقابلہ بونا پارٹ کے آئی اور ان دونون کو بونا پارٹ نے شکست دی بعد ازان
انگریزون نے بونا پارٹ سے لڑنے کا ارادہ کیا اور جب بونا پارٹ میدان واٹرلو
پر بمقابلہ انگریزون کے آیا تو وہان ایک نہایت سخت لڑائی ہوئی اور یہان بونا پارٹ
نے انگریزونسے شکست کھائی اور بونا پارٹ میدان جنگ مین سے بھاگا
لیکن راستہ مین وہ گرفتار ہوکر قیدی انگریزونکا ہوا یہ سخت لڑائی ۱۸۱۵ء
مین واقع ہوئی تھی اور بونا پارٹ کئی سال بطور قیدی کے خبر بر سینٹ ہلینا مین
رہا پانچوین ماہ مئی ۱۸۲۱ء کو وہ اس جہان فانی سے قید ہی مین رحلت کر گیا
تصویر بونا پارٹ کی اور تصویر لڑائی مقام واٹرلو کی جہان اوسنے انگریزونسے
شکست کھائی تھی واسطے ملاحظہ ناظرین کے درج کتاب کیجاتی ہے دوسری
تصویر لڑائی کی جب کہ بونا پارٹ نے شکست کھائی ہے اوس سے معلوم
ہوجاے گا کہ بونا پارٹ گھوڑے پر سوار اور سپاہی اوسکی بڑے خوف سے
بھاگے جاتے ہین فقط

فوج بونا پارٹ مین نہایت بے انتظامی تھی اور رعایا کو لوٹتی تھی اور رسد اس وجہ سے بھی جہان کہین فرانسیسونکو اکیلا دوکیلا پاتے تھے قتل کرتے تھے اور اس سبب سے ہزارہا فرانسیسی سپاہی مارے گیے بادشاہ روس نے یہ دیکھکر کہ میدان جنگ مین مقابلہ اہل فرانس کا کرنا مشکل ہے یہ اشتہار اپنی رعایا مین دیا کہ جس راستہ کو فوج فرانسیسی گذرے گی اوس راستہ مین جو دیہات اور شہر ہون اون سب کو ویران کر دو اور وہان کھانا اور لکڑی وغیرہ کا نام نہ رکھو تاکہ فرانسیسی فوج کو اس سرد ولایت مین آنا بہت مشکل ہو اور مارے برف اور سردی اور بے سر انجامی تشنہ وغیرہ کے سب وہ خود بخود غارت ہو جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا جب بونا پارٹ شہر موسکو مین جو دارالخلافت ملک روس کا ہے پونہچا تو اوسے بالکل ویران پایا کسی مکان پر چھت نہ پائی اور ایندہن کی جاے ایک تنکا بھی نہ پایا یہ حال دیکھکر بونا پارٹ مع فوج کے اولٹا بھاگا اور قریب ایک لاکھ آدمی کے برف سے اور لوٹ مار روسیون کی سے مارے گئے اور ہزار مشکل سے بونا پارٹ فرانس مین واپس آیا اسوقت مین قریب قریب سارے بادشاہ فرنگستان کے ذاتی اپنی اپنی فوج لیکر فرانس کو چارونطرف سے گھیر لیا تھا اور گو بونا پارٹ کی فوج نے بہت داد شجاعت کی دی اور اونسے لڑی لیکن کچھ نہ ہو سکا علاوہ ازین حکام فرانس کی بھی بونا پارٹ سے خفا ہو گئے تھے اور اونھون نے اوسکی گرفتاری کا ارادہ کیا تھا یہ حال دیکھکر ۲۰ ماہ اپریل ۱۸۱۴ء کو بونا پارٹ طرف جزیرہ ایلبا کے بھاگا اور شاہنشاہ روس اور اور چند بادشاہون نے اس بات کو قبول کیا کہ بونا پارٹ اس جزیرہ کا شاہنشاہ کہلایا کرے۔ اب واضح ہو

بحیان سب کی قبولیت سے جو بیسوین دسمبر ۱۷۹۹ء کو وہ چیف کانسل یعنی حاکم اول
مقرر ہوا ہمنے پہلے بیان کیا ہے کہ اطلیہ مین سرکشی ہوگئی تھی اور وہ ملک
فرانسیون کے ہاتہ سے جاتا رہا تھا اور چونکہ ایک بڑا حصہ ملک اطلیہ کا شاہنشاہ
آسٹریا سے تعلق رکھتا تھا اسواسطے اب بوناپارٹ واسطے لڑائی اہل آسٹریا کے
متوجہ ہوا فوج آسٹریا کی نے فوج فرانس کو گاؤ مرنگو سے کہ اطلیہ مین واقع ہے
ہٹا دیا تھا اور اوسے اپنے قبضے مین لائے تھے لیکن اخیر کو ایک بہت سخت
لڑائی مابین شاہنشاہ آسٹریا اور بوناپارٹ کے واقع ہوئی اور بوناپارٹ نے
فتح کلی حاصل کی قریب بارہ ہزار آدمی کے فوج آسٹریا مین سے مارے گئے
اور زخمی اور قیدی ہوے اور قریب چار ہزار آدمی کے اہل فرانس کے
قتل ہوئی ۱۸۰۱ء مین آسٹریا اور اور ملکون فرنگستان سے فرانس والونکی صلح
ہوگئی لیکن چند روز بعد وہ صلح جاتی رہی اور سب فوج فرنگ فرانس سے دشمنی
کرنے لگی بعد اسکے بوناپارٹ نے بھی تیاری واسطے لڑائی کے کی اور اہل آسٹریا
کو پھر مقام اسٹرلٹز مین شکست فاحش دی ان ایامون مین بوناپارٹ نے بیشمار
مہمین کین اور اگر اونکی صرف ایک فہرست ہی لکھین تو بہی اس قدر جاے اس
چھوٹے رسالہ مین حاصل نہین ہے اور اسیواسطے ہم اونکو چھوڑ کر اوسکی ایک
بڑی مہم کا جو اوسنے روس پر کی تھی ذکر کرتے ہین واضح ہو کہ ۱۸۱۲ء مین
بوناپارٹ چند لاکھ فوج لیکر طرف روس کے روانہ ہوا سولہوین اگست سنہ ۱۸۱۲ء کو
فوج فرانس کی روس مین شہر سمولگ مین پہونچی اور فوج روس کی نے شہر اور
گردنواح کے دیہات کو غارت کر کے شہر کو چھوڑ دیا اور پیچہے کو ہٹی اسوقت

اونکا تعاقب اور بہت سے آدمیونکو تہ تیغ کیا لیکن جب انگریزونکی فوج بڑے
دشمن بوناپارٹ کے تھے یہ حال ملک مصر کی فتح کا سنا تو اونھون نے ترکونکی
کی مدد کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ فوجین انگریزی ہندوستان اور انگلستان سے
طرف مصر کے روانہ ہوئین اسوقت بوناپارٹ کی فوج مصر مین چھوڑکر طرف
ملک شام کے روانہ ہوا تھا اور جب انگریز مصر مین آئے تو اونھون نے فرانسیسی
فوجکو مصر مین سے خارج کیا اور ملک کو فتح کرکے ترکونکے حوالہ کیا اسوقت ملک
شام مین بوناپارٹ کو یہ خبر پہونچی کہ سمندر کے کنارہ پر بہت سی فوج ترکونکی بسرکردگی سید
مصطفی پاشا کی جمع ہوئی ہے اور وہ مستعد واسطے جنگ کے تیار ہے یہ سنکر بوناپارٹ
فوراً طرف فوج مذکور کے روانہ ہوا اور وہان جاکر ترکونکو پھر شکست کامل دی
اور قریب دس ہزار کے ترک مارے گئے اور یہ حال ہوا کہ مارے ڈر فرانسیسیونکے
ترکون نے اپنے تئین سمندر مین ڈالدیا اور اس باعث سے ہزارہا آدمی
ڈوب کے مر گئے اوسوقت ہزارہا عمامے سمندر کے پانی پر بہتے ہوئے نظر آتے تھے یہ لڑائی
نزدیک خلیج ابوکر کے واقع ہوئی تھی بعد اس فتح کے فرانس سے بوناپارٹ کو خبر
پہونچی کہ ملک اطلیہ مین پھر سرکشی ہوگئی اور وہ ملک فرانس کی حکومت سے
جاتا رہا اور حکام ملک فرانس کے خود آپسمین تنازع رکھتے ہین اور فرانس مین
بہت سی بے انتظامیان ہو رہی ہین یہ خبر سنکر بوناپارٹ چند افسرونکو بمع بیس
ہزار فوجکے ملک مصر مین چھوڑکر خود طرف فرانس کے روانہ ہوا لیکن بعد اوسکی روانگی کے
انگریزون نے اس فوجکو مصر سے خارج کیا جیسے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہین بعد چند
روز کے بامن و امان کے بوناپارٹ پیرس دار الخلافہ فرانس مین پہونچا اور

جسکو ڈائرکٹری کہتے تھے اوسکی بڑی عزت اور خاطر کی اور اوسکو دعوتین بہت
شان اور شوکت سے کھلائین لیکن بوناپارٹ کچھہ بہت خوش نہوا اور کسی سے
اخلاق سے پیش نہ آیا اندنون من حکام فرانس کا ملک مصر پر قبضہ کرنے کا ارادہ تھا
اور چونکہ وہ ڈرتے تھے کہ اگر بوناپارٹ شہر پیرس مین رہے تو کیا جانے کیا فتنہ
اوٹھاوے اونھون نے اوسے افسر اوس فوج کا جو واسطے فتح ملک مصر کے
مقرر ہوئی تھی مقرر کیا اور وہ بھی اس عہدے سے نہایت خوش ہوا چنانچہ
وہ مع تیس ہزار اوس فوج کے جنسے ملک اطلیہ کو فتح کیا تھا ملک مصر کیطرف روانہ
ہوا اور ۲۹- ماہ مارچ کو سامنے شہر سکندریہ کے جو ایک بڑا شہر آباد کیا ہوا سکندر
کا ملک مصر مین ہے پہونچا اور وہان جاکر یہ اشتہار دیا کہ مین سلطان روم کا
دشمن نہین ہون بلکہ یہان اسواسطے آیا ہون کہ خلقت مصر کو اون ظالم حکام سے
خلاص کرون جو خلاف مرضی سلطان کے رعایا پر زیادتی کرتے ہین اور جنکو
مملوک کہتے ہین مسلمانون نے اکثر فراسیسون یعنے جس کسیکو فوج بوناپارٹ مین
اکیلا دیکھا قتل کیا اخیر کو جب فوج بوناپارٹ کی قریب اون عالیشان عمارتون
اور مینارونکے جنکو فرمیٹ کہتے ہین اور جنکے حال اور نقشے باب اول اس کتاب مین
مندرج ہین پہونچی تو پایا کہ بہت سی فوج مسلمانون کی بسرکردگی مراد اور ابراہیم کے
مقیم ہے اور واسطے جنگ کے مستعد چنانچہ وہان اوسمین بڑی لڑائی ہوئی اور
چونکہ بوناپارٹ کے پاس سوار نہ تھے اور ترکون کی فوج مین بہت سوار تھے
تو بوناپارٹ نے حکم دیا کہ میری فوج بشکل مربع کھڑی ہووے اور جب بوچھاڑ
گولیونکی چلی تو ترک لوگ تاب مقابلہ کی نہ لاکر بھاگے اور فراسیسون نے

صرف ۳۵ ہزار اور مخالفون کی ۵۰ ہزار تھی باعث ان لڑائیونکا یہ ہوا تھا
کہ بادشاہ ملک آسٹریا اور بادشاہ فرنگستان کا بادشاہ فرانس کے طرفدار تھے
اور مخالف وہان کی رعایا کی پس فرانس کی رعایا مخالفونسے لڑتی بھڑتی تھی جب
بوناپارٹ نے آسٹریا والونکو زیر کرلیا اور اونسے بہت سا روپیہ اور ملک لیا تو متوجہ
طرف پوپ یعنی پاپا جو بطور رسول حضرت عیسے کے رومین کیتھلک عیسائیونمین شمار
کیا جاتا ہے اور کچھ ریاست بھی ملک اطلیہ مین رکھتا ہے ہوا باعث اسکا یہ ہوا
کہ جو شرطین فرانسیسی رعایا کے جتھے نے پوپ کو واسطے قبولیت کے پیش کین
تھین اونسے وہ شرطین نہ قبول کین آٹھ ہزار فوج پوپ کی واسطے جنگ کی بوناپارٹ
کی سدراہ ہوئی لیکن اس فوج پوپ کی نے شکست فاحش کھائی اور پوپ کو بہت
سی نقدی اور اسباب بوناپارٹ کو دینا پڑا اور اس ترکیب سے وہ اپنے شہر رومیہ
کبرے مین قائم رہا شاہنشاہ آسٹریا نے ایک نئی فوج بسرکردگی ارکڈیوک چارلس
کے واسطے مقابلہ بوناپارٹ کے بھیجی اور گو اس بہادر شخص نے بہت شجاعت
اور ہوشیاری سے لڑائی کی لیکن اخیر کو اونسے بوناپارٹ سے شکست کھائی
اور شہر وائینہ کہ دارالخلافت ملک جرمنی کا ہے جلا اور اوسکے پیچھے پیچھے بوناپارٹ نے
کوچ کیا جب شہر مذکور مین خبر پوری شکست فرانسیسونکی پہونچی تو وہان کے حکام بہت
گھبرائے اور اونھون نے بوناپارٹ سے صلح چاہی اور اس بات کو بوناپارٹ
نے قبول کیا چنانچہ اٹھارہوین اپریل ۱۷۹۷ء کو شرطین لکھی گئین اور عہد نامہ پر
دستخط طرفین کی ہوئی بہت سی مہمین اور معاملہ ملکی کرکے بوناپارٹ اپنے ملک
فرانس کو چلا آیا ماہ دسمبر ۱۷۹۷ء مین شہر پیرس مین پہونچا وہان حکام اوس مجلس کے نے

اپنی قوت بازو سے بہتیرے بادشاہونکے تاج چھین لیے اور بہتیرے غیرونکو
بادشاہ بنادیا۔ واضح ہو کہ اس زمانے مین رعایا فرانس کی ذاپنے بادشاہ اور اوسکے
وزرا سے خفا ہوکر ایک بڑی بھاری سرکشی کی تھی کہ اوسکے حال سننے سے
سامعین کا دل خوف کھاتا ہے اوس زمانہ مین خلقت فرانس کی مثل وحشیون
کی مارڈالنا انسانکا ایسا سمجھتی تھی جیسے کہ ایک تنکے کو توڑ ڈالا جبکہ یہ سرکشی شروع
ہوئی تو خلقت فرانس کی دو جتھون مین منقسم تھی ایک تو طرفدار بادشاہ کی
اور دوسری طرفدار رعایا کی اور خواہان اس بات کی کہ رعایا بالکل اختیار پاوے
اور بادشاہ خارج ہوجاے۔ بوناپارٹ طرفدار رعایا کا ہوا اور اپنے دوستون
وغیرہ کو بھی سمجھایا کہ رعایا کا طرفدار رہو تم بھی اختیار کرو سنہ ۱۷۹۲ مین بوناپارٹ
کپتان توپخانہ کا ہوگیا اور جب وہ سنہ ۱۷۹۳ مین شہر پیرس مین پہونچا تو گورنمنٹ
رعایا نے جسکو کنونش کہتے ہین یہ جانکر کہ بوناپارٹ توپخانہ کی باتونسے خوب
واقف ہے اوسے شہر ٹولون کی تسخیر کے واسطے بھیجا چنانچہ اوسنے اوس شہر کو
فتح کیا اور بطور انعام اس کارکے وہ بریگیڈیر جنرل توپخانہ کا سنہ ۱۷۹۴ مین مقرر کیا گیا
جو فرانسیسی واسطے فتح ملک اطلیہ کے بھیجے گئے تھے اونسے کچھ نہ بن آیا تو چند
عاقلونکی گورنمنٹ فرانس مین سے یہ رائے ہوئی کہ بوناپارٹ کو سپہ سالار
فوج بناکر واسطے فتح کرنے ملک اطلیہ کے بھیجا چاہیے چنانچہ ۲۳ ماہ فروری سنہ ۱۷۹۶ ع
کو وہ اس علاقہ پر سرفراز ہوا اور ملک مذکور کیطرف روانہ ہوا یہان شاہنشاہ
آسٹریا کی فوج سے لڑائیان ہوئین اور اخیر کو بوناپارٹ غالب آیا اور مخالفون
کو مار ہٹایا اور اونکے بہت سے قلعجات فتح کیے اس مہم مین فوج اہل فرانس کی

حال بوناپارٹ کا

بوناپارٹ ایک بڑا مشہور اور محمند بادشاہ ملک فرانس مین گذرا ہے اوسنے
چندروز مین قریب قریب سارا فرنگستان فتح کرلیا تھا اور بڑے بڑے بادشاہ اور
شاہنشاہ فرنگستان کو اوسکے نام سے کانپتے تھے اوسنے ملک مصر کو بھی فتح کرلیا تھا اگر اوسکو سکندر
ثانی کہین تو بیجا نہی مختصر حال اس شاہنشاہ فراسیس کا ہم اس جاے درج کرتے ہین
مخفی نرہے کہ بوناپارٹ شہر جیکشیو مین کہ جزیرۂ قرسقہ مین واقع ہے پیدا ہوا ہین
ماہ اگست سنہ ۱۷۶۹ع کو پیدا ہوا تھا اسکا باپ جسکا نام چارلس تھا ایک شخص معزز
رعاے قرسقہ مین سے تھا۔ واضح ہو کہ جزیرہ قرسقہ فرنگستان مین جنوب
مغرب کیطرف ملک اطلیہ کے واقع ہے اور فرانسیسون نے اس جزیرہ کو
فتح کرلیا تھا اور اس باعث سے بوناپارٹ بھی رعایاے اہل فرانس مین سے تھا
مدرسہ برین مین کہ ملک فرانس مین ہے بوناپارٹ واسطے تحصیل علوم کے سنہ ۱۷۷۹ مین داخل
ہوا اور چھ برس کے عرصہ مین وہان اوسنے علم ریاضی کے سیکھنے مین بہت سی ترقی
کی سنہ ۱۷۸۴ مین اس مدرسہ سے وہ روانہ طرف شہر پیرس کے کہ دارالسلطنت اہل فرانس
کا ہے ہوا اور وہان اوس مدرسہ مین جہان کہ لڑکے تربیت پاکر فوج مین
بھرتی ہوتے ہین داخل ہوا یہان اکثر لڑکے اوسکے ہمعمر کے اوسسے غریب جانکر
چھیڑا کرتے تھے لیکن یہ کسی سے کچھ کام نرکھتا تھا اور خاموش بیٹھا رہتا تھا
ماہ ستمبر سنہ ۱۷۸۵ مین اوس نے مدرسہ کو چھوڑا اور نائب لفٹنٹ توپخانہ بادشاہ
فرانس کا مقرر ہوا پس اب دیکھنا چاہیے کہ اس خفیف علاقہ سے وہ کسطرح
نوبت بنوبت بزرگی حاصل کرتا گیا اور اخیر کو اسقدر صاحب اختیار ہوگیا کہ

اپنی قوت بازو سے بہتیرے بادشاہونکے تاج چھین لیے اور بہتیرے غریبونکو
بادشاہ بنا دیا۔ واضح ہو کہ اس زمانی مین رعایا فرانس کی ذاپنے بادشاہ اور اوسکے
وزرا سے خفا ہو کر ایک بڑی بھاری سرکشی کی تھی کہ اوسکے حال سننے سے
سامعین کا دل خوف کھاتا ہے اوس زمانہ مین خلقت فرانس کی مثل وحشیونکے
کی مارڈالنا انسانکا ایسا سمجھتی تھی جیسے کہ ایک تنکے کو توڑ ڈالا جبکہ یہ سرکشی شروع
ہوئی تو خلقت فرانس کی دو جتھون مین منقسم تھی ایک تو طرفدار بادشاہ کی
اور دوسری طرفدار رعایا کی اور خواہان اس بات کی کہ رعایا بالکل اختیار پاوے
اور بادشاہ خارج ہو جاوے۔ بوناپارٹ طرفدار رعایا کا ہوا اور اپنے دوستون
وغیرہ کو بھی سمجھایا کہ رعایا کا طرفدار رہو نا تم بھی اختیار کرو ۱۷۹۲ء مین بوناپارٹ
کپتان توپخانہ کا ہو گیا اور جب وہ ۱۷۹۳ء مین شہر پیرس مین پہونچا تو گورنمنٹ
رعایا نے جسکو کنونشن کہتے ہین یہ جانکر کہ بوناپارٹ توپخانہ کی باتونسے خوب
واقف ہے اوسے شہر ٹولون کی تسخیر کے واسطے بھیجا چنانچہ اوسنے اوس شہر کو
فتح کیا اور بطور انعام اس کارکے وہ بریگیڈیر جنرل توپخانہ کا ۱۷۹۴ء مین مقرر کیا
جو فرانسیسی واسطے فتح ملک اطلیہ کے بھیجے گئے تھے اونسے کچھ نہ بن آیا تو چند
عاقلونکی گورنمنٹ فرانس مین سے یہ رائے ہوئی کہ بوناپارٹ کو سپہ سالار
فوج بنا کر واسطے فتح کرنے ملک اطلیہ کے بھیجا چاہیے چنانچہ ۲۳ ماہ فروری ۱۷۹۶ء
کو وہ اس علاقہ پر سرفراز ہوا اور ملک مذکور کیطرف روانہ ہوا یہان شاہنشاہ
آسٹریا کی فوج سے لڑائیان ہوئین اور اخیر کو بوناپارٹ غالب آیا اور مخالفونکو
مار ہٹایا اور اونکے بہت سے قلعجات فتح کیے اس مہم مین فوج اہل فرانس کی

حال بوناپارٹ کا

بوناپارٹ ایک بڑا مشہور اور محمند بادشاہ ملک فرانس مین گذرا ہی اوسنی
چندروز مین قریب قریب سارا فرنگستان فتح کرلیا تھا اور بڑے بڑے بادشاہ اور
شاہنشاہ فرنگستان کو اوسکے نام سی کانپتے تھے اوسنی ملک مصر کو بھی فتح کرلیا تھا اگر اوسکو سکندر
ثانی کہین تو بجا ہی مختصر حال اس شاہنشاہ فراسیس کا ہم اس جاے درج کرتے ہین
مخفی نرہے کہ بوناپارٹ شہر جیکشیو مین کہ جزیرۂ قرسقہ مین واقع ہے پندرہوین
ماہ اگست ۱۷۶۹ع کو پیدا ہوا تھا اسکا باپ جسکا نام چارلس تھا ایک شخص معزز
رعاے قرسقہ مین سے تھا۔ واضح ہو کہ جزیرہ قرسقہ فرنگستان مین جنوب
مغرب کیطرف ملک اطلیہ کے واقع ہے اور فرانسیسون نے اس جزیرہ کو
فتح کرلیا تھا اور اس باعث سے بوناپارٹ بھی رعایاے اہل فرانس مین سے تھا
مدرسۂ برین مین کہ ملک فرانس مین ہی بوناپارٹ واسطے تحصیل علوم کے ۱۷۷۹ع مین داخل
ہوا اور چھہ برس کے عرصہ مین وہان اوسنے علم ریاضی کے سیکھنے مین بہت سی ترقی
کی ۱۷۸۴ع مین اس مدرسہ سے وہ روانہ طرف شہر پیرس کے کہ دارالسلطنت اہل فرانس
کا ہے ہوا اور وہان اوس مدرسہ مین جہان کہ لڑکے تربیت پاکر فوج مین
بھرتی ہوتے ہین داخل ہوا یہان اکثر لڑکے اوسکی ہمعمر کے اوسی غریب جانکر
چھیڑا کرتے تھے لیکن یہ کسی سے کچھ کام نرکھتا تھا اور خاموش بیٹھا رہتا تھا
ماہ ستمبر ۱۷۸۵ع مین اوس نے مدرسہ کو چھوڑا اور نایب لفٹنٹ توپخانہ بادشاہ
فرانس کا مقرر ہوا پس اب دیکھنا چاہیے کہ اس خفیف علاقہ سے وہ کسطرح
نوبت بنوبت بزرگی حاصل کرتا گیا اور اخیر کو اسقدر صاحب اقتدار ہوگیا کہ

تصویر ملکۂ معظمۂ وکٹوریہ فرمانروائے انگلستان خلد اللہ ملکہا وسلطنتہا



اکٹھی ہوکر ضلع یا شہر کیطرف سے وکیلونکو تجویز کرتے ہین سب سے بڑی اور
ضروری صفت انمین یہ ہونی چاہئے کہ اونہین کچھ آمدنی اراضی سے ہو اور اسکا
باعث یہ ہے کہ ایسے آدمیونکی یہی غرض ہوگی کہ کسیطور سے لئیق آدمی وکلاے رعایا کے
مقرر کیے جائین جو اونکی جائداد وغیرہ کی خوب حفاظت کرین جب کوئی مقدمہ
پیش ہوتا ہے اور کسی خاص تجویز مین امیر لوگ اور وکلاے رعایا دونون کی ایک راے ہو جاے اور
بادشاہ کی راے خلاف ہو تو بادشاہ کو اختیار ہوتا ہے کہ پارلیمنٹ کو موقوف
کرے اور نئی پارلیمنٹ جمع کرے لیکن اگر کوئی بادشاہ کا برا ارادہ معلوم ہو جاے
اور دوسری پارلیمنٹ بھی بادشاہ کے کہے پر نہ چلے تو بادشاہ کچھ نہین کر سکتا ہے
بلکہ اگر وہ زیادتی کرے تو اوسکی خرابی متصور ہوتی ہے اور رعایا سرکشی
کرنے کو مستعد ہوتی ہے کاروبار پارلیمنٹ کے اسطریق سے انجام ہوتے ہین
کہ جو تجویز ہوتی ہے اوسکا ذکر پارلیمنٹ مین ہوتا ہے اول امیر لوگ اوسپر تکرار کرتے
ہین اور جب دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے امیر لوگ اوس تجویز کی جاری ہونے پر متفق
ہین یا اوسکی موقوفی پر پھر بھی تجویز کچہری وکلاے رعایا کی مین پیش ہوتی ہے اور جب معلوم
ہوتا ہے کہ فلانی تجویز کی طرف بہت سے صاحبان پارلیمنٹ کے متفق ہین
تو وہ بات عمل مین آتی ہے اگر کسی مقدمہ مین آدھے صاحبان پارلیمنٹ ایکطرف
ہوتے ہین اور آدھے دوسری طرف تو اسصورت مین اس مقدمہ مین بادشاہ
کی راے لیجاتی ہے اور جسطرف بادشاہ ہو جاے وہ بات عمل مین آتی ہے

دربار مین تشریف لاتے ہین اور وہان بڑی بڑی تقریرین اور وجوہات بیان
کرتے ہین اور اس ترکیب سے سامعین پر واضح ہوجاتا ہے کہ آیا فلانی تجویز درست
ہے یا فلانی - اب ہم کچہری وکلاے رعایا کا بیان کرین گے جو تیسری قسم کی حکام
ہین اور اونکا نام کچہری وکلاے رعایا اسواسطے مقرر کیا گیا ہے کہ وہ رعایا کیطرفسے
بطور وکلا کے مقرر ہوتے ہین اور جو کچہ رعا کیطرفسے عرض کرنا ہوتا ہے عرض
کرتے ہین یہان جاننا چاہیے کہ کس طریق سے وکلا رعایا کے مقرر اور طلب کیے
جاتے ہین واضح ہو کہ شریفون یعنی کوتوالون ہر ضلع کے کو احکام جاری ہوتے ہین کہ تم اپنے اپنے
ضلع مین رعایا کو جمع کر کے یہ کہو کہ اپنی طرفسے ایک یا دو یا زیادہ آدمی لایق تجویز
کر کے بطور اپنے وکیل کے کچہری پارلیمنٹ مین بہیجو تاکہ وہ کچہری مذکور مین
حاضر ہوکر امورات ریاست مین دخل دین اور جو جو مفید باتین واسطے رعایا
کی ہون وہ عرض کرین وکلا رعایا ہر اضلاع کی خلقت کیطرفسے دو سو باون ہوتے
ہین اور شہرون اور قصبون اور مدرسون کیطرفسے چار سو چھ ہوتے ہین پس
کل تعداد وکلاے رعایا کی چھ سو اٹھاون ہوتی ہے - واضح ہو کہ وہ شخاص کہ
کچہری وکلاے رعایا مین داخل ہوا چاہین اون مین یہ صفتین پائی جائین اول تو
یہ کہ وہ اکیس برس کی عمر سے کم نہون دوم یہ کہ وہ رعایا مین سے ہون اور بادشاہ
کی ملک مین پیدا ہوے ہون تیسرے یہ کہ وہ صاحبان جج مین سے نہون چوتھے
یہ کہ وہ لوگ اونمین سے نہون جو بادشاہ کیطرفسے کچہ تنخواہ یا پنشن پاتے ہون
اور اسی طور سے اور بہت سی صفتین ہین جو کہ وکلاے رعایا مین ہونی ضرور ہین
اسی طریق سے چند صفتین اون آدمیون مین ضرور ہین جو ہر ضلع اور ہر شہر مین

کچہری امیرونکا بیان کرتے ہین واضح ہو کہ حکام اس کچہری کے بڑی بڑی
صاحب عزت امیر ولایت انگلستان کے ہوتے ہین جو جو امیر اس کچہری مین داخل
ہوتے ہین اونکی تقرری چند باعث سے ہوتی ہے اول تو یہ کہ اونسے بڑا فائدہ
سرکار کو پہونچا ہو دوم یہ کہ وہ بڑی لیاقت واسطے علاقجات ملکی کے رکھتے ہون
اور سوم یہ کہ اون پاس بڑی دولت ہو جسکو اونھون نے اپنی کوشش اور دیانت
سے حاصل کیا ہو اور اس دولت کو وہ واسطے رفاہ خلق کے خرچ کرتے ہون
ان امیرون کو علاقہ پارلیمنٹ کا موروثی ہوتا ہے اور چونکہ لارڈ بادری بھی بڑے
امیر ہوتے ہین وہ بھی کچہری امیرونمین داخل ہوتے ہین اگرچہ یہ لوگ سوائے امور
دینی کے اور مقدمات ملکی مین دخل نہین دیتے ہین امیر لوگ مختلف رتبہ کے
ہوتے ہین جو اول درجہ کے امیر ہین اونکو ڈیوک کہتے ہین اور دوم درجہ کے امیر کا لقب
مارکوس ہوتا ہے اور تیسرے درجہ کا ارل اور چہارم درجہ کا وائیکونٹ اور پنجم درجہ
کا بیرن بادشاہ کو اختیار حاصل ہے کہ چاہے جس آدمی کو عوام مین سے امیر بنا دے
اور اوسے کوئی سا لقب امیری کا بخشدے اور اس باعث سے بادشاہ
کو بہت قوت بہم پہونچ سکتی ہے جس شخص کو وہ امیر بنا دے بیشک وہ بادشاہ کی ہی
کہیگا لیکن ایسے ایسے قوانین انگلستان مین مروج کیے ہین کہ وہ بادشاہ کی زیادتی
اختیار کے مانع آتے ہین جب امیرونکی کچہری جمع ہوتی ہے اور کوئی مقدمہ عظیم
پیش ہوتا ہے اوسوقت بڑے بڑے قانون دانونکو بھی رای مین طلب کرتے ہین
تاکہ اونکی صلاح سے فیصلہ مقدمہ کا موافق قانون کے عمل مین آوے جب کسی مقدمہ
مین بڑی تکرار واقع ہوتی ہے تو امیر لوگ بہت سوچ سوچ کر اپنے اپنے گھرونمے

حکام مذکور الصدر کے وہ بھی ایک حاکم اکبر ہے بغیر قبولیت اور مشورت صاحبان
پارلیمنٹ کے وہ کچھ نہین کر سکتا ہے قوانین انگلستان مین یہ بات نہین ہے
کہ عورت تخت نشین نہو اگرچہ حق مرد کا مقدم ہے پارلیمنٹ مین بادشاہ سرگروہ
تصور کیا جاتا ہے اور اسیواسطے اوسے اختیار ہے کہ پارلیمنٹ کو چاہے جب
طلب کرکے جمع کرے اور چاہے جب اوسی برخاست کرے بادشاہ پر
واجب ہی کہ پارلیمنٹ اسطور پر کم سے کم ایکبار سال مین جمع کیا کرے اور ایک
پارلیمنٹ سات برس ہی زیادہ نہین رہ سکتی ہے اول تو یہ کہ بادشاہ چاہے
جب پارلیمنٹ کو موقوف کر سکتا ہے علاوہ ازین اگر سات برس لگ جائین تو موافق
قوانین انگلستان کے صاحبان پارلیمنٹ کو خود بخود موقوف ہونا پڑتا ہے اور اونکی
جاہے اور صاحب تدبیر اور اہل دانش جمع ہوتے ہین جب پارلیمنٹ جمع
ہوتی ہی اوسوقت بادشاہ بڑی شان و تجمل سے دربار مین تشریف لاتا ہے اور تخت
سلطانی پر جلوس فرما کے کچھ کلام اور صلاح صاحبان پارلیمنٹ سے مقدمات
ملکی مین کرتا ہے اور بعد ازان بادشاہ دربار مین بھی تشریف لیجاتا ہے اور
باقی حکام جمع ہوکر اجراے کار و بار ملکی مین مصروف رہتے ہین ان کامون
مین بادشاہ کچھ دخل نہین دیتا ہے البتہ بعض اوقات وہ بوساطت اپنے وزرا
کے یہ کہلا بھیجتا ہے کہ فلانے امر مین اونھین توجہ کرنی چاہیے علاوہ ازین
جو قانون صاحبان ان کچہریون کے بناتے ہین وہ بغیر از قبولیت بادشاہ
کے نہین جاری ہو سکتے ہین تین قسم کے حکام جمع ہونیکو پارلیمنٹ کہتے
ہین اول بادشاہ دوم امیر سوم وکیل طرف رعایا کے سے اب ہم

دعوے بسبب کسی رشتہ بادشاہ دہلی خاندان کے رکھتا تھا اسمین ان دونون کے
سنہ ۱۶۶۶ع مین لڑائی واقع ہوئی اور اس لڑائی مین ولیم دی کونکرر نے فتح پائی اور
تخت انگلستان کا اوسکے ہاتھ آیا۔ اب واضح ہو کہ اب تک تو انگلستان کا یہ حال
تھا کہ کبھی کسی قوم نے حملہ کیا اور کبھی کسی نے لیکن اب جب سے ولیم دی کونکرر
تخت پر بیٹھا تب سے انگلستان مین امن ہو گیا اور برابر بادشاہ ہوتے چلے آئے
اور جب سے اب تک ۳۵ بادشاہ اور بادشاہزادیان تخت پر بیٹھہ چکی ہین اور
اب جو چھتیسوین ملکہ معظمہ فرمانروائے انگلستان بادشاہزادی وکٹوریہ ہے اوسکی
تصویر اسجاے درج کرکے اپنی کتاب کو زیب و زینت بخشتا ہون اور جاننا
چاہیے کہ بالفعل سلطنت اور حکومت کا انگلستان مین کیونکر دستور ہے اور
وہان کی گورنمنٹ کا کیا حال ہے۔ واضح ہو کہ اب انگریزی گورنمنٹ مین تین
قسم کے حاکم ہین اول تو بادشاہ جو کاروبار ملکی کو بصلاح اپنے وزرا کے کرتا ہے اور
دوسرے کچہری امیرون کی اور تیسری کچہری وکلاے رعایا کی مجموع ان تینون حکام کو پارلیمنٹ
کہتے ہین یہ حکام اس طور پر حکمرانی کرتے ہین کہ وہ سب متفق ہو کر قانون بناتے
ہین اور اون قوانین کو احکام پارلیمنٹ کہتے ہین اب ہم ان تین قسم کے حکام
کے اوصاف بیان کرینگے۔ واضح ہو کہ بادشاہ کا انگلستان مین سب سے بڑا
درجہ ہے لیکن بادشاہ کو بالکل اختیار ہر امر مین نہین ہے جیسے کہ ہندوستان
اور اور ملکون مین ہوتا آیا ہے انگلستان کے بادشاہ پر یہ کلام حضرت
شیخ سعدی کا صادق نہین آتا ہے کہ گاہی بسلامی برنجند و گاہے بدشنامی خلعت دہند
انگلستان مین بادشاہ مثل ایک امیر اعظم کے تصور کیا جاتا ہے اور منجملہ تین قسم کے

حکام

شاہنشاہون رومیہ کبرے کے نے اہل انگلستان کو زیر کیا اور حکمرانی کرنے لگے
اور اونکی چار سو سال تک عملداری انگلستان مین رہی اور باعث انکی عملداری کے
باشندے انگلستان کے بہ نسبت سابق کے کچھ کچھ عقلمند ہوگئے تھے لیکن بعد
چار سو سال کے عملداری اہل رومیہ کبرے کی جاتی رہی تو ۴۴۷ عیسوی
مین ایک قوم پکٹس اور سکوٹس نے انگلستان کو اکیلا جانکر خوب لوٹنا اور تباہ کرنا شروع
کیا باشندے یہان کے بہت دق آگرا وہ نے اہل ملک جرمنی سے جنکو
قوم سیکسنز کہتے ہین مدد مانگی کہ تم پکٹس اور سکوٹس کو ہماری ملک مین سے نکالدو
اونھون نے بہت رضامندی سے اہل انگلستان کی مدد کی اور پندرہ سو
آدمی قوم سیکسنز مین سے واسطے نکالدینے پکٹس اور سکوٹس کے آئے اور اونھون نے
پکٹس اور سکوٹس سے لڑکر ۴۵۵ عیسوی مین اونکو شکست فاحش دی قوم
سیکسنز مذکور نے اس ملک کو زرخیز اور اپنے ملک جرمنی کو بنجر پاکر اوسکا قبضہ کرلیا
اور انگلستان پر مدت تک قابض اور حکومت کرتے رہے بعد ازان قوم ڈینز
رہنے والے ڈنمارک کے نے ۸۳۲ مین انگلستان پر حملہ کرنا شروع کیا اور کئی بار
قوم ڈینز اور قوم سیکسنز مین جو کہ انگلستان پر قابض ہوگئے تھے لڑائیان واقع ہوئین
لیکن اخیر کو قوم سیکسنز نے قوم ڈینز کو شکست دی غرض یہ کہ قوم سیکسنز کی مدت
تک عملداری ہندوستان مین رہی اور اخیر بادشاہ انکی قوم مین سے ہیرلڈ
تھا۔ اور ایک اور شخص مسمے ولیم دی کونکرز ڈیوک نورمنڈی کا جو کہ ایک ضلع
ملک فرانس کا ہے تھا یہ دونون دعویدار تخت انگلستان کے ہوے ہیرلڈ کا دعوے
تخت کا تو اسطور پر تھا کہ وہ بیٹا پچھلے بادشاہ کا تھا اور ولیم دی کونکرز



تصویر ایک زمانۂ سلف باشندۂ انگلستان کی

اور اوسکی اوسوقت اطاعت کرتے تھے چنانچہ اسیوقت مین جبکہ سیزر شاہنشاہ رومیۂ کبرے کے نے یہ چاہا کہ انگلستان کو فتح کیجے اور اس وحشی قوم کو اپنا تابعدار کر لیجے تو آدہی رات کو وہ واسطے زیر کرنے اس قوم کے سوار ہوا تو صبح کو جبکہ کنارۂ دریاے ڈوور کے نزدیک جو کہ قریب انگلستان کے بہتا ہے پونچا تو دیکھتا ہے کہ سامنے تمام آدمی انگلستان کے مسلح ٹیلون اور پہاڑون پر کھڑے ہوے ہین واضح ہو کہ اس لڑائی کے وقت اہل انگلستان نے بموجب اپنے قواعد کے اپنا سردار اور سپہ سالار ایک شخص مسمی کیسی ولانس کو مقرر کیا تھا غرض کہ آپس مین سیزر کے اور باشندگان انگلستان کے کچہ لڑائی ہوئی اور بہ باعث اسکے کہ امیر اور امرا جو کہ بوقت لڑائی کے کیسی ولانس کے محکوم تھے اونھون نے بباعث حسد یا کسی ننگ کے اوسکی اطاعت نہ کی اہل انگلستان نے شکست کھائی اور شاہنشاہ سیزر فتحمند ہوا لیکن سیزر نے یہان کچہ اچھی طرحسے انتظام نہ کیا اور بعد مرجانے سیزر کے اور

حال انگلستان کا

زمانۂ سلف کا حال انگلستان بھی بہت قابل اطلاع کے اور تعجب سے مخفی نرہے کہ قبل از حاصل ہونے سلطنت عظیم کے اس دنیا مین اہل رومیہ کبری کو یعنی ۵۴ برس پیش پیدا ہونے حضرت عیسی کے انگلستان جسکو برٹن بھی کہتے ہین کوئی نہین جانتا تھا اوس زمانے مین باشندے انگلستان کے جو کہ اب اس مرتبہ اور عقل کو پہونچے ہین بالکل وحشی تھے پوشاک وہ چرم کی پہنتے تھے اور کندھونسے تمام باہین اور رانون سے تمام ٹانگین کھلی رکھتے تھے اور اونکو نیلا رنگ لیتے تھے کھانا اونکا گوشت تھا اور جنگلون مین چھپرون اور جھونپڑون مین گذران کرتے تھے مذہب اونکا بت اور آتش پرست تھا اکثر وہان کے لوگ اوس اوقات مین مونچھون کو منڈوا ڈالتے تھے لیکن داڑھی رکھتے تھے اور اونکے سر کے بال کندھونپر اور پیٹھ تک لٹکتے تھے دیکھا چاہیے کہ باشندے انگلستان کے یہی انگریز جنھون نے اب کیسی علم اور عقل اور مرتبہ حاصل کیا ہے کہ اپنے ثانی نہین رکھتے ہین کیسے وحشی اور بے عقل تھے + مصرع + یہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ایک تصویر اوس زمانہ کے باشندون انگلستان مین کی اسجای درج کرتا ہون اوس سے معلوم ہوجائیگا کہ اوس زمانہ مین وہ لوگ کیسے وحشی تھے اوس اوقات مین حال حکومت اور سلطنت اونکی کا یہ ہے کہ کوئی ایک بادشاہ اونپر حکمرانی نہین کرتا تھا بلکہ انکے الگ الگ جتھے تھے اور ایک ایک جتھے کا علیحدہ علیحدہ سردار تھا لیکن جب کوئی غنیم یا دشمن چڑھکر آتا تھا تو اوسوقت یہ ساری قوم متفق ہوجاتی تھی اور متفق ہوکر ایک اچھے سے شخص کو اپنا سردار اور سپہ سالار بنا لیتی تھی

سب یرانی فوج میری نکال دیجاوے اور اوسنے بہت سی فوج ایرانی نوکر رکھ لی
جب یہ بات فوج سکندر کی نے دیکھی تو فوج مذکور نے بہت عاجزی اپنے آقا
کی کر کے اپنی خطا معاف کرائی اور دوبارہ اپنے اوپر سکندر کو مہربان کروایا بعد اسکے
سکندر نے خود بخود دس ہزار آدمیونکو اپنی فوجمین سے رخصت واسطے گھر جانے
کر دی بوقت علیحدگی کے فوج سے سکندر کو بہت رنج حاصل ہوا بعد رخصت کرنے
دس ہزار فوج کے وہ خود طرف شہر بابل کے بارادہ زیر کرنے اہل عرب کے چلا گیا اور جبکہ
شہر بابل مین پہونچا تو وہان اسکو پیغام اجل آپہونچا اور عارضہ بخار کا لاحق ہوا
اور اسی مرض مہلک مین جبکہ اوسکی عمر بتیس ۳۲ برس کی تھی بارہ سال سلطنت کرکے
اس عالم فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت کر گیا حقیقت یہ ہے کہ جیسا یہ شاہنشاہ
یونانی گذرا ہے اور اسنے نام پیدا کیا ہے آجتک کوئی ثانی اسکا صفحہ زمین پر نہین
پایا گیا ہے قلم اور زبانکو طاقت نہین کہ اوسکی بہادری اور مردانگی کے اوصاف بیان
کرے ✤



سکندر

اس دریا کو پار کر کے شہر پٹنہ مین گھس جاؤن کہتے ہین کہ اوس زمانے مین راجہ پٹنہ کا
چندر گپت تھا جسکے یہان چھ لاکھ فوج جرار تھی لیکن فوج سکندر کی عرصہ نو برس سے
ساتھ سکندر کی بڑے بڑے ملکونمین رات اور دن اور گرمی اور جاڑے مہمین کرتی
اور لڑتی پھرتی تھی اس باعث سے اب بہت لڑنے سے تھک
گئی تھی تو اب فوج نے یہ چاہا کہ اب گھر کو مراجعت کر کے اپنے عیال و اطفال سے
ملنا چاہیے اس بات پر سب فوج اور افسرون نے متفق ہو کر سکندر سے یہ درخواست
کی کہ اب ہمکو وطن کو مراجعت کرنی چاہیے اگرچہ سکندر نے اپنی فوجکو سمجھایا اور خاطرداری اور عاجزی
بھی کی کہ بڑا ملک ہندوستان کا ہاتھ آویگا اور اس سے بڑی شان حاصل ہوگی لیکن
فوج نے نمانا آخر کار بہت بیدلی اور حسرت سے سکندر نے اپنے کمبو کو توڑ دیا
اور حکم مراجعت کا دیا اور بوقت بازگشت کے ہندوستان سے راستہ مین
سکندر اور اہل ملتان سے لڑائی ہوئی اور بوقت لڑائیکے سکندر بڑی بہادری
اور مردانگی کو کام مین لاکر خود اکیلا دیوار شہر کو پھلانگ کر شہر مین گھس گیا اور دشمن سے خوب
لڑ کر شکست دی لیکن اس لڑائیمین اسنے اتنے زخم کھائے تھے کہ توقع زندگی کی
نہ ہی تھی لیکن بعد چند روز کے اسنے شفا پائی اور پھر کوچ طرف اپنے وطن کے
جاری کیا اور جب ایران مین پہونچا تو اوسنے وہان دارا کی لڑکی سے شادی کی
اور جبکہ سوسا مین جو کہ خراسان مین واقع ہے پہونچا وہان جاکر اوسنے جو کہ سالخوردہ
جنرل اور سپاہی تھے اونکو اجازت واسطے گھر جانے کے دی اس باعث سے ساری
فوج سکندر کی نے چاہا کہ ہمکو بھی رخصت واسطے گھر جانے کے ملے سکندر نے اس بات سے
اپنی فوج سے بہت ناراض اور خفا ہو کر یہ حکم دیا کہ نئی فوج ایرانی رکھی جاوے اور

جسکی عملداری ہر دو طرف کنارہ دریاے سندہ کی تھی تابعداری سکندر کی
قبول کی اور سکندر نے کشتیان واسطے پار کرنے دریاے سندہ کے تیار کروائین اور
دریاے مذکور کو پار کرکے ہندوستان مین آگیا اور وہ ملک جو دریاے سندہ کی
مشرق مین ہے اوس زمانے مین وہ ملک تین سردارون پر تقسیم تھا ایسنیز
جو کہ حاکم کشمیر کا تھا اور ٹکشلا جسنے کہ فرمانبرداری سکندر کی قبول کرلی تھی اور پورس جسکی
عملداری مشرق کیطرف دریاے سندہ کی تھی جبکہ سکندر دریاے سندہ سے چلکر نیک بلا مین
پہونچا جو کہ کنارہ دریاے جہلم پر واقع ہے دیکھتا کیا ہے کہ بہت سا لشکر پورس
مذکور کا سامنے کے کنارہ دریاے مذکور پر واسطے روک کے پڑا ہوا ہے سکندر اسپر واقع
پر مقابلہ کرنا نجانکر ایک فریب کام مین لایا جہان کہ فوج سکندر کی پڑی ہوئی تھی
اوس جگہہ سے دو میل کے فاصلہ پر ایک بلندی پر ایک ٹاپو تھا جسنے دریاے جہلم کو
دو حصہ مین تقسیم کردیا تھا سکندر رات کو جبکہ ہوا تند چل رہی تھی اور مینہ کی
کی بشدت چھا رہی تھی اپنی فوجکو ساتھ لیکر اوس ٹاپو پر سے اوترنی کا ارادہ کرکے چلا
اور صبح کو بوسیلہ اوس ٹاپو کے اوتر کر سامنے دشمن کے جا پڑا جبکہ پورس کو
خبر ہوئی کہ سکندر خود مع فوج کے اوتر آیا ہے تب وہ خود بہت سی فوج لیکر بارادہ
جنگ کے آیا اور اوسوقت اوسمین بڑی سخت اور خونی لڑائی واقع ہوئی لیکن چونکہ اقبال
سکندر کا بہت یاور تھا اوسنے پورس کو شکست دی اور اوسکو قید کرلیا
اور اوسکو بخوبی اپنا تابعدار کرکے پھر اوسکو اوسکا ملک واپس کیا اور بعد ازان
سکندر نے دریاے جناب راوی کو پار کیا اور راستہ مین سب اہل ہنود نے
تابعداری سکندر کی اختیار کی اب سکندر دریاے بیاہ تک پہونچا تھا اور اوسنے چاہا کہ

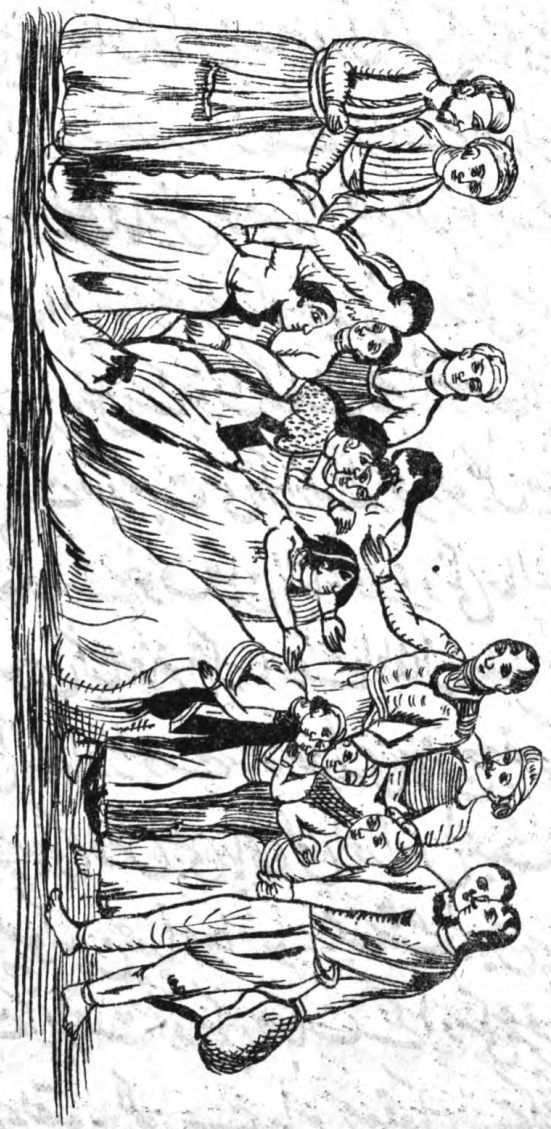
فوج دارا کے جہان کہ جھنڈا بادشاہی لہرا رہا تھا گھس کر حملہ کیا اور لڑائی طرفین
سے شروع ہوگئی اور سکندر بوقت لڑائی کے اس فکر مین تھا کہ کسیطرحسے خاص
دارا کو قید کرون اتنے مین یہ تو اس فکر مین لگ رہا تھا کہ قریب تھا کہ فوج سکندر
کی شکست کھاوے لیکن یہ جھٹ خود اپنی سانہ بہت عمدہ اور کارآزمودہ سوار لیکر
لڑائیمین گھس گیا اور خوب لڑا یہ لڑائی بڑی دیر تک جاری رہی اور لاکھون آدمی
مقتول اور مجروح ہوے حقیقت یہ ہے کہ یہ اخیر نہایت بڑی بھاری لڑائی تھی لیکن
اخیر نوبت سکندر نے دارا کو شکست دی اور دارا لڑائی مین سے بھاگ گیا اور بہت
سی فوج اوسکی ماری گئی اور قید ہوئی اور بوقت بھاگنے دارا کے سکندر نے
اوسکا تعاقب کیا اور شہر بابل وغیرہ مین ہوتا ہوا طرف اصفہان کے جہان کہ
دارا بھاگ گیا تھا چلا اور جبکہ سکندر رہا جل مین پہونچا تو اوسنے خبر پائی کہ دارا
کو اوسکے دو بڑے بڑے افسرون بسس اور سٹی ماز یر نے قید کر لیا ہے یہ سنتے ہی
اوسنے فوراً کوچ کیا اور جب ان دونون افسرون مذکور نے یہ خبر پائی کہ سکندر
آتا ہے تو اونھون نے رستے ہی مین دارا کو قتل کر کے بھاگ گئے جبکہ سکندر نے
راستے مین دارا کو مردہ پایا تو اوسے بڑا رنج ہوا اور اوسنے دارا کو بموجب
بادشاہی شان کے دفن کیا اسطور پر ایسی طاقتمند اور بڑی سلطنت ایران کی اسکے
ہاتہ آئی اب سکندر خراسان قندہار پنج ماوراء النہر وغیرہ مین ہوتا ہوا اونکو
فرمان بردار کرتا ہوا اسطے ارادہ فتح کرنے ہندوستان کے کابل مین آیا مورخ
بیان کرتے ہین کہ شہر کابل بسایا ہوا اور بنیاد ڈالا ہوا سکندر کا ہے
سکندر نے کابل مین سب راجاؤن ہندوستان کو واسطے تابعداری کے بلوایا اور راجہ گنسلانے

ایک لاکھ پچیس ہزار فوج لیکر مقام اسس پر مقابل سکندر کے آیا اور فوج سکندر کی
دارا کی فوج سے تھائی بھی نتھی دونو مین اس مقام پر بڑی بھاری لڑائی ہوئی اور
بہت سا کشت وخون ہوا بہت دیر تک شک رہا کہ دیکھا چاہیے فتح کسکو ہو
لیکن اخیر کو سکندر نے دارا کو شکست دی اور دارا مع فوج اپنی کے اپنے دار الخلافہ کو
میدان جنگ مین سے بھاگ گیا اور تواریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس لڑائی مین ایک
لاکھ دس ہزار آدمی ایرانی فوجین سے مارے گئے دارا تو بچکر بھاگ گیا لیکن اوسکی
ماں اور اوسکی جورو اور تمام عیال واطفال اوسکے سکندر کی ہاتھ قیدی ہوے
اس بڑی عظیم فتح نے اور ریاستونکو جو کہ آس پاس تھین ڈرا دیا اور سبھون نے
تابعداری سکندر کی اختیار کی بعد اس فتح کے سکندر طرف ترکستان کی متوجہ ہوا
اور ملک شام کو فتح کر کے واسطے زیر کرنے ملک مصر کے جاکر اوسکو اپنے قبضہ مین لایا
اور دریاے نیل جہان کہ سمندر سے ملتا ہے ایک شہر بہت عمدہ اور شاندار
تعمیر کروایا جو کہ اب تک آباد ہے اور اس شہر کو شہر سکندریہ کہتے ہین
جبکہ سکندر مصر مین تھا کہ اوسکو یہ خبر پہونچی کہ دارا شاہ ایران نے پھر واسطے لڑنے
کی بڑی فوجین تیار کی ہین یہ خبر سنتے ہی یہ مصر سے پھرا اور دریاے فرات کو پار کر
کے الجزیرہ مین جو کہ درمیان دریاے ٹگریس اور فرات کے واقع ہے آیا اور اسطرف مین
دارا بھی اپنی فوجین لیکر آربلا سے چالیس میل کے بڑہ کے بڑی بڑی سبدالونمین آن پڑا اور سکندر
بھی الجزیرہ سے پانچ دنکی راہ طے کر کے مقابلہ اپنے دشمن کے آگیا اور ایک مورخ بیان
کرتا ہے کہ دارا کی فوج قریب دس لاکھ کے تھی اور سکندر کی قریب ستالیس ہزار
کے سکندر نے باوجود اس قلیل فوج کے نہایت دلیری اور مردانگی عظیم سے قلب مین

حال شاہنشاہ سکندر کا

سکندر بیٹا بادشاہ فیلقوس کا تھا اور بادشاہ فیلقوس بادشاہ مقدونیا کا جو کہ یونان مین واقع ہی تھا فیلقوس نے وسطے تربیت اپنے بیٹے سکندر کے حکیم ارسطو کو مقرر کیا تھا اور اس بڑے فاضل نے اوسکو ایسی تربیت کی کہ وہ اظہر من الشمس ہے سکندر بعد وفات اپنے باپ کے بیس ۲۰ برس کی عمر مین تین سو چھتیس ۳۳۶ برس پہلے پیدا ہوا حضرت عیسی کے یعنے آجتک دو ہزار ایک سو اسی ۲۱۸۳ برس گذرتے ہین کہ تخت مقدونیا پر بیٹھا اور اوسنے ایسی ایسی کارہبادری کیے اور بڑی بڑی مہمین کین ہین کہ حال مفصل اوسکا میری تمام کتاب مین بھی گنجایش نہین کرسکی لہذا کچہ تھوڑا سا حال مختصر الکھا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ جب سکندر بیس برس کی عمر مین تخت پر بیٹھا تو اہل یونان جانکر کہ ایک لڑکا تخت نشین ہوا ہے سرکشی کرنے لگے لیکن سکندر نے ساتہ کمال شجاعت کے اہل یونان کو خوب سزا دی اور اپنا مطیع کیا یہان تک کہ چند روز مین اس سے سب دب نے لگے بعد اسکے تین ۳۳۴ سو چونتیس برس پہلے پیدائش حضرت عیسی کے بائیس ۲۲ برس کی عمر مین اسنے فتح کرنے سلطنت ایران کا ارادہ کیا اور فوج لیکر چلا اور جب اسنے ارادہ پار کرنے دریا گرنیقی کس کا کیا تو ایرانی فوج نے اوسے سامنے سے اترنے سے روکا لیکن اسنے اپنی شجاعت سے فوج ایرانی کو وہان شکست دی اور دریا کو پار کیا اس عرصہ مین موسم گرمی کا نمودار ہوا اور سکندر نے کچہ اپنی فوج کو رخصت واسطے گھر جانے کے دی بعد تھوڑے دنکے جب اسکی فوج گھر سے واپس آئی تو اسنے ادہر اودہر کے ملک کیلیے وشیا پفلی گونیا وغیرہ فتح کیے اور سامان دوسری لڑائیکا اہل ایران سے کیا دارا بادشاہ ایران کا

کمال محبت سے پیش آئے اسطور پر یہ ملک انگریزونکے قبضہ مین آیا
اور انگریزون نے واسطے پرورش بچون ٹیپو کے یہ مقرر کر دیا ٭



نقشہ اس حالت کا کہ اطفال و عورات ٹیپو سلطان کو اور بیبیان بیحد اسلئے جدا کئے جاتے ہین

گھس جائیے اور ٹیپو کو مع عیال و اطفال اوسکی قتل کیجیے سپاہ کے غضب کو کم کرکے
جنرل ہیرد نے شاہزادون اور سلاطینون سے یہ درخواست کی کہ اگر تم اپنی جان
اور مال کی حفاظت چاہتے ہو تو دروازے محل کے کھول دو ورنہ اگر ہم زبردستی
کھول لین گے تو گورے سب تمکو جو اندرون قلعہ کے ہین قتل کرینگے لیکن
سب شاہزادے اور یلین ٹیپو سلطان کی اس بات سے ڈرتی تھین کہ شاید ٹیپو پھر فتح
پاوے اور ہمین واسطے کھولدینے دروازہ کے شاہزادے اخیر کو جنرل مذکور
نے میجر ایلین صاحب کو واسطے فہمایش سلاطین او قلعہ دار محل کے بھیجا اور
اس رحیم اور شجاع انگریز نے اپنی تلوار قلعہ دار کو دیدی اور اوسکی دلجمعی کی کہ ہم
کسیکو آزار نہین دینگے لیکن اہل محل کے خوف کھاتے تھے اور قسم کھاکے بیان کرتے
تھے کہ ٹیپو محل مین نہین ہے بعد بہت سی تکرار کے میجر مذکور محل مین داخل ہوے
اور شاہزادون اور سلاطینونکو بڑے خوف مین پایا اور اونکی حالت دیکھکر
اونھون نے بہت افسوس کیا غرض کہ سارے اطفال سلطان مذکور کے
حفاظت انگریزی مین آئے اور اونکے ساتھ تھوڑی سی فوج مقرر کرکے اونکو
باہر محل کے دیدی گئے بعد اسکے ٹیپو کی لاش بھی پائی گئی اور اس باعث سے انگریزون
کا شبہ مٹ گیا کہ شاید ٹیپو کہین چھپا ہوا ہو ٹیپو ۱۷۵۳ء مین پیدا ہوا اور
اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بوقت اوسکی وفات کے اوسکی عمر قریب ۴۶ برس
کی تھی اسجاے جو ہمنے یہ تصویر لکھی ہے یہ اس موقع کی ہے کہ جب میجر ایلین
صاحب بہادر دروازہ محل کا کھلواکر اندر گھسے تو لڑکے ٹیپو کے زیادتی خوف سے
میجر ایلین صاحب سے لپٹنے لگے اور میجر صاحب موصوف بھی اون سے

بعد اس جنگ کے فوج انگریزی سامنے شہر سرنگاپٹن کے آن پڑی اور تیاری
محاصرۂ شہر کی عمل مین آنے لگی بہت دنون تک محاصرہ رہا اور شہر فتح نہ ہوا اس
عرصہ مین چند بار سلطانی انگریزون نے چند شرائط واسطے صلح کے بیان کین لیکن کچھ
کچھ نکلیا آخیر کو کئی انگریز اسواسطے مقرر کیے گئے کہ قلعہ کی فصیل کو توڑنا چاہیے چنانچہ ۳ تاریخ
ماہ اپریل کو کرنیل لسلی صاحب نے سپہ سالار فوج انگریزی کو اطلاع دی کہ تھوڑی
سی فصیل قلعہ کی ٹوٹ گئی ہے یہ بات سنکر سپہ سالار جنرل ہیرس صاحب نے
دوسرے دن حملہ کا ارادہ کیا اور یہ بات مقرر کی کہ ٹھیک دوپہر کو ایکدفعہ ہی حملہ
عمل مین آوے خلاف اسکے ٹیپو کے خیال مین یہ بات سمائی ہوئی تھی کہ انگریز
رات کے وقت حملہ کرین گے اور اس مغالطہ مین اوسنے اور بھی نقصان اوٹھایا
جنرل ہیرس صاحب نے اب یہ ارادہ مصمم کر لیا تھا کہ یا تو قلعہ کو فتح کرنا یا یہین دفن
ہونا چنانچہ اونھون نے موافق درخواست جنرل بیٹر صاحب کے جو پہلی لڑائیون
مین ٹیپو کے قیدی ہوے تھے اور اوسکے ہاتہ سے بہت سے ظلم اوٹھائے
تھے اور اسی باعث سے قلبی دشمنی سلطان مذکور سے رکھتے تھے افسر حملہ کرنیوالی
فوج کا کیا ان صاحب نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیا اور چند منٹون مین شہر کی فصیلون کے اندر
داخل ہوے گو بہت سا کشت وخون ہوا اور ٹیپو لڑائی مین تین جا زخم کھا کر
مر گیا اور لاشون مین مل گیا اور بوقت داخلۂ انگریزونکے شہر مین یہ نہ معلوم
ہوا کہ وہ کہان ہے بلکہ یہ شک ہوا کہ وہ اپنے محل مین چھپ رہا ہے اور چونکہ
گورے اور اکثر افسر انگریزی ٹیپو کی جان کے خواہان تھے تو وہ بہت غضبناک
ہو کر خواہان اس بات کے ہوے کہ دروازے محل کے توڑ کر وہان

حال سلطان ٹیپو کا

واضح ہو کہ ٹیپو بیٹا حیدر علی نائک کا تھا اور حیدر علی نوکر راج میسور کا حسبکا دار السلطنت شہر سرنگاپٹن کا تھا اور حیدر علی نے بہت اختیار راج مین حاصل کر کے اور راجہ کو صغیر سن دیکھکر آپ حکم کرنے لگا اور ملک غصب کر لیا اس سے انگریزونسے بڑی جنگ و جدل رہی اور حقیقت یہ ہے کہ اونسے بھی انگریزون کی خوب ہی دانت کھٹی کیے اور دق کیا کبھی انگریزون نے فتح پائی اور کبھی حیدر علی نے لیکن یہ نہوا کہ ایکدفعہ ہی انگریزون نے اسے بالکل زیر کیا ہو ۱۷۵۳ء مین حیدر علی کے فرزند پیدا ہوا اور نام اوسکا ٹیپو رکھا اور جیون جیون ٹیپو کی عمر زیادہ ہوئی اوسنے جنگی اور ملکی امور مین دخل دیا اور انگریزونسے دشمنی کو ترقی دی اور بعد مرنے حیدر علی کے ٹیپو نے انگریزونسے خوب لڑائیان لڑین اور اونکے قیدیون پر بڑے ظلم اور زیادتیان عمل مین لایا کئی بار صلح مابین انگریزون اور سلطان مذکور کی ہوئی لیکن پایداری کبھی کسی صلح کو نہ ہوئی اخیر کو ۱۷۹۹ء کے شروع مین انگریزون نے قطعی ارادہ زیر کرنے ٹیپو کا کیا اور بڑی فوجین انگریزی کئی سمت سرنگاپٹن کے حرکت کرنے لگین اور جنرل ہیرس صاحب سپہ سالار فوج انگریزی کی مقرر ہوئی ۴ ماہ مارچ ۱۷۹۹ء کو مابین فوج انگریزی اور فوج سلطان ٹیپو کی ایک سخت جنگ قرب مقام سیلوالی کے واقع ہوئی اور اسمین دونون طرف سے خوب داد شجاعت ظہور مین آئی اور جنرل ہیرس نے خوب انتظام کیا اخیر کو فوج ٹیپو کی بھاگی اور نقارہ فتح کا کمپو انگریزی مین بجا اس لڑائی مین قریب ۶۶۰ آدمی کے زخمی اور مقتول اور قیدی انگریزون کیطرف ہوے لیکن فوج سلطان مین سے دو ہزار آدمیونکا نقصان ہوا

مرنے سے قوم قزلباش اور غلزئی جو کہ ہمیشہ سرکش اور اوس سے ڈرتی رہتی تھی خوش ہوتی تھی شاید اونکو اس امر سے اطلاع نہو گی ٭

اگر بمرد عدو جاے شادمانی نیست	کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست
ای دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری	شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود

ایک شخص نے وزیر محمد اکبر خان کی وفات کی یہ تاریخ کہی ہے

سال فوت وزیر کابل گفت	غم اکبر سروش بے کم و کاست

سنہ ۱۲۶۳ھ



محمد اکبر خان

یہ حال بربادی فوجکا سنا اونھون نے ایک اور فوج بسیر کردگی جنرل
سر جارج پالک صاحب کے افغانستان کو بھیجی اور اس فوج نے کابل کو پھر
فتح کیا اور محمد اکبر خان ذرا ذرا سی گروہون انگریزی فوج سے کبھی مقابلہ مین نہین آیا
یہانتک کہ جنرل رابرٹ سیل صاحب جو قلعہ جلال آباد مین مقیم تھے اونکو بھی وہ زیر
نکر سکا بلکہ یہ ہوا کہ اس شجاع جنریل نے ایک بار قلعہ مین سے قریب بندرہ سو اومیون
کو لیکر باہر نکلا اور گو اکبر خان کی ساتھ دس ہزار فوج تھی پھر بھی اوسی شکست فاش دی
اور محمد اکبر خان بھاگتا ہوا نظر آیا القصہ جب فوج انگریزی کابل سے واپس آئی
اور دوست محمد خانکو انگریزون نے قید سے رہا کیا اور وہ کابل کو پھر تشریف لے گئے
تو محمد اکبر خان بطور وزیر کے مقرر ہوا اور اکثر کاروبار ملکی مین اوسی کو دخل تھا
اکثر سرکشونکی تنبیہ و تادیب مین وہ مصروف رہتا تھا دوست محمد خان کو اسپر بڑا بھروسا
تھا حقیقت یہ ہے کہ یہ شخص بڑا غضبناک اور مردانہ عظم تھا اور تمام افغانستان مین
محمد اکبر خانکا نام مشہور ہوگیا تھا اور ہر معاملہ مین اکثر وہی اختیار رکھتا تھا اور اوسکا
یہ ارادہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ سکھون اور انگریزون سے لڑے لیکن اوسکی
زندگی نے وفا نہ کی اور اوسنے عمر جوانی مین ہشتم ماہ فروری ۱۸۴۷ء کو بمقام
جلال آباد مین وفات پائی اور بموجب اوسکی کہنے کے وہ بلخ مین دفن ہوا اور قوم نصاریٰ
سے وہ اسقدر دشمنی رکھتا تھا کہ بوقت مرنے کے اپنے بھائی محمد شریف خان سے یہ کہا
کہ میرا اسلام پدر بزرگوار کی اور دوستونکی خدمت مین کہدینا اور اونکو اس امر سے
بھی مطلع کرنا کہ مین تو اب راہی ملک عدم کا ہوتا ہون مگر تم جمیع خرابیون پر جو
فرنگیون سے دوستی کرنے مین پیدا ہوتی ہین بخوبی نظر رکھنا محمد اکبر خان کی

حال محمد اکبر خان کا

یہ مشہور شخص بیٹا امیر دوست محمد خان والی کابل کا تھا باعث اسکی شہرت کا یہ ہوا
کہ جب انگریزون نے ۱۸۳۸ء مین مہم کابل پر کی اور فوج بہت سی جمع کرکے کابل
کو تسخیر کیا اور بعد ایک لڑائی کے امیر دوست محمد خان نے عاجز ہوکر اپنے
تئین میگنائٹن صاحب کے حوالہ کیا اوسوقت محمد اکبر خان طرف بلخ کے پہاڑونکی
ضلع مین بھاگ گیا اور چند مدت تک روپوش رہا اور جب کابلیون نے
سرکشی کی اوسوقت محمد اکبر خان جو بڑا چالاک اور بہادر تھا اور دشمنی قوم نصارا
سے بدجہ کمال رکھتا تھا کابل کے گردنواح مین آن موجود ہوا اور سرکشونکو دلاسا اور دلبری
اور اونکا سردار بنکر سرکشی کو خوب پختہ کیا یہانتک کہ وہ بربادی فوج انگریزی
کی خلو مین لایا میگنائٹن صاحب نے چاہا تھا کہ کسیطرح اس شخص کو اور سرکشونکو
گرفتار کرلون لیکن یہ صاحب موصوف اپنے بھندی مین آپ پھنس گئے چنانچہ
صاحب مذکور چند ہمراہیونکے ساتھ واسطے ملاقات کے محمد اکبر خان کے پاس
آئے اور رکچھ گفتگو درباب حوالہ کردینے سرکشون کے واقع ہوئی اوسوقت
محمد اکبر خان کو جوش آیا اور اپنی سپاہ کو لفظ بگیر کا فرمایا یعنی حکم واسطے گرفتاری
صاحب موصوف اور اونکے ہمراہیون کے دیا یہ بات دیکھکر میگنائٹن صاحب
بہت حیران ہوے اور کچھ کلام سخت کرنے لگے اور محمد اکبر خان کو اونھون نے
اپنے ہاتھ سے دھکا دیدیا اس بات سے اس بچہ افغانکو بہت غضب آیا اور اوسنے
پستول اپنی کمر سے نکال کر لاٹ میگنائٹن صاحب کے مارا بفور لگنے پستول
کے وہ مرگئے اور فوج انگریزی بالکل غارت ہوئی جب انگریزونے

مابین سکھون اور افغانون کے واقع ہوئی اس لڑائیمین بھولا سنگھ اکالیا جو ایک بڑا
دلیر سپاہی قوم سکھہ مین سے تھا مارا گیا اور ایک ہزار سے زیادہ آدمی سکھونکے مقتول اور جخمی
ہوے کہتے ہین کہ اس لڑائیمین سکھونکی فوج قریب چوبیس ہزار کے تھی اور افغانونکی قریب
پانچ ہزار کے پھیر بھی مسلمان بڑی تیک میدان جنگ مین لڑنیسے نہ ہٹے اور بہت داد شجاعت
کی دی لیکن آخر کار شکست کھائی اور اسوقت سے پشاور مہاراجہ رنجیت سنگھ کی تبضہ
مین رہا مہاراجہ رنجیت سنگھ کو اگرچہ کچھ علم نتھا پھر بھی بسبب شجاعت اور بہادری
کے تمام پنجاب کو مطیع اور فرمان بردار کیا اور ایسا نام پیدا کیا کہ بہت کم حاصل
ہوتا ہے مہاراجہ رنجیت سنگھ ماہ جون ۱۸۳۹ء مین راہی ملک بقا کے ہوے تصویر
مہاراجہ صاحب کی بھی واسطے ملاحظہ ناظرین کے درج کیجاتی ہے +



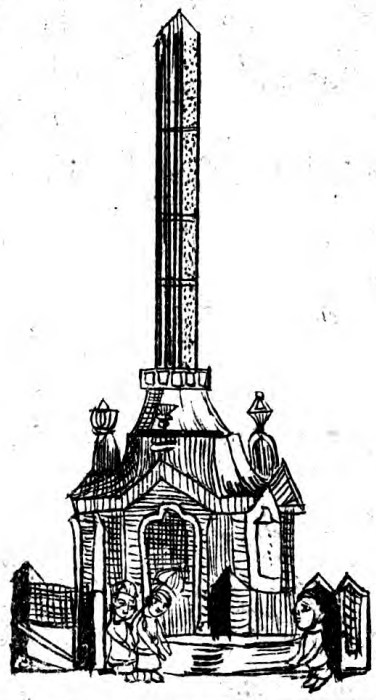
مہاراجہ رنجیت سنگھہ

کرنیل اوکٹرلونی جنکو اختر لونی صاحب کہتے ہین مع فوج کے لدہیانہ کو بھیجا اگر مہاراجہ صاحب راہ راستی سے عہدنامۂ انگریزی کو نہ قبول کرین تو زبردستی اونسے عہدنامۂ مذکور کیا جاوے چنانچہ یہ تیاری جنگ کی انگریزونکی طرف سے دیکھکر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے گورنمنٹ انگریزی کے کہنے کو قبول کیا اور عہدنامہ طرفین سے کیا گیا اسجاے یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ اگر سردار اور رئیس قوم سکھ مین سے جو اسطرف دریاے ستلج کے ہین حمایت انگریز مین نہ رہتے تو بیشک مہاراجہ اونکے ملک کو چھین لیتا اور اونکا نام و نشان بھی نرکھتا۔ واضح ہو کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے مختلف شہر اور قلعجات ۱۸۱۸ء تک فتح کیے اور ملتان پر بھی کئی دفعہ مہم کی لیکن یہ شہر جسکا ناظم مظفر خان تھا اوسکا ہاتھ بہت مشکل سے لگا ۱۸۱۸ء مین مہاراجہ نے بڑی تیاری واسطے لینے ملتانکے کی اور اوسکا محاصرہ کر لیا اور بعد کوشش بلیغ کے مہاراجہ نے ملتانکو فتح کیا مظفر خان اور کئی اوسکے بیٹے اس لڑائی مین مارے گئے مہاراجہ کو قلعہ ملتان مین بہت سی دولت ہاتھ آئی ۔ واضح ہو کہ قبل از فتح ہونے ملتانکے مہاراجہ صاحب موصوف نے ایک مہم واسطے تسخیر کشمیر کے کی تھی لیکن اس مہم مین سکھونے شکست پائی چنانچہ ۱۸۱۹ء مین پھر کشمیر پر چڑھائی کی اور بعد بہت سی کشت و خون کے اس شہر جنت نشانکو فتح کیا اوس وقت سے یہ فردوس ثانی قبضہ سکھو مین رہا جبکہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے پشاور کو فتح کیا تھا تو بعد چندے پھر افغانون نے آنکر اس شہر کو چھین لیا کسواسطے کہ فوج مہاراجہ کی پشاور مین بہت کم تھی ۱۸۲۳ء مین مہاراجہ نے پھر مہم پشاور پر کی اور ایک بڑی سخت لڑائی

بوقت آنے فوج رنجیت سنگھ کے دروازہ شہر لاہور کا کھولدیا اور اس ترکیب سے لاہور
مہاراجہ مذکور کے قبضہ مین آیا اسوقت سے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ریاست
ترقی پکڑتی گئی جو جو سردار آس پاس کے ملک پنجاب مین تھے اونکو باری باری سے
رنجیت سنگھ نے فتح کرنا شروع کیا جس سردار کو اوسنے زیر کیا اوسکی ریاست اوسی
چھین لی اور اوسکو کچھ پنشن یا جاگیر واسطے گذارہ کے مقرر کردی ان دنونمین
مہاراج کا یہ حال تھا کہ آج ایک قلعہ کو فتح کیا کل ایک اور قلعہ کو جا گھیرا اور اسطور
سے لوٹ مار اور فتح کرتا ہوا سب پنجاب کو پائمال اور مطیع اپنا کیا چونکہ اس وقت مین
سلطنت افغانی کو ہر روز بہت ضعف ہوتا جاتا تھا اس باعث سے مہاراجہ رنجیت سنگھ
نے انکے ملکون مین بھی دست اندازی شروع کی جسطرف مہاراجہ تشریف
لے گئے اوسیطرف سردار اور امیر فرمان بردار ہوگئے نذرین
معقول پیش کین بعد ۱۸۰۲ء کے رنجیت سنگھ نے ملتان کی طرف اپنی فوج
کو حکم حرکت کا دیا لیکن وہانکا ناظم جسکا نام مظفر خان تھا اوسنے ارادہ مہاراجہ
کی اطاعت کا کیا اور مہاراج کو نذرین پیش کین اور اس ترکیب سے ناظم مذکور نے
آفت کو ٹالا ۱۸۰۹ء مین لارڈ منٹو صاحب نے چارلس مٹکف صاحب بہادر کو
بطور اپنے ایلچی کے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے پاس بھیجا کہ ایک عہد نامہ فیمابین
سرکار خالصہ اور سرکار انگریزی کے ہوجاے اور غرض اس عہد نامہ سے یہ تھی
کہ مہاراجہ اپنی فوج کو پار دریاے ستلج کے نہ اوتارین اور اور سرداران اور جاٹ
قوم سکھ سے جو اوسطرف دریاے مذکور کے ہین کچھ سروکار نہ رکھین اول اول
مہاراجہ مذکور نے کچھ خیال اسبندعا انگریزون کی پر نہ کیا اسپر گورنمنٹ انگریزی نے

ہات لگے جرت سنگہ کا بیٹا مہاسنگہ تھا اسنی جمو کو خوب لوٹا اور بہت قوت
حاصل کی اور امرت سر مین اکثر وہ رہا کرتا تھا اور اس ترکیب سی مہاسنگہ
نے ایک ریاست قائم کی مہاسنگہ کے بیٹا مہاراجہ رنجیت سنگہ پیدا ہوا ابتدای عمر مین
مہاراجہ رنجیت سنگہ کے چیچک کی بیماری ہوئی اوبسبب اس بیماری کی مہاراجہ
کی ایک آنکھ جاتی رہی لیکن وہ بہت ہوشیار اور دلیر تھا اور اپنے باپ کی ریاست
کو اور بھی ترقی دی اور چھوٹے چھوٹے سردارون سکھونکو اوسنی مطیع کیا۔
زمان شاہ والی کابل نے جب خبر سنی کہ شاہ ایران کا ارادہ واسطے فتح کرنے
ہرات کے ہے وہ پنجاب سے جلد بھاگ گیا اور جلدی مین کئی توپین اوسکی
دریاے جہلم مین ڈوب گیئن اور وہ اونھین چھوڑ کر چلا گیا لیکن رنجیت سنگہ
نے شاہ مذکور کی بہت خدمتگاری کی واسطے قبضہ لاہور کے اجازت حاصل
کرلی جب شاہ اپنے ملک مین پونہچا اوسنی مہاراجہ رنجیت سنگہ کو لکھا کہ میری
توپین دریاے جہلم مین سے نکال کر بھیجدو چنانچہ مہاراجہ مذکور نے آٹھ توپین نکالکر
اونھین شاہ مذکور پاس روانہ کیا اس بات سی شاہ ممدوح مہاراجہ رنجیت سنگہ سی
بہت خوش ہوا اور شہر لاہور اوسی بخشدیا جب یہ اجازت واسطے قبضہ کرلینے
لاہور کے مہاراجہ رنجیت سنگہ کو حاصل ہوئی اوسنی ارادہ واسطے قبضہ کرلینے
اس شہر کے کیا۔ واضح ہو کہ اندنون مین شہر لاہور بیچ قبضہ چیت سنگہ اور موہر سنگہ
اور صاحب سنگہ کے تھا لیکن یہ تینون سردار عیش مین پڑے ہوے تھے اونھین
کچھ خبر امور ریاست سی نتھی اور مہاراجہ رنجیت سنگہ نے بعض رئیسون اہل اسلام
سی جو شہر لاہور مین تھے سازش کرکے اونھین اپنی طرف ملا لیا تھا اور اونھون نے

نقشہ اوس عمارت اور مینار کا جسکی لنگر زنجی بانمین بلیک ہول کہتے ہین



حال مہاراجہ رنجیت سنگہ رہباد والی لاہور کا

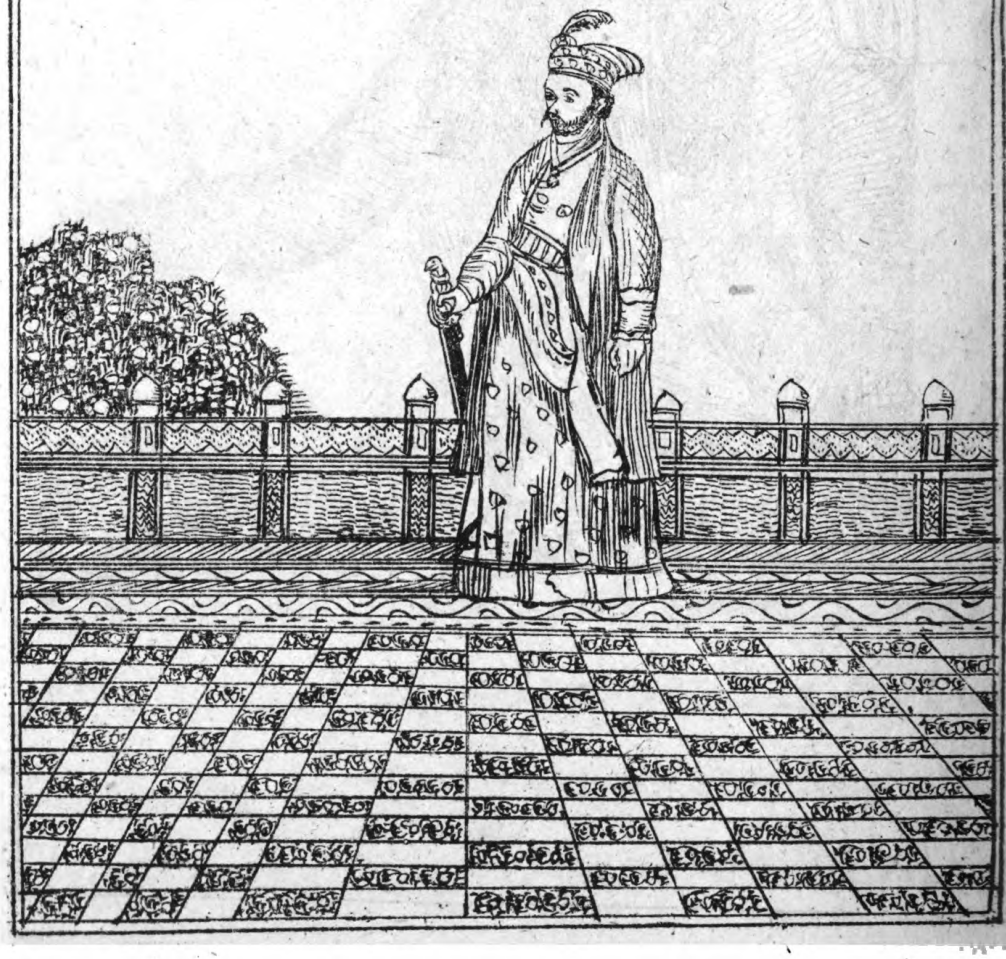
واضح ہو کہ یہ مشہور شخص ایک بڑا راجہ قوم سکھ مین سے گذرا ہے اور یہ وہ آدمی ہے جس نے اپنی قوت بازو سے ایک سلطنت عظیم قائم کی اسکے بزرگ زمیندار قوم سکھ مین سے تھے جب سلطنت اہل افغان کی ضعیف ہو گئی، تو پنجاب مین بڑی بے انتظامی وقوع مین آئی اور مختلف جتھے سکھونکے پیدا ہوے ان جتھونکو مثل کہتے تھے ان جتھون مین سے ایک جتھا جرت سنگہ کا بھی تھا اور جرت سنگہ دادا مہاراجہ رنجیت سنگہ کا تھا جرت سنگہ نے لوٹ مار کرکے چند اپنے ہمراہی جمع کر لیئے تھے اور سردار کہلاتا تھا اور بسبب اتفاقی راج ملک کوہستان یعنے جموں وغیرہ کے اسکو بہت سے قابو واسطے حاصل کرنے دولت اور اختیار کی

تصویر کرنیل بورڈ کلا ایو



اور اوسنے چاہا کہ اوسکی جان کو بخشون لیکن میر جعفر خانکا بیٹا نام جسکا میرن تھا
اور وہ بڑا ظالم اور بے رحم تھا اوسنے نواب سراج الدولہ کو قتل کروایا
سچ ہے جیسا کوئی کرتا ہے ویسا ہی اوسکے سامنے آتا ہے۔ ہم اس جا بے تصویر
نواب سراج الدولہ کی مع نقشہ مینار کہ جسے انگریزی زبانمین بلیک ہول کہتے ہین
اور شبیہ کرنیل بورڈ کلاایو صاحب بہادر کی درج کتاب کرتے ہین ٭

شبیہ نواب سراج الدولہ



پکارتے رہے اکثر اونمین سے گھٹ کر اور پیاس کی زیادتی سے مر گئے اور صبح
صبح ایک سو چھیالیس آدمیون مین سے پچاس سسکتے ہوے زندہ باہر نکالے گئے
اس واردات عظیم کی یادگاری کے لیے انگریزون نے ایک مینار اوس مکان مذکورہ بالا
پر تعمیر کروایا جبکہ خبر اس ظلم و زیادتی کی اور انگریزونکو مقام سندا اس مین پہونچی
وہ نہایت خفا ہوے اور تیاری واسطے بدلہ لینے کے کی - کرنیل بورڈ کلایو جو
نہایت شجاع اور مردانہ عظیم افسران انگریزون مین سے تھا قریب دو ہزار آدمی لیکر
کہ اونمین سے ایک ہزار گورے تھے اور ایک ہزار ہندوستانی تلنگے واسطے فتح کرنے
شہر کلکتہ کے جہاز پر سوار ہوکر چلا - جب کلکتہ مین یہ بہادر اپنی فوج کو آن پہونچا تو کلکتہ مین
سے فوج نواب سراج الدولہ کو خارج کیا اور نواب خود مرشد آباد کو بھاگ گیا سچ
ہے کہ ظالم لوگ نامرد بہت ہوتے ہین بسبب ظلم اور زیادتی اس نواب کی اوسکے
اکثر سردار اوس سے ناراض تھے اوسے مسند پر سے اوتارا چاہتے تھے اوس کے
سردارونمین سے ایک بڑا سردار میر جعفر خان بھی تھا اور اس سردار نے یہ
ارادہ کیا کہ مین انگریزونسے مدد لیکر نواب سراج الدولہ سے مسند چھین لون اور
آپ اوسپر بیٹھون چنانچہ اوسنے کرنیل بورڈ کلایو موصوف سے سازش کی اور کرنیل
ممدوح نے اپنی فوج لیکر مرشد آباد پر بھی مہم کی اور نواب سراج الدولہ کی فوجکو مقام پلاسی
پر شکست فاحش دی اور میر جعفر خان کو نواب ملک بنگالہ کا بنا دیا اور اوس سے بہت سا
روپیہ موافق عہد نامے کے لیا جبکہ فوج نواب سراج الدولہ کی نے شکست کھائی
تو وہ اپنے محل مین سے نکلکر اپنی بیوی اور خوجہ کے ساتھ بھاگا لیکن بعد چند روز
کے وہ گرفتار آیا اور میر جعفر خان کے قدمون پر گر پڑا میر جعفر خان کو رحم آیا

کلکتہ کے قلعہ کے گرد ایک خندق عمیق کھدوانی شروع کی تھی تاکہ اونکے دشمن
فراسیس فرنگی اونمین فتح اوردق نہ کرسکین جب اس حال کی خبر نواب سراج الدولہ
والی بنگالہ کو اوسکی جاے دارالخلافہ شہر مرشد آباد مین پہونچی کہ صاحبان انگریز
میرے شہر کلکتہ مین خندق کھدواتی ہین اور سامان جنگ تیار کرتے ہین تب
اوسکو انگریزونکیطرف سے شک ہوا اور اوسے یہ بھی معلوم تھا کہ انگریزونکی
پاس بہت روپیہ اور اسباب کلکتہ مین ہے اسیواسطے انگریزونکے افسرونکو
نہایت خفگی کے پروانے بھیجے کہ ایسی تیاری جنگ کی میرے ملک مین عمل مین
نہ آوے اسپر انگریزون نے کچھ عذر کیا لیکن نواب مذکور نے نہایت غصہ
ہوکر کلکتہ پر بہت فوج لیکر چڑہائی کی اور کلکتہ کے قلعہ مین انگریزونکے پاس تیرسو
سے زیادہ آدمی نتھے اس باعث سے نواب نے انگریزونکو شکست دیکر پکڑلیا اور
قلعہ پر بالکل خود متصرف ہوگیا اور بہت سے انگریز یہان ماری گئے اور بہت سے
انگریزونکو نواب نے قید کیا جب نواب قلعہ مذکور مین داخل ہوا تو وہان اسقدر روپیہ
نہ پایا جتنی کہ اوسنے توقع کی تھی فقط قریب پچاس ہزار روپیہ کے اوسکے ہاتہ آئی
پھر اوسکے خیال ناقص مین یہ آیا کہ انگریزونکو جو مینے قید کیا ہے اونپر زیادتی اور
ظلم کرنا چاہیے تاکہ وہ دق ہوکر چھپے ہوے اور دفن کیے ہوے خزانے اپنے
مجھپر ظاہر کرین چنانچہ اوسنے ایک سو چھیالیس انگریزونکو ایک نہایت چھوٹی
مکانین جسکو انگریز بلیک ہول کہتے ہین ٹھونس کر مانند کبوترونکے چھوٹے سی
کوٹھری مین بھردیا اور دروازۂ مکان پر قفل جڑدیا اور نواب نے آرام فرمایا
اس کمبخت موسم مین گرمی کی نہایت شدت تھی اور یہ بیچارے قیدی انگریز تمام رات پانی پانی

بیان دخل پانے انگریزونکا کلکتہ مین اور نواب سراج الدولہ سے لڑکر فتح کرنا تمام بنگالہ کا

ظاہر ہو کہ یہ حال بھی قابل اطلاع اور یاد رکھنے کے ہو کہ کیونکر اول ہی اول انگریزون نے کلکتہ مین دخل پایا اور ملک بنگالہ کیونکر ہاتھ آیا۔ واضح ہو کہ نواب علی وردی خان صوبہ دار بنگالہ نوکر بادشاہان دہلی کا تھا اور تمام بنگالہ پر متصرف ہو گیا تھا یہانتک کہ نام کو خادم سلطانی کہلاتا تھا ورنہ وہ بادشاہ دہلی سے بہت زیادہ طاقتور ہو گیا تھا اور اندنومین بادشاہت دہلی کی بھی ضعیف ہو گئی تھی۔ غرض یہ ہے کہ یہ نواب ممدوح بہت منصف اور ہوشیار اور شجاع تھا اور سوداگرون اور رعیت پر یونکو اپنے ملک مین بہت امن دیتا تھا اور وہ یہ خوب جانتا تھا کہ سوداگری ہونے سے اوسے تاجرونسے بہت خراج حاصل ہوتا ہے چنانچہ تاجران انگریزی کو اونے اپنی ریاست مین جاے سکونت قلعہ شہر کلکتہ مین دی اور اونکو سوداگری کرنیکا اپنے ملک مین حکم دیا ماہ اپریل ۱۷۵۶ء مین نواب علی وردی خان مذکور کو ناگاہ سفر ملک آخرت کا درپیش آیا اور اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو اوسنے رحلت کیا اور اوسکا پوتا نواب سراج الدولہ بجاے اوسکے مسند نشین اور فرمانروا اوے بنگالہ کا مقرر ہوا یہ نواب بہت ظالم اور عیاش تھا اور آغاز اپنی حکومت سے اوسنے انگریزون سے بگاڑ کیا اور اسیوقت مین اہل انگریز اور فرانسیسون مین ولایت فرنگستان مین لڑائی کا آغاز ہوا تھا اور اس باعث سے جو انگریز اور فرانسیس فرنگی ہندوستان مین تھے اون مین دشمنی شروع ہوئی تھی چنانچہ اون انگریزون مذکورہ بالا نے جو بنگالہ مین تجارت کرتے تھے اور کارخانجات مختلف رکھتے تھے



نادرشاہ

چنانچہ بہت سے ایرانی مارے گئے جب نادرشاہ نے یہ خبر پائی تو وہ نہایت
غضبناک ہوا اور دہلی مین قتل عام کا حکم دیا دو پہر تک قتل جاری رہا اور
کہتے ہین کہ آٹھ ہزار آدمی دہلی کا مارا گیا مورخ انگریزی بجاے یہان کے لوگون
پر نہایت طنز کرتا ہے کہ گویا سنی یا دتیان نادرشاہ نے دہلی مین کین اسپر بھی اکثر باشندے
دہلی کے جانتے ہے نادرشاہ کے بہت ناخوش ہوئے سچ ہے اوس زمانہ مین
اور اس زمانے مین بھی یہان کے لوگونکو فقط یہ خیال ہے کہ جب تک اونھین
اپنی ذات سے کچھ رنج نہو تو اونکی بلا سے ساری خلقت غارت ہی ہوجاے یہ خیال
تو اونھین کبھی نہین آتا ہے کہ اونکے ہم وطنون کو رنج ہے اور اس سے اونھین
کبھی افسوس نہین آتا ہے خدا حافظ ہے اس خلقت کا ۔ واضح ہو کہ نادرشاہ
دہلی سے چودھوین تاریخ ماہ اپریل ۱۷۳۹ء کو روانہ ہوا اور اٹھارھوین تاریخ
ماہ جون ۱۷۴۷ء کو قریب شہر مشہد کے قتل کیا گیا اور احمد شاہ ابدالی نے اوسکی
جاے سلطنت افغانستان مین حاصل کی اور اوسکی جاے تخت ایران پر
کسی اور شخص نے پیروی کی تصویر نادرشاہ کی بھی بجاے درج ہوتی ہے ٭
نادرشاہ نے جب باشندون دہلی کو قتل کیا تھا اوسکی تاریخ ایک شخص نے
یہ کہی ہے ٭ غم عام ٭

واضح ہو کہ اوسوقت تک جلال آباد مین عملداری شاہ ہند کی تھی جب یہ حال نادرشاہ
کو ہویدا ہوا تو نادرشاہ دہلی اور وہاکے وزیر سے نہایت خفا ہوا اور جلال آباد
مین آنکر باشندونکو قتل کیا اور بعد ازان شہر دہلی کیطرف کوچ کیا اور کرنال پر آنکر فوج
محمد شاہ شاہ دہلی کے مین اور نادرشاہ مین لڑائی ہوئی امیر الامرا نے زخم کاری پایا
اور سعادت خان وزیر محمد شاہ دہلی کا نادرشاہ سے اوسوقت تک لڑتے گیا جبتک
کہ اوسکی سپاہ نے اوسکا ساتھ دیا آخرکار فوج بھاگی اور سعادت خان کو نادرشاہ
نے قید کیا سعادت خان نے اس نظر سے کہ علاقہ امیر الامرا کا میرے
ہاتھ لگے کچھ فریب کر کر آکر ملاقات محمد شاہ اپنے آقا کی نادرشاہ سے کروائی اور
اسنے ایسے معاملہ کیے گئے کہ نادرشاہ نے دو کرور روپیہ طلب کیے اور
ہندوستان کو خالی کرنے کا اقرار کیا لیکن ہندوستان مین نفاق ہمیشہ
ہوتا آیا ہے چنانچہ نظام الملک صوبہ دار دکن نے یہ چاہا کہ عہدہ امیر الامرا کا
مجھے ملجاے اور سعادت خان کو نہ ملے پس اس مطلب کے حاصل کرنیکے لیے
نظام الملک نے نادرشاہ سے یہ بیان کیا کہ دو کرور روپیہ بہت کم ہے
اتنے روپیہ تو وہ خود سعادت خان اپنے ذات سے دے سکتا ہے یہ بات
سنتے ہی نادرشاہ کی حرص بڑھ گئی اور وہ دہلی مین داخل ہوا اور وہان سے بیشمار
دولت زبردستی لی لیکن صرف یہی آفت واسطے شاہجہان آباد کی نہ تھی بلکہ کچھ اور
بھی آفت اہل دہلی پر آنے والی تھی اتفاق ایسا ہوا کہ ایک جھوٹی افواہ مرجانی
نادرشاہ کی شہر مین مشہور ہوئی اور اس خبر کو سچ جانکر کوتہ اندیش آدمی اس
شہر کے نے جہان کوئی ایرانی یعنی نوکر نادرشاہ کا ملا اوسے مارنا شروع کیا

جسکا نام طہماسپ تھا قید سے بچکر آزاد رہا اور اوسکا مددگار و رفیق مستقل نادر
تھا کہ وہ بیٹا ایک گنڈریہ خراسان کا تھا جسنے اپنے باپ کی ریوڑ کو فروخت کرکے
چند ہمراہی اپنے پاس رکھے اور مع اونکے ملک مین غارت اور لوٹ کرتا پھرتا تھا واضح
ہو کہ نادر ایک بڑا دلیر مرد تھا اور اپنی سپاہ کو بہت خوش رکھتا تھا اور اوس باعث
سے فوج اوسکی نہایت تابع تھی اوسوقت شاہ طہماسپ کیطرف سے افغانونسے لڑا
اور اونھین شکست دی اور ۱۷۲۷ء مین اصفہان کو افغانونسے چھین لیا اور بادشاہ
افغان کو قید کیا بعد ازان وہ ترکون کیطرف مخاطب ہوا جنھون نے مغربی
سرحد سلطنت ایران مین کچھ دخل دیا تھا اور اونھینے بھی عاجز کیا اور جب
نادر نے یہ دیکھا کہ کمال اختیار اوسکے ہاتھ مین ہے اوسنے طہماسپ کو دور کرنا
چاہا اور اپنے تئین بادشاہ بنانے کا ارادہ کیا چنانچہ ۱۷۳۶ء مین اوسنے جلوس تخت
شاہی پر کیا اور شاہ طہماسپ کی آنکھین نکلوا ڈالین اوسکے نادر شاہ سے
اور افغانونسے دشمنی چلی جاتی تھی تو وہ بھی اکثر اسی دق کرتے رہتے تھے لیکن
اسنے اونسے قرار واقعی عوض لیا نادر شاہ نے کابل مین آکر بہت سے افغانونکو
قتل کیا اور اونپر بڑی بڑی زیادتیان کین جب نادر شاہ شہر کابل مین
آیا تھا اوسوقت اوسنے اظہار کیا تھا کہ مجکو کچھ دشمنی اپنے بھائی شاہ ہند سے نہین ہے
فقط یہ مطلب ہے کہ افغانونکو سزا دیکر واپس اپنے ملک کو چلا جاؤن لیکن مرضی
خدا کی یہ تھی کہ ہند کی خلقت کم حوصلہ کو کچھ سزا دینی چاہیے ایسا اتفاق ہوا کہ چند
سفیر وغیرہ بھیجے ہوے نادر شاہ کے پاس شاہ ہند کے رستہ مین قریب
جلال آباد کے مارے گئے اور کچھ عذر نادر شاہ سے شاہ ہند نے نہ کیا

شاہ عالم



حال داخل ہونے نادرشاہ کا ہندوستان مین اور قتل کرونا باشندون دہلی کا

واضح ہو کہ جسوقت مین شاہ جہان بادشاہ ہندوستان کا تھا اوس عہد مین بادشاہ ملک فارس کے صوفی تھے لیکن بسبب عیش وعشرت اور توجہ نکرنی کے طرف کاروبار ملکی کے اونکی سلطنت ضعیف ہوتی گئی اور اخیر کو قوم افغانون نے سلطنت ایران پر حملہ کیا اور سنہ ۱۷۲۲ء مین شہر اصفہان کا محاصرہ کرکے اوسی فتح کیا اور شاہ حسین کو کہ ایک بادشاہ صوفیون مین سے ایران کا تھا قید کیا لیکن بیٹا اسکا

یہ وقت ایسا کمبخت اور مصیبت دار تھا کہ خدا کسی پر نہ لاوے بعد از نکال
لینے آنکھونکے غلام قادر نے اونکو ایک الگ گوشہ مین قید کر دیا اس عرصہ
مین مہاراجہ پٹیل نے یہ سنا کہ اسطور پر حضرت شاہ عالم پر ظلم ہوا ہے تب بہت خفا ہو کر
بہت سی فوج واسطے نکالدینے غلام قادر کے بھیجی جب غلام قادر نے
یہ سنا کہ مادہوجی سیندہیہ لقب بمہاراجہ پٹیل نے میرے مقابلہ کو فوج روانہ
کی ہے اور نزدیک آن پہونچی ہے تب وہ جمنا کو پار کر کے میرٹھ کو بھاگ گیا
اتنے مین مہاراج کی فوج یہان آن پہونچی اور حضرت شاہ عالم کو دوبارہ تخت پر بٹھایا
اور نذرین گذرانین اور فوج اب بتلاش غلام قادر کے میرٹھ کو گئی اور
غلام قادر کو جا کر گرفتار کیا لیکن وہانسے بھی وہ قابو پا کر بھاگ گیا لیکن بعد چند روز
کے بوسیلہ ایک زمیندار کے وہ پھر گرفتار ہو کر مرہٹونکے کمپو مین آیا مرہٹون نے
اوسکے واسطے ایک لوہے کا پنجرہ بنوایا اور اوسمین اوسکو بند کیا اور کبھی اوسکا ہاتھ
کاٹ لیا کبھی ناک کاٹ لی اسطور پر اوسکو مار ڈالا اور پھر اسی عرصہ مین مہاراجہ
پٹیل بہادر خود دہلی مین رونق افروز ہوئے اور بادشاہ کو نذر گذرانی اور
نو لاکھ روپیہ سالانہ حضور کا مقرر کیا اور اپنا ایک صوبہ دار نام جسکا شاہ نظام الدین
تھا دہلی مین واسطے انتظام کے مقرر کر کے پھر اپنے وطن کو مراجعت
کی اور مرہٹونکی عملداری ۱۸۰۳ع تک رہی بعد ازان انگریزون نے
اسی سن مین مرہٹونکو شکست دیکر دلی کو فتح کیا اور شاہ عالم بہادر کا بارہ لاکھ روپیہ
سالانہ بطور پیشکش مقرر کیا اور ان بادشاہ نے ۱۸۰۶ع مین جان بحق سونپی
اور اونکی جاے اکبر شاہ ثانی نے تخت پر جلوس کیا +

غلام قادر کو اپنی پاس بلوایا اور کہا کہ تو نے کیا بلوہ مچا رکھا ہے اوسنی کچھ جواب
نہ دیا اور تخت کے پاس جا کر بادشاہ سے یہ عرض کی کہ آپ لائق بادشاہی کے
نہین ہین تخت پر سے اوتر جائیے پھر بادشاہ نے یہ جواب دیا کہ برای رسول
ہمین تخت پر سے نہ اوتارا سمین ہماری بڑی بے عزتی ہے بلکہ تو ہمین مار ڈال غلام قادر نے
یہ جواب سنکر تلوار میانسی نکالی لیکن ناظر قلعہ نے بیچ بچاؤ کروا دیا اور حضور کو سمجھایا کہ
آپ تخت پر سے اوتر جائیے ورنہ یہ بڑی بی عزتی کرے گا بادشاہ اوسوقت کہ
اونکا مددگار کوئی نہین تھا اور سب جنمی نمک حرام ناظر وغیرہ غلام قادر سے
ملکیے تھے تخت پر سے اوتر کر محل مین چلے گئے تب غلام قادر نے ایک شخص کو
جسکا نام جہان شاہ تھا تخت پر بیٹھایا اور شہنا رجا دی کر دیے کہ جہان شاہ
تخت پر بیٹھا اور حضرت شاہ عالم اور اور شاہزادونکو سلیم گڈھ کیطرف ایک
مکان مین قید کر دیا اور پھر قلعہ کو لوٹنی پر پھر باندھی اور سات روز تک خوب قلعہ
کو لوٹا اور پھر ایک روز خود دربار کیا اوسمین حکم دیا کہ آج شاہ عالم اور اور بادشاہزادے
ہمارے حضور مین حاضر ہووین فی الفور شاہ عالم مع اور شاہزادونکی غلام قادر
کے دربار مین حاضر ہوے جب غلام قادر نے حضرت شاہ عالم کیطرف مخاطب
ہو کر کہا کہ آپ زر و مال اور جواہرات بتلا دیجیے ورنہ ہم آپ کی دونو آنکھین
نکال ڈالین گے بادشاہ بہت مضطر ہو کر محلمین گئے اور بہت سا جواہرات
لا کر حاضر کیا غلام قادر نے کہا اور لاؤ تم پاس اور ہی بادشاہ نے جواب دیا کہ
اب میرے پاس کچھ نہین ہے تب غلام قادر نے غصہ مین آکر بادشاہ کو فرش
پر گرا کر اونکی چھاتی پر سوار ہو کر اپنی کٹار سے حضرت کی آنکھین نکال ڈالین

کرتے رہے اس عرصہ مین بہت سے وزیر بادشاہ کے یہان بدلے اور اسی
عرصہ مین بادشاہ سے جیپور بھی سرکش ہوگیا تھا لیکن وہان یہ خود تشریف لیگئے
لیکن وہان کا فتنہ فرو کیا اور ۱۷۶۴ء مین اپنا وزیر اور حمایتی مادہوجی سندیہ
بقب مہاراجہ پٹیل بہادر والی دکن کو مقرر کیا اور مہاراجہ پٹیل نے اپنی طرف سے
ایک شخص کو دربار مین حاضر رکھا بعد ازان ۱۷۸۸ء مین غلام قادر خان روہیلہ
نے کہ بیٹا ضابطہ خان اور ضابطہ خان بیٹا نجیب الدولہ کا اور نجیب الدولہ
بادشاہ کے یہان بڑا اختیار رکھتا تھا اور منصب وزارت پر ممتاز تھا مع چند
اور امیرونکے اور دو ہزار سپاہیونکے اپنے ملک سے ارادہ لوٹنے قلعہ معلی کا کیا
اور دہلی کو چلا اور جبنا پار آنکر یہ بادشاہ کے حضور مین کہلا بھیجا کہ یہ فدوی واسطے
رفع کرنے اون شکون اور چغلیونکے جو کہ میرے دشمنون نے آپسے عرض کی ہین
آیا ہے اگر حکم ہو تو دربار مین حاضر ہون ۔ واضح ہو کہ یہ غلام قادر خان
نمک حرام اس بہانہ سے سب اہلکاران قلعہ ناظر وغیرہ کی سازش سے قلعہ مین
آیا تھا جب بادشاہ نے حکم آنے کا قلعہ مین غلام قادر خانکو سنا تو پھر
نمک حرام ناظر اور لالہ یار اور سلیمان اہلکاران قلعہ نے بادشاہ کو سمجھایا کہ اسکی لکھنے
دغا نہین ہے یہ صرف حضور کی ملاقات کو آیا ہے بادشاہ نے اپنے اہلکارون پر اعتماد رکھکر
غلام قادر خان کو حکم دربار مین حاضر ہونیکا دیا غلام قادر خان مع اپنے اور مشیرونکے اور
دو ہزار سپاہیونکے قلعہ معلے مین آیا اور بادشاہ نے اسکی بڑی تواضع کی اور اوس
مکار کو اپنے سینہ سے لگایا پھر اوس مکار نے دربار سے باہر آنکر اپنی فوج کو جابجا قلعہ مین تعین کر دیا اور
بادشاہی سپاہیونکو نکالدیا جب بادشاہ نے یہ بات سنی تو پھر



شاہنشاہ اکبر

مختصر حال سلطنت حضرت شاہ عالم بادشاہ کا

حضرت شاہ عالم بیٹے حضرت عالمگیر ثانی کے تھے اور انھوں نے بعد بہت سی مصیبتوں کے پچیسوین دسمبر ۱۷۶۰ء کو تخت پر جلوس کیا انکی عہد مین دو باتین قابل لکھنے کی ہین اوّل تو غلام قادر کا آنا قلعہ مین اور دوسرے داخل ہونا انگریز ونکا دہلی مین — واضح ہو کہ اب بالکل خاندان تیموری کو زوال آگیا تھا جب حضرت شاہ عالم تخت پر جلوہ افروز ہوے تو اپنے ملک کا آپ انتظام

دربار کے تھے اپنی عقل کے ذریعہ سے اور سب عاقلون اور فاضلونکی
مدد سے جو تجویز وہ ریاست کے باب مین کرتا تھا وہ خوب بن پڑتی تھی حقیقت
یہ ہے کہ خاندان تیموری مین وہ آفتاب تھا اوسکو ہندو اور مسلمان اپنا مربی
شمار کرتے تھے اور اوسکی جان ومال کو دعا دیتے تھے بات یہ ہے کہ جیسا
عدل وانتظام اسکی سلطنت مین ہوا ہے اور اسنے بہت سے ملک فتح کیے ہین
اور کسی بادشاہ سے یہ باتین نہین بن آئی ہین اور انگریز لوگ بھی اکبر بادشاہ کی
سلطنت کی بہت تعریف کرتے ہین سنہ ۱۰۱۴ ہجری مین بدہ کی راتکو جمادی الثانی
کی بارہوین تاریخ کو اکبر بادشاہ دار الخلافہ اکبر آباد مین راہی عالم بقا کے ہوے
اور دوسرے دن بعد تجہیز وتکفین کے باغ سکندریہ مین کہ اکبر آباد کی مضافات
مین سے ہے دفن ہوے آصف خان جعفر نے ایک تاریخ وفات بادشاہ
کی اسطور پر لکھی ہے ✣

بیت

فوت اکبر شد از قضای الٰہ	گشت تاریخ فوت اکبر شاہ

تصویر حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی بھی اس جاے درج کتاب
کر کے اپنی کتاب کو آرایش دیتا ہون ✣

غرض یہ ہی کہ چند روز مین اوسنے ساری سلطنت امن و امان سی قائم کی اور مضبوطی
اپنی سلطنت کو دی کہ اوسکا بیان نہین ہوسکتا ہے ۔ واضح ہو کہ جب اکبر
بادشاہ تخت پر بیٹھا ہی اوسوقت اسکا بہرام وزیر تھا یہ شخص گو بڑا تجربہ کار تھا لیکن
اوسکے مزاجمین بیرحمی بدرجۂ کمال پائی جاتی تھی اور علاوہ اوسکو تکبر بھی تھا برخلاف
اسکے مزاج اکبر بادشاہ مین نہایت رحم تھا اور عالی ہمتی اور شجاعت مین یکتاے
روزگار ۔ واضح ہو کہ محمد ایک شخص جسنے شرقی اضلاع سلطنت ہمایون کی
مین قبضہ کر لیا تھا اور اسکا وزیر ایک شخص ہیمون تھا جب اکبر تخت نشین ہوا
ہمیشہ اس سے ہیمون وزیر محمد کا لڑتا رہا اور اگرہ تک بڑی فوج لیکر گیا غرضکہ
ایک بڑی لڑائی ہوئی اور بہت سی آدمی طرفین کے زخمی اور مقتول ہوے
اور ہیمون نے شکست کھائی اور قیدی ہوا جب وہ سامنے اکبر کے حاضر کیا گیا تو
بہرام وزیر نے اکبر بادشاہ سے عرض کی کہ اس کافر کو اپنے ہاتہ سی قتل کیجیے اکبر
نے اس بات کو مشکل سی مانکر جب اپنے ہاتہ مین تلوار لیکر ہیمون کے سر پر رکھی اوس
وقت اوسی بہت رحم آیا اور آبدیدہ ہوا اور تلوار کو پھینک دیا لیکن بہرام اس
بات سی بہت رنجیدہ ہوا اور اپنی تلوار سی ہیمون کے سر کو جدا کیا یہ ایک
مثال رحیم ہونے اکبر بادشاہ کی ہی اکبر کی سلطنت مین انتظام ملکی بہت
خوب ہوا ہے اوسنے اپنی ساری سلطنت کو پندرہ صوبون مین منقسم کیا
تھا اور ہر ایک کی آمدنی اور خرچ کو قلمبند کروایا تھا اور چونکہ وہ بڑا قدردان
عالمون اور فاضلون کا تھا تو اچھے اچھے آدمی اوسکے دربار مین دور دور سی
حاضر ہوتے تھے ابوالفضل اور فیضی وغیرہ سب حاضرین اس بادشاہ کی

حال ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ کا

یہ بادشاہ مشہور بیٹا ہمایون بادشاہ کا تھا۔ واضح ہو کہ جب افغانون نے ہمایون کو ہندوستان مین سے خارج کیا اوسوقت ہمایون کی بیوی حمل سے تھی اور اسیواسطے راجپوتانہ مین بیچ صحرا کے مقام امرکوٹ مین اکبر پیدا ہوا بعد اسکے ہمایون مع اپنی بیوی اور نوتولد بچہ کے طرف قندہار کے گیا یہان کے صوبہ دار نے بجاے دینے پناہ کے ہمایون پر حملہ کیا اور اس باعث سے ہمایون اپنے عیال و اطفال کو چھوڑ کے طرف ایران کے بھاگ گیا اور شاہ طہماسپ سے مدد مانگی چنانچہ شاہ طہماسپ بادشاہ ایران نے ہمایون کی مدد کی اور اوسکے ساتھ بہت سی فوج کردی اس کمک کے ذریعہ سے ہمایون نے کابل کو تسخیر کیا اور وہان اپنی بیوی اور بیٹے اکبر سے ملا اکبر کے چچا نے بہر کابل کو فتح کیا اور ہمایون نے اسکا بہرہ محاصرہ کیا اسوقت اکبر کے چچا نے اکبر کو ایک لکڑی سے فصیل قلعہ کے اوپر لٹکا دیا یہ دیکھکر ہمایون نے اشتہار دیا کہ اگر کچھ بھی آسیب اکبر کو پہونچیگا تو سب آدمیون قلعہ کو قتل کرونگا یہ بات سنکر قلعہ والون نے زبردستی چچا اکبر کے تو اس بات سے باز رکھا جب ہمایون کابل فتح کرکے دہلی کو آیا تو وہ کوٹھے پر سے گرا اور مرگیا اور ۹۵۵ھ مین جلال الدین اکبر شاہ بادشاہ نے بسن عمر ۱۴ برس کے تخت سلطانی پر آگرہ مین جلوس کیا جتنے کہ صوبہ دار اور راجہ وغیرہ جو ہندوستان مین تھے یہ دیکھکر کہ ایک لڑکا تخت پر بیٹھا ہے سرکشی کرنے لگے اور یہ ارادہ کیا کہ اپنی اپنی علحدہ علحدہ ریاست کرین لیکن یہ لڑکا آفت کا ٹکڑا تھا اوسکی چالاکی اور ہوشیاری مانند برق کی تھی آج اس صوبہ دار کو زیر کیا اوسیدن واسطے فتح اور ملک کے کوچ کیا

ہندوؤنکو غلام کرکے غزنی کو لیگیا تھا موٴخ بیان کرتے ہین کہ شہر غزنی اس وقت مین
ان دو لاکھ ہندو غلامونسے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شہر غزنی مسلمانونکا گویا اہل ہنود
سے آباد ہے بعد حملون سلطان محمود غزنوی کے غوریون نے ہندوستان مین سلطنت
قائم کی اور بعد ازان اوقومین افغانونکی ہندوستان مین آئین اور سلطنتین قائم کین
اور سنہ ۹۶۳ مین امیر تیمور شاہنشاہ ترکون نے ہندوستان پر حملہ کیا اور
بہت سا روپیہ اور مال لوٹ کر پھر واپس چلا گیا اور بعد ازان ۹۳۲ھ مین بابر
ایک شخص خاندان تیموریہ مین سے ہندوستان مین داخل ہوا اور ابراہیم بادشاہ
دہلی کو شکست دیکر دہلی مین آیا اور تخت افغانی پر جلوس فرمایا اور اوسوقت سے
خاندان تیموری ہندوستان مین قائم ہوا۔ اب ہمنے یہانتک حال سلسلہ وار ہندوستان
کا بہت خلاصہ کرکے لکھا ہے اب ہم یہانسے سلسلہ وار لکھنے کے سواسطے کہ
اتنی گنجائش اس رسالہ مین نہین ہے اب ہم آگے حال دو سلطنتون کا
لکھتے ہین ایک شاہنشاہ اکبر کا اور دوسرا حال سلطنت شاہ عالم کا شاہنشاہ
اکبر اول کا تو اسواسطے قابل لکھنے اور اطلاع کے ہے کہ آج تک جیسی
سلطنت شکفتہ اس شاہنشاہ ممدوح کی ہوئی تھی کوئی نہین ہوئی اور حال
سلطنت حضرت شاہ عالم کا اسواسطے حوالہ قلم کیا جاتا ہے کہ انکے عہد مین خاندان
تیموری کو بالکل زوال آگیا تھا اور ایک بڑی بات یہ ہے کہ انہین کے عہد
سے انگریز دہلی مین داخل ہوے ✣

تو ہماری کتاب مین اتنی گنجایش نہین لیکن خلاصہ کرکے ثبت کرتے ہین اول
دفعہ مہم ہندوستان پر سلطان محمود غزنی سے آنکر ۴۰۰ھ مین کی تھی اور راجہ آنندپال
راجہ لاہور اور راجہ بھٹ نیر کو شکست دیکر اور بہت سا روپیہ لوٹ کر پھر مراجعت
کی اور بعد ازان پھر بہت دفعہ ہندوستان مین آیا اور خوب لوٹ مار کر چلا گیا لیکن ۴۱۶ھ مین
جو یہ تیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادہ اور بیس ہزار غازی لیکر ہندوستان کیطرف
آیا تھا اسنے شہرون میرٹھ اور متہرا اور بندرابن اور قنوج کو خوب لوٹا اور متہرا کے
اچھے اچھے بت خانون اور عبادتخانونکو خاک مین ملوا دیا اور باشندونکو قتل کیا
اور بعد اس مہم کے پھر کئی دفعہ ہندوستان مین آیا کہ اونکا لکھنا اس کتاب
مین فضولی جانا لیکن ۴۱۷ھ مین جو اسنے شہر سومناتھ پر جو گجرات مین واقع
ہے حملہ کیا تھا اوسکا حال ضرور قابل اطلاع کے ہے۔ واضح ہو کہ محمود بہت سی فوج
لیکر غزنی سے طرف سومناتھ کے چلا اور سومناتھ مین ایک بڑا عبادتخانہ یعنی مندر
اہل ہنود کا جسکو مندر سومناتھ کا کہتے ہین تھا اس مندر مین سب طرف کے لوگ
واسطے پرستش کے آیا کرتے تھے دو ہزار دیہاتون کی آمدنی اس مندر کیواسطے
مقرر تھی جبکہ محمود بارادہ لوٹنے اس مندر کے ہندوؤن سے مستعد بجنگ ہوا تو بہت
سی فوج ہندوؤنکی واسطے لڑائیکے تیار ہوئی اور محمود کو بھی حقیقت معلوم ہوئی
اور اوسنے سوچکہ دیکھا چاہیے کہ یہان سے ہم کیونکر فتحیاب ہوتے ہین لیکن
چونکہ اقبال مسلمانونکا یار تھا اس باعث سے سلطان محمود نے اس جنگ
عظیم کو فتح کیا اور مندر اور شہر مذکور کو خوب لوٹا اور پامال کر دیا اور مال کثیر
جمع کرکے اپنے وطن کو راہی ہوا کہتے ہین کہ ان مہمون مین سلطان محمود ۵ لاکھ

شاہنشاہ ممدوح ہندوستان کیطرف بھی متوجہ ہوا اور اپنی بڑی سلطنت پر
قناعت نہ کرکے یہ ارادہ کیا کہ راجگان ہند کو بھی اپنا فرمان بردار کیجئے چنانچہ
وہ دریاے سیاہ تک آن پہونچا تھا لیکن یہان اوسکی سپاہ نے سرکشی کی اور چاہا کہ ہم اپنے وطن کو
مراجعت کرین چنانچہ سکندر نے بموجب رای اپنی فوج کی اپنے وطن یونان کو مراجعت کی اور
اوسکے دلمین واسطے فتح ہندوستان کے بڑی حسرت باقی رہی جب سکندر مرگیا
تو اوسکی ساری سلطنت اوسکے افسرون نے آپسمین بانٹ لی اور سردار فیلقوس نے
ہند کیطرف کے ملک اپنے قبضہ مین حاصل کیے کہتے ہین کہ یہ شخص کئی بار ہندوستان
مین آیا اور ایکدفعہ دریاے گنگ تک آپہونچا جب یہ حال راجہ چندر گپت نے جو
راجہ پٹنہ کا تھا سنا اوسنے بہت سے پیشکش مثل پانسو ہاتھی وغیرہ کے اوسکی نذر
کیے اور اوس سے صلح چاہی۔ غرض یہ ہے کہ اہل ہنود اسطور سے مغلوب اور باجگذار
رہے جب تک کہ اہل اسلام اونکی آزادی کے واسطے دریاے اٹک پر نمودار ہوے
اور اونکی لڑائیونکا حال ہم آگے لکھین گے۔ واضح ہو کہ اہل ہنود زمانہ سلف
مین سب طرح کے علوم جانتے تھے علم ہندسہ اور حساب اور جبر و مقابلہ اور ہیئت اور حکمت وغیرہ
اونمین سب طرح کی کتابین ان علوم کی زبان سنسکرت مین مروج تھین اور اب تک
موجود ہین علاوہ ازین فن شاعری کا انمین نہایت زیادتی سے مروج تھا اب
ہم خلاصہ حال تو ہندو راجاؤنکا بیان کر چکے لیکن اب کچھ حال داخل ہونے مسلمانونکا
ہندوستان مین بیان کرتے ہین۔ واضح ہو کہ محمود غزنوی نے ہندوستان
پر گیارہ ۱۱ دفعہ مہم کی اور گیارہ ۱۱ دفعہ مین ہندوستانکو خوب لوٹ لوٹ
کر غزنی کو چلا گیا اگر ہم مفصل حال ان گیارہ ۱۱ حملہ کا لکھین

مع گرد و نواح کے حکومت رکھتے تھے لیکن ایک ایسا بھی راجہ ہوتا تھا کہ اوسکا
سب اور راجہ لوگ ادب اور فرمان برداری کرتے تھے اپنے اپنے ملک مین راجہ کو
کل اختیار سب باتونکا ہوتا تھا لیکن برہمن لوگ ہر ریاست مین بہت دخل رکھتے
تھے اور اکثر صلاح کار اور وزیر راجاؤن کے برہمن ہی ہوتے تھے ان
راجاؤن کے ملک مین اکثر رواج قانون دہرم شاستر کا تھا اس واسطے
انتظام ملک مین راجہ لوگ برہمن کے محتاج رہا کرتے تھے ۔ اکثر یہ بھی
تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف راجہ لوک ہندوستان کی آپسمین لڑتے رہتے تھے اور
یہ کم اتفاق ہوتا تھا کہ آپسمین دوستی اور صلح رہی ہو بسبب اس تنازع کے اور چند باعث
سے اہل ہنود اس قابل کبھی نہین ہوے کہ ملک گیری کرین یا آنکہ بیگانی قومون
کو اپنے ملک مین دخل ندینے دین یہان کے لوگ ہمیشہ سے آرام
طلب رہے ہین اور جو جو یہان کی عیش و عشرت تواریخ سے ہویدا ہوتی
ہین ایسی کسی اور ملک مین نہین پائی گئی ہین کہتے ہین کہ جسوقت مین کہ اہل اسلام
نے ہندوستان مین شروع شروع دخل پایا ہے اوس عہد مین شہر قنوج مین
تیس ہزار دکان پان والون کی تھین اور ساٹھ ہزار قوال و طوائف وغیرہ تھین پس یہان
سے معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ سامان عیش و عشرت کا تھا تو بلاشک وہان بہت آدمی
عیاش ہونگے حقیقت یہ ہے کہ اپنے ہمسایہ کی بادشاہو نسے اہل ہنود ہمیشہ دبتے
رہتے ہین کئی سو برس قبل از پیدایش حضرت عیسی کے دارا کشتاسپ بادشاہ ایران
نے ہندوستان پر حملہ کیا اور شمالی اضلاع مثل پنجاب وغیرہ کے فتح کیے اور جب
سلطنت اہل ایران کو شاہنشاہ سکندر نے پامال کیا اوس وقت عظیم الشان

بہت عیان ہے کہ جسمین غور نہو گا ممکن نہین کہ وہ علم حاصل کرے کسواسطے کہ علم کے سیکھنے مین غور کو بہت دخل ہے ایک کتاب مین مذکور ہے کہ ایک شخص نے اپنے بھائی کو کسی خطا سے مار ڈالا لیکن بعد مار ڈالنے کے تحقیق ہوا کہ دراصل جس خطا سے اوسکے بھائی نے اوسے مارا ہے وہ غلط ہے اور شخص مرحوم سے وہ خطا نہین بن آئی تھی پس اب یہان دیکھا چاہیے کہ اگر وہ راصبر کرتا اور غور اور تحقیق کرتا تو کاہے کو اپنے بھائی کو ہلاک کرتا جس شخص مین کہ غور نہو گا وہ ہر ایک کار اور بات مین ندامت اور شرمندگی اوٹھائیگا عنایات ایزدی سے باب دوم نے بھی اختتام پایا ۔

باب سوم مین مختلف حالات تواریخ کی جو قابل جاننے کے ہین مندرج کیے جاتے ہین

ہندوستان

فخفی نہ رہے کہ قبل از داخل ہونے مسلمانون کے ہندوستان مین تواریخ ہندوستان کی بہت نا تحقیق ہے لیکن جو کچھ حال زمانۂ قدیم کا معالعۂ کتب تواریخ سے ظاہر ہوتا ہے اوسکا خلاصہ کرکے حوالۂ قلم کیا جاتا ہے واضح ہو کہ زمانۂ قدیم مین عملداری ہندو راجاؤن کی ہندوستان مین تھی اور زمانۂ سلف مین دو بڑے خاندان راجاؤنکے گذرے ہین ایک تو سورج بنسی اور دوسرے چندر بنسی اور سورج بنسی خاندان مین سے راجہ رام چندر جی بہت بزرگ راجہ ہوے ہین اور چندر بنسی خاندان مین کرشن جی مہاراج ۔ حال حکومت اہل ہند کا یہ ہے کہ یہان ایک راجہ سارے ہندوستان مین حکومت نہین کرتا تھا بلکہ کئی ۔ اور وے اپنے اپنے شہرون

کہ کسی سے توقع قوی نرکھے کہ خواہ مخواہ یہ بات عمل مین آوے ہی گی بلکہ توقع کرنا
یہ ضرور خیال کرلے کہ شاید میری توقع غلط ہوجاوے اور اگر یہ خیال نہوگا اور
برتقدیر اوسکو اوسکی توقع نہ برآوے گی تو اوسی بہت سا رنج اور مایوسی
حاصل ہوگی انتہی کلامہ ؛

غور کرنا

بہت سے حکیمون اور دانایونکی راے اسپر متفق ہوئی ہے کہ غور کرنا بھی ہر ایک بات
پر نہایت خوب چیز ہے غور اور تامل کرنے سے آدمی کو ہزار طرح کی فائدی حاصل
ہوتی ہین جس آدمی کو غور اور تامل ہوگا وہ ضرور ہے کہ علم حاصل کرے اور
ہر ایک تجویز اور بات اوسکی مین کبھی فرق نہ آوے گا کسواسطے کہ وہ ہر ایک کار
کا غور کرکے بُرا بھلا انجام دیکھ لیتا ہے برخلاف اسکے جو اد ہاد ہند چلتے ہین اور
غور و تامل کو ذرا اپنے دلمین جاے نہین دیتے ہین وہ ہمیشہ جاہل اور ناخواندہ
رہتے ہین اونکی بات کا کوئی اعتبار نہین رکھتا ہے اور غور کرنا ایسی ایک خوب
بات ہی کہ وہ ہر ایک کار مین مطلوب ہوتا ہے مثلاً کسی شخص مین غصہ ہے تو اوسے
بہت فرضیات سے ہے کہ وہ ضرور ہر ایک بات مین تامل کیا کرے اور بُرا
بھلا انجام ہر ایک چیز اور کار کا دیکھ لیا کرے یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جس
شخص مین کہ غصہ آتا ہے اور بوقت آنے غصہ کے وہ کچھ بُرا کام کر بیٹھتا ہے اور وہ
پیچھے ذرا غور کیا کرتا ہے تو اوسی بڑی پشیمانی آیا کرتی ہے اور وہ کہا کرتا ہی کہ
مین نے بہت بُرا کام کیا ہے افسوس مین نے پیشتر ذرا غور نکیا کیا خوب بات
ہی کہ ہر ایک صاحب پہلے سے ہر ایک کار مین غور کرلیا کرین اور یہ بات بہت

تواریخ سے معلوم ہوتا ہی کہ زمانۂ قدیم مین بڑے بڑے امیر اور وزیر گذرے ہین
اور اُنکو وہ اختیار رہے ہین کہ جو بادشاہونکو حاصل نہین تھے باعث اسکا یہ
ہوا ہے کہ وہ اپنے بادشاہون کی طبیعت کے بالکل مطابق ہوگئے تھے لیکن جب اونھون
نے یہ توقع قوی باندہ لی کہ جو ہم کہین گے وہی بادشاہ کرے گا تو وہ بیپروا اور مغرور
ہوگئے اور بادشاہ اخیر کو اونسے برہم ہوگیا اور اونھین خارج کیا اب غور کرنا
چاہیے کہ اگر یہ امیر ہمیشہ یہ خیال رکھتے کہ بادشاہ بھی آخر آدمی ہے اور اوس سے یہ
توقع قوی نہ رکھنی چاہیے کہ جو ہم کہین گے وہی کرے گا بلکہ ہمیشہ ڈرتے رہتے اور
جانتے رہتے کہ ممکن ہے کہ بادشاہ بعض اوقات ہماری خلاف ہوجاے تو وہ ہمیشہ
اپنے مرتبہ کے موافق کام کرتے اور کبھی زیادہ قدم نہ بڑہاتے اور اس ترکیب سے
بادشاہ اونسے کبھی ناخوش نہ ہوتا اور وہ اپنے علاقہ پر قائم رہتے غرض یہ
ہے کہ سواے رنج مایوسی کے بسبب بہت توقع قوی کرنے کے اکثر مصیبتین اور آفتین بھی عاید
ہوتی ہین یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ مزاج انسان کا ہمیشہ یکسان نہین رہتا ہے
پس کیونکر ممکن ہے کہ انسان ہمیشہ ایک ہی طور پر چلے میری طبیعت چاہتی ہے کہ مین کسی
کتاب کا مطالعہ کرون اور میرا کوئی نہایت عزیز دوست یہ چاہتا ہے کہ مین اوسکو
ہمراہ کسی مجلس مین لے جاؤن پس اب دیکھا چاہیے کہ اس ذرا سے مقدمہ
مین کسقدر مشکل ہے اگر مین کتاب کے مطالعہ مین مصروف رہون تو میرے
دوست کو رنج مایوسی کا حاصل ہوتا ہے کہ باوجود اس تکرار کے مین اوسکی بات
کو نہین مانتا اور اگر مین اوسکے ساتھ جاؤن تو برخلاف میری طبیعت کے ہوتا ہی
القصہ طبیعتین دو آدمیونکی اکثر مطابق نہین ہوتی ہین اسیواسطے سب کو لازم ہے

اور اپنے دلمین یہ خیال کرے کہ جبکہ مین انسان ہون ویسے ہی سب ہین
سب اپنی اپنی بھلائی چاہتے ہین اور اپنی اپنی راے کو مقدم سمجھتے ہین پھر
کیا ضرور ہے کہ سب آدمی میری راے کے متفق ہون آدمی کو لازم ہے کہ
اپنی کوشش سے ایسی ایسی لیاقتین پیدا کرے کہ سب آدمی اوسکی بھلا چاہنے لگین اور
اس صورت مین آدمی اوسکی خواہ مخواہ قدر کرینگے اوسکو فائدہ پہونچانے مین اپنا فائدہ
یا خوشی تصور کرکے کوشش بلیغ عمل مین لاوینگے۔ واضح ہو کہ اس دنیا مین بہت
سے ایسے عالی حوصلہ آدمی ہین کہ فائدۂ خلق کو بہت چاہتے ہین اونھین بھی
یہ نچاہیے کہ کسی سے توقع قوی کرین اونکو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ ہمین غرض
اچھے کام کرنے سے ہے خواہ کوئی اوسکو برا سمجھے یا بھلا ہمین یہ غرض نہین
ہے کہ جس آدمی کو ہم فائدہ پہونچاوین وہ ہمارا دلی ایک دوست ہوجاوے
اور اوسکی راے اور ہماری راے بالکل متفق ہوجاوے کیونکہ اگر یہ خیال اونکے دلمین
رہیگا تو اخیر کو اونکو ناامیدی ہوجاے گی اور اونکا دل بیحد ہوجاے گا
اور بلکہ وہ اپنے طریقۂ نیک سے باز آئینگے بعض آدمی نہایت ترش رو اور مغموم
اس دنیا مین پاے جاتے ہین اور اکثر اونکو یہ فریاد کرتے ہوے سنا ہے کہ دنیا
بری شے ہے اسمین کوئی کسی کا ہمدرد اور ساتھی نہین ہے اور ایسے ایسے خیال کرکے
اونکا دل ہراس ہوجاتا ہے باعث اسکا یہی ہے کہ وہ یہ توقع کرتے ہین کہ
جس نیکی اور اخلاق سے ہم آدمیونسے پیش آتے ہین اوسیطرح اور آدمی
ہم سے پیش نہین آتے ہین اب دیکھا چاہیے کہ اگر وہ پہلے سے انسانکی
ماہیت دریافت کرکے انسان کے طریقو کو سمجھ لیتے تو اسقدر رنج کیون ہوتا

اور بعد اپنے دوسرے کا خیال کرتے ہین اسکا کچھ تعجب نہین کیونکہ یہ بات انسان
کی ماہیت مین داخل ہے پس جب یہ حال انسانکا ہے تو پھر توقع قوی اوسسے بندھنا
خالی از بے وقوفی نہین - یہان سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ آدمی کو کسی سے
بالکل توقع نہین رکھنی چاہیے کیونکہ امید پر تو دنیا قائم ہے ہماری مراد یہ ہے
کہ جو امید ہو اوسے بالکل تحقیق نہ جاننا چاہیے اور اوسکے خلاف ہونے کا ہمیشہ
گمان رکھنا چاہیے اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض ناتجربہ کار آدمی ہر آدمی سے جو
انسے ذرا اخلاق سے پیش آتی ہین بڑی بڑی توقع کر لیتے ہین اور بعد ازان
رنج مایوسی کا اوٹھاتے ہین دنیا مین دوست حقیقی ملنا بہت مشکل ہے کیونکہ
مزاج انسان کے باہم بہت اکثر مختلف ہوتے ہین اور اس باعث سے کچھ
نہ کچھ اختلاف رائے کا ہمیشہ رہتا ہے اور دو آدمی ایسے مشکل سے ملین گے
جنکی مزاج بالکل ایک سے ہون اور اس باعث سے جو بات ایک آدمی کی دانست
مین بہت مناسب ہے اور دوسرے کی رای مین نامناسب تو اس صورت
مین اگر آدمی دوسرے آدمی کی بھلائی اور خوشی دل سے بھی چاہتا ہو تو بھی
وہ عمل مین نہین آسکتی ہے اور نتیجہ توقع باندھنے کا یہ ہوگا کہ آپس مین ناحق
رنجش روئی ہو جائیگی ایک شخص تو یہ خیال کرے گا کہ میری بات نہ ماننے مین
میرا دوست ہیلوتہی کرتا ہے اور دوسرا یہ خیال کرے گا کہ میرا دوست
بڑا بے وقوف ہے کہ جو بات نامناسب اور محال ہے مجھسے اوسکی توقع رکھتا
ہے پس غرض اس مضمون سے یہ ہے کہ آدمی حتی الامکان کسی آدمی سے کوئی
امید قوی نہ رکھے اور جس سے امید رکھے پہلے یہ خیال کرلے کہ شاید ہے کہ یہ امید نہ بر آوے

کہ جس حماقت سے ایک بھنگا کھہ سکتا ہے کہ ہماری دنیا بڑی ہے اور اللہ تعالی
نے اوسکی برابر کوئی اور شے نہین بنائی ہے وہی حماقت اوس آدمی کی بھی خیال
کرے یا کہے کہ مین ایک بڑی شے ہون اور اللہ تعالے مجھے اور اَور آدمیون
کو پیدا کرکے اونھین کی خبرداری اور سرانجام مین مصروف رہتا ہے حاصل
کلام کا اور فائدہ اس مضمون کے لکھنے سے یہ ہے کہ انسانکو اپنے تئین خفیف
سمجھنا چاہیے اور کبھی تکبر کرکے اپنے تئین بزرگ نہ سمجھے اور اللہ تعالے کو
کو ہر جاے موجود جانے ٭

ناحق توقع باندہنے کے نقصان

بہت سے رنج اس جہان مین بسبب مایوسی کے پیدا ہوتے ہین اکثر ناحق اپنے
دل مین امیدین اور توقعین باندہ لیتے ہین اور اونکے خیال سے بہت شاد
رہتے ہین لیکن جب اونھین لغویتان خام خیالات کی ظاہر ہوتی ہے اور یہ معلوم
ہوتا ہے کہ توقعین مذکور غلط تھین تو اونھین بڑا رنج ہوتا ہے یہان تک
کہ اونکی ساری خوشی دل کی جاتی رہتی ہے اور بسبب مایوسی کے وہ بہت مغموم
رہتے ہین اسیواسطے عاقلون اور حکمانے کہا ہے کہ آدمی کو لازم ہے کہ کسی سے
توقع نرکھے بلکہ جو تدبیر کرے اوسکی مایوسی پہلے سوچ لے کیونکہ اگر تجویز مذکورین
بن آئین تو خوشی بہت حاصل ہوگی اور اگر مایوسی حاصل ہوئی تو اونکا چندان رنج
نہین ہوگا کسواسطے کہ اوسکا خیال پہلے ہی سے کر رکھا تھا یہ قول حکما کا فی الحقیقت
بہت درست ہے اور اگر اسپر آدمی عمل کرین تو بلاشک بہت فائدہ متصور
ہے ہر آدمی کو خیال رکھنا چاہیے کہ سب انسان اپنی اپنی بھلائی چاہتے ہین

نسبت سارے عالم کے بے حقیقت ہی لیکن خدا تعالی سب پر نگاہ رکھ سکتا ہی
اوسکو پرورش سب کی منظور ہے کہ بھنگی سے لگا کے نہایت مجسم اژدہا تک وہ
خبرداری مین مصروف رہتا ہے بعض آدمی جنکی عقل کو وسعت نہین حاصل ہی
خدا کے ہر جاے موجود ہونے کو نہین سمجھتے ہین وہ اپنے اوپر قیاس کر کے
کہا کرتے ہین کہ یہ غیر ممکن ہے کہ ایک شئے ایک ہی وقت مین کئی جاے موجود ہو
لیکن مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شئے مثل انسان کے ہو تو اوسکے واسطے یہ غیر ممکن
ہے لیکن واسطے ذات پاک اللہ تعالے یہ امر ضروری ہے حکماے یونانی
ذات اللہ تعالی کے واسطے خوب مثال دیتے ہین وہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی
مثال اوس دائرہ کے ہے جسکا مرکز ہر جاے ہے لیکن جسکا محیط کسی جاے معین
نہین ہو سکتا ہے فی الحقیقت یہ خوب مثال ہے اللہ تعالے کے ہر جاے ہونیکی
جب ایسی ایسی باتین میرے دلمین آئین تو مجھے بڑی تشفی ہوئی اور مجھے دو
نصیحتین مفید حاصل ہوئین اول تو ناچیز ہونا انسانکا اور اس باعث سے
بغویت عزور و تکبر کی دوم قادر مطلق ہونا اللہ کا۔ اور اس باعث سے یہ
بہت دانائی کی بات ہے کہ شاکر ہووے اللہ تعالے کے انتظام پر اہل ہنود
نے بے انتہا نے عالم کی خوب مثال دی ہے وہ کہتی ہین کہ ایک ایک درخت
پر ہزارہا گولر لگی ہوتے ہین اور گولر مین بے شمار چھوٹے چھوٹے بھنگی ہوتے ہین
اور ان کیڑونکے نزدیک ایک گولر گویا ایک نئی دنیا ہے وہ کیا جانتے ہونگے
کہ اور بھی لاکھون گولر ہین کہ اون مین بھی خلقت مانند اونکے بستی ہی اور انسان کی
خلقت کا تو اونکو ذرا بھی گمان نہوگا پس یہان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے

اور آفتاب بھی زمین سے لاکھون دفعہ مقدار مین زیادہ ہے اور وہ ستارے
جو ذرا ذرا سے آسمان پر چمکتے ہوے معلوم ہوتے ہین فی الحقیقت اجسام مانند آفتاب کے
ہین اور اونکے گرد چھوٹے سیارے مثل کرۂ زمین کے گردش کرتے ہین اور ان
سب سیارون مین خلقت خدا کی کسی نہ کسی طرح کی بستی ہے جب یہ خیال میرے دل مین
آیا تو اوسوقت میری خیال ناقص مین بہت وہم پیدا ہوئے لگے سوچا کہ جو اللہ تعالی
اس عالم لاانتہا کا جسمین کرورہا دنیا مثل زمین کے موجود ہین انتظام کرتا ہے
تو وہ مجھے بے حقیقت سننے کا کیا خیال رکھہ سکتا ہے جو اللہ تعالی گردشون آفتاب
اور ستارونکا خیال رکھتا ہے وہ خفیف چیزون پر کیونکر متوجہ ہوسکتا ہے
غرض یہ ہے کہ جون جون مین نے بے انتہائی عالم پر غور کیا اوسیقدر میرا دل
پریشان ہوا کہ میرا خبر گیر خدا کیونکر ہوگا مین نے دیکھا اور سوچا تو دریافت کیا
کہ عالم کی انتہا کسی سمت مین نہین اگر کرورہا برس ایک سمت مین کوئی شخص
نہایت تیز رفتاری سے چلا کرے پھر بھی یہ غیر ممکن ہے کہ عالم کی حد پاوے
لیکن اس حالت پریشانی مین مجھے یہ بھی خیال آیا کہ عالم لاانتہا ہے تو وہ شے جسنے عالم
کو پیدا کیا ہے قوت اور عقل مین لاانتہا ہونا چاہیئے اور گو آدمی نسبت علم کے
ایک نہایت خفیف چیز ہے لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ اللہ اوسکی
خبرداری نکرتا ہو مین نے سوچا کہ یہ بڑی حماقت ہے کہ اللہ تعالے کی قوت
اور اختیار کو انسان کی قوت اور اختیار سے قیاس کرنا چاہیے یہان سے مجھے یہ
خیال آیا کہ اللہ تعالے ہر جاے موجود ہونا چاہیے تاکہ اوسے سب باتونکا علم
رہے اور یہ خیال آتے ہی میری دلجمعی ہوگئی اور مجھے یقین ہوا کہ گو انسان

مثل مشہور ہی کہ مشک وعشق پوشیدہ نہین رہ سکتی ہین جیسے کہ معشوق کو دیکھتے ہی عاشق کا ڈھنگ بدل جاتا ہے اوسی طور سے حاسد کا حال بوقت سوجود ہونے شے حسد کی گئی کے تبدیل ہوجاتا ہے حاسد کے ہنسنے مین ایک طرحکی طعنہ زنی پائی جاتی ہے اوسکا ہنسنا نہین بلکہ زہر خند ہے اوسکے ہنسنے سے نرم دل آدمیون کو زیادہ سخت صدمہ پہنچتا ہے بہ نسبت خفگی ایک صاف دل آدمی کے حاسدون کی ہنسی عجب طرحکی ہوتی ہے خدا اوسے نہ سنادی نتیجہ اس تمام مضمون سے یہ نکلتا ہے کہ کسی شخص کو حسد نکرنا چاہیے اور اوسکو سمجھنا چاہیے کہ حسد کرنے سے سوائے زیج اور گناہ کے کچھ حاصل نہین ہوتا ہے اللہ تعالی جسکو چاہتا ہے غریب کرتا ہے جسکو چاہتا ہے امیر کرتا ہے یہ حاسد آدمی کسواسطے کسیکو دیکھکر حسد کرتے ہین ٭

بے انتہا ہونا عالم کا اور بیان قدرت اللہ تعالی کی کا

ایڈیسن صاحب بہادر جو کہ بہت دانا انگریز تھا بیان کرتا ہی کہ ایک دن مین شام کیوقت جنگل مین چلا جاتا تھا اور وہان اوسوقت ایک عجب تنہائی کا عالم تھا جب آفتاب نے کنارۂ آسمان سے اپنے تئین چھپایا تو ستارے جو کہ اوسکی روشنی سے نمودہ ہوتے تھے اور اسیواسطے اوسکی حضور مین نمودار نہین ہوتے تھے اپنے اپنے مدارون مین دکھائی دینے لگے اور نوبت بنوبت یہ ستارے بہت سے نظر آنے لگے یہانتک کہ سارا اسمان اونسے بھر گیا اور چاند بھی بڑی شان اور شوکت سے نمودار ہوا اوسوقت مجھے یہ قول حکما کا یاد آیا کہ سات ستارے اسقدر بڑے ہین کہ بعض انمین کی زمین سے ذرا چھوٹی اور بعض بڑی ہین

شخصونکی برائی کیا کرتے ہین یہان تک کہ وہ علم کی بھی حقارت کرنے لگتی ہین تاکہ
آدمی اس بات کی تعریف نکرین جو اونمین نہین ہے اکثر حاسد آدمی بوقت
سننے تعریف کسی فاضل یا عالم کے کہا کرتے ہین کہ کیا ہوا اگر ہم چند روز محنت
کرین تو ہم بھی عالم ہوجائین یہ جو حاسد کہتے ہین سچ ہے لیکن غرض اونکی اس کلام
یہ ہے کہ شخص مذکور قابل تعریف کے نہین ہے ہمسرون اور برابر کے درجے کے
آدمیون مین اکثر حسد ہوتا ہے کیونکہ اگر دو آدمی ایک ہی حالت مین رہتے ہون
اور ایک انمین کا بڑا آدمی ہوجائے اور دوسرا غریب اس پچھلے آدمی کا غریب رہنا
اوسکی تغافلی یا بے وقوفی پر دلالت کرتا ہے اور اس باعث اسکو رنج ہوتا ہے
اور وہ ہزارون باتین جھوٹی واسطے ندامت دوسرے کے کہتا ہے تاکہ وہ
دونون ایک سے رہین یعنے ایک انمین کا دوسرے پر سبقت نہ لیجاے ۔ واضح ہو کہ
اکثر اون آدمیونکا خلقت بہت حسد کرتی ہے جو کوئی ایسا مرتبہ یکایک حاصل
کرلین کہ جس مرتبہ کے لیے وہ خلقت کی دانست مین مستحق نتھے مثلاً جب ولیعہد
کسی بادشاہ کا بجاے بادشاہ کے سلطنت حاصل کرتا ہے تو کوئی اوسکا حسد نہین
کرتا ہے کیونکہ سب کے دل پر نقش ہے کہ تخت کا ولیعہد مذکور مستحق تھا لیکن اگر
کوئی اور شخص سوا ے وارث سلطنت کے تخت پر جلوس کرے تو ساری خلقت
اوسکا حسد کرے گی حسد کبھی نہین چھپ سکتا ہے جہان وہ شے جو حسد کی گئی ہے
حاسد کے روبرو آئے تو اوسکے چہرہ مین فرق آجاتا ہے اور بھوئین چڑھ جاتی ہین اور
اوسکا رنگ روپڑ جاتا ہے اور بیتابی دلکی منہ پر ظاہر ہوجاتی ہے حسد کا حال
بعینہ عشق کا سا ہے کہ یہ کبھی نہین چھپ سکتا ہے گو اوسی ہزار چھپاو چنانچہ

پیدا ہوتے ہین اور انکو ہزار باتین اور مطالب مفید سوجھتی ہین لیکن وہ ہاری
ڈر حاسد آدمیونکے طعنہ زنی کے ان باتونکو اورون پر ظاہر نہین کرتے اور اس
باعث سے اونکی عقل اور ذہن سے خلقت کو کچھ فائدہ نہین پہونچتا ہی ایک
مثال اس بات کی کہ حاسد آدمی ہر اچھی بات مین بری نکالتے ہین یہ ہے کہ جب
کوئی حاسد کسی آدمی کو سخاوت کرتے دیکھتا ہی تو وہ کہا کرتا ہے کہ سخی مذکور
حقیقت مین سخی نہین ہی بلکہ وہ نمود یا ہی اور واسطے دکھلاوے کی اور اپنی تعریف
کروانیکی وہ کچھ دیتا ہے علی ہذا القیاس جب وہ کسی شخص کو عبادت کرتے ہوئے
دیکھتا ہے تو بھی وہ اوسی مکار تصور کرتا ہے اب ذرا غور کرنا چاہئے کہ ایسی حاسد آدمی سے
بچکر کہان جائیگے کہ وہ ہر اچھی بات مین سے بری بات نکال لیتے ہین حقیقت یہ ہے
کہ بعض آدمی ایسے بد ہوتے ہین کہ اون سے کوئی کام نیک نہین بن آتا
ہے اور جب وہ اورون کو نیک بات کرتے ہوئے دیکھتے ہین تب اونھین حسد
چھوٹتا ہے اور اس نیک بات مین سے ایک بری بات استنباط کر لیتے ہین جو
آدمی مستقل اور صابر ہوتے ہین وہ اپنی نیک راہ سے کبھی گمراہ نہین ہوتے ہین جو
حاسد آدمی ہر اونکی بدگوئی کیا کرین تجربہ سے معلوم ہوتا ہے اور قریب عقل کے
بھی ہے کہ اکثر وہی آدمی حاسد ہوتے ہین جنمین کوئی عیب یا نقص بلا علاج ہوتا
ہے مثلاً بدشکل اور کمینہ نسل کے آدمی حاسد ہوتے ہین وہ یہ جانتے ہین کہ ہمارے
عیب اور نہین ہو سکتے ہین پس وہ اس بات کے درپے ہوتے ہین کہ کسیطرح
وہ آدمی جو اونسے بہتر ہین اونکے مساوی ہو جاوین اور واسطے اس مطلب
کے وہ اچھے آدمی کی برائی کیا کرتے ہین اکثر ناخواندے آدمی پڑھے لکھے

سرور حاصل کرتے ہوے معلوم ہوتے ہین مثلاً اوباشی و شراب خواری
وغیرہ کہ انمین آدمی واسطے حصول سرور کے مشغول ہوتے ہین گو آیندہ کو اوسکے
نتیجہ اچھا نہین نکلتا ہے لیکن حسد ایک ایسی برائی ہے کہ اوس سے ذرا سا سرور ظاہر
مین بھی حصول نہین ہوتا بلکہ سراسر اوس سے رنج آدمی کو ہمیشہ رہتا ہے جسوقت اوروں
کو کچھ فائدہ یا بھلائی ہوتی ہے تو حاسد ناحق دل ہی دل مین جلا کرتا ہے حقیقت یہ
ہے کہ اس برائی کے ہمراہ اوسکی سزا موجود ہے یعنے جو حاسد ہے وہ ہمیشہ رنج
مین رہتا ہے اور یہی ہے سزا اوسکی حسد کی حاسد آدمیون کو یہ گوارا نہین ہوتا ہے
کہ کوئی آدمی دولت یا علم یا کوئی اور کمال حاصل کرکے دنیا مین مشہور اور نیکنام
ہو جاے جب جس کسی شخص کی تعریف سنتا ہے اوسکے دل پر چوٹ لگتی ہے اور
بجاے خوش ہونے کے کہ ایسے ایسے اچھے بندے خدا کے ہین
وہ اونکی خوبی پر حسد کیا کرتا ہے اور سبب اس حسد کے اونکی برائی کرنے
لگتا ہے اگر وہ کسی شخص کی تعریف سخاوت مین سنتا ہے تو وہ بہت سوچ سوچ کر
کر کوئی ایسی بات ڈھونڈھا چاہتا ہے جو اوس شخص کے کنجوس پن پر دلالت
کرے اور اگر کسی کی خداپرستی پر آفرین ہو رہی ہو تو وہ اوسکی بداخلاقی اور بددینی
کی باتون کی تلاش مین سرگردان رہتا ہے الغرض حاسد ہر نیکی مین برائی تلاش کرتا
ہے اور سب اچھی اچھی باتون کسی نیک آدمی کی سے نظر پھیر کر اوسکی چند عیوب کو کہ کوئی
آدمی خالی از خطا نہین ہے ڈھونڈتا ہے سوا اے اون برائیونکے جو حاسد کو بہ
سبب اوسکے حسد کے حاصل ہوتی ہین بعض ایسی برائیان ہین جو بسبب ہونے
حاسد آدمیون اور آدمیونکو واسطے پیدا ہوتے ہین مثلاً جہاں آدمی ذہین اور منایز

دیتی ہین تو وہ اونسے کچھ متاثر نہین ہوتا ہے اور اس ترکیب سے رنج بھی اونکی استقلالی
خجالت حاصل کرتا ہے بعض آدمی اسقدر بے صبر ہوتے ہین کہ اونسے ذرا
سا بھی رنج نہین سہا جاتا اور اس باعث سے اپنے تئین ضایع کر ڈالتے ہین
اور اکثر لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ اپنے تئین ضایع کرنا بڑی بہادری کا کام ہے
اس فقیر کی دانست مین وہ نہایت نامرد ہین اب مین سوال کرتا ہون کہ کیا باعث
ہے کہ بے صبر آدمی اپنے تئین ضایع کرتے ہین جواب اسکا ظاہر ہے کہ وہ رنج کے
متحمل نہو کر اوس سے بھاگا چاہتے ہین اور نہایت نامردگی کو کار فرما کے اپنے
تئین مار ڈالتے ہین اسطرحکی موت دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ شخص مرحوم رنج کو
نہ سہہ سکا دلیر وہی ہے جو خدا پر بھروسا کر کے جو مصیبت اوسپر واقع ہوا اوسکو بخوشی
سہہ لے اور پریشانی اپنے چہرے پر نہ لاوے غرض یہ ہے کہ جو شخص رنج سے بچنے کے
واسطے اپنے تئین ضایع کرے وہ حقیقت مین نالائق اور نامرد ہے البتہ بعض
ایسی صورتین بھی ہین کہ اونمین اپنے تئین ضایع کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے
اون صورتون کا اس جلسے ذکر نہین کرتے کیونکہ وہ مطلب صبر کے سے کچھ
علاقہ نہین رکھتے ہین نتیجہ اس مضمون سے ہم یہ نکالتے ہین کہ جو شخص صابر ہوگا اوسکو
دونون جہانمین فائدہ عظیم حاصل ہوگا یعنی یہان تو وہ بسبب صبر کے علم اور عقل حاصل
کرے گا اور لوگ اوسکی تعظیم و تکریم کرینگے اور عاقبت مین اللہ کے یہان مورد
انعام و اکرام کا ہوگا ✤

حد

بہت سی ایسی برائیان اس دنیا مین ہین کہ اونکے استعمال سے لوگ ایک نوع کا

سہہ لیتا ہے اب دریافت کرنا چاہیے کہ کس قسم کی آدمی نہایت صابر ہوتے
ہین جواب اسکا ظاہر ہے وہ آدمی نہایت متحمل اور صابر ہوتے ہین جو یقین کلیہ
اللہ تعالے کی نیکی اور انصاف پر رکھتے ہین جو سمجھتے ہین کہ خدا ہر جا موجود ہے اور
افعال انسان پر نظر رکھتا ہے جیسے کہ وہ آدمی جو مانند ایک سپاہی کے میدان جنگ
مین سامنے اپنے افسر یا آقا کے کارنمایان کرتا ہے اوسوقت اپنی جانکا ذرا خیال
نہین کرتا ہے بلکہ اوسکی غرض یہی ہوتی ہے کہ میرا افسر مجھے شاباشی دے
اسی طور اللہ تعالے بھی اوسی آدمی کو اچھا جانتا ہے جو صبر اور بہادری سے
دنیا کے رنجون اور مصیبتون کو سہہ لیتا ہے اور اونکی ڈراونی شکل دیکھکر اونے
اپنی پشت کو نہین پھیرتا ہے یہ تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جن پر بہت مصیبتین
پڑتی ہین وہ نوبت بنوبت صابر ہوجاتے ہین اور خلاف اسکے جو ہمیشہ عیش اور آرام
ہین وہ نہایت بے صبر ہوتے ہین اور یہ بات قریب عقل کے بھی ہے جنھون
نے اکثر فاقہ کشی کی ہے اونھین ایک دن نہ کھانا کچھ رنج نہین دیتا برخلاف
اسکے جو ہر روز دو دو اور تین تین بار پلاؤ چکھتے ہین اونھین اگر ذرا سی دیر مین
بھی کھانا ملے تو اونھین قیامت نظر آجاتی ہے جو آدمی صابر ہوتا ہے اور جو
بہت کام اچھے بن آسکتے ہین وہ مشکلات سے نہین ڈرتا اور اس
باعث سے مشکلات اوسکے کار مین حارج نہین ہوسکتی ہین وہ اپنے صبر کے
ذریعہ سے اون مشکلات پر غالب آجاتا ہے صابر آدمی مانند ایک پہاڑ کے ہے
جو سمندر مین واقع ہے گو لہرین سمندر کی اوسکی اوپر ٹکر کھاتی ہین لیکن ٹکین
نہین کہ وہ اپنی جاے سے ہلے پس جسوقت رنج اور مصیبتین صابر آدمی کو صدمہ

اسوقت سے آگے مین کبھی غرور نہین کرونگا دولتمند کو چاہیے کہ دولت کا کچھ بھروسا اور غرور نکرے کہ اسکو جاتے کچھ دیر نہین لگتی ہے پس کیا ضرور ہے کہ دولت کا غرور کرے اوسے یاد رکھنا چاہیے کہ ہزارہا آدمی جو پہلے امیر کبیر تھے اب مفلس اور محتاج ہو گئے ہین اور جو پہلے محتاج تھے اب دولتمند ہو گئے اور علاوہ ازین ایک سے ایک زیادہ دولتمند اس دنیا مین موجود ہے مثل مشہور ہے کہ سیر کو سوا سیر موجود ہے یہی خیال کرنا چاہیئے اون لوگونکو جنکو اپنے علم اور قوت وغیرہ کا غرور ہوا اور بعض اشخاص جو حسن کا غرور کیا کرتے ہین وہ نہایت ہی بیوقوف ہین کہ بیشتر زندگی بڑھاپا انسان کے واسطے ضرور ہے اور اس حال مین ساری خوبصورتی اور حسن جاتا رہتا ہے چہرہ پر پوست کی جھریان پڑجاتی ہین اور شگفتگی چشمون اور رخسارون کی جاتی رہتی ہے القصہ نتیجہ اس سارے مضمونکا یہ ہے کہ آدمی جو ایک ناچیز شے ہے اس جہان فانی مین رہکر کبھی غرور نکرے اور یہ سوچے کہ جنہون نے غرور کیا کیا فائدہ اوٹھایا ہے بلکہ اونکا دو جہان مین روسیاہ ہوا ہے اس جہان مین تو لوگ اونکے بہ سبب خردماغی کے حقارت کیا کرتے تھے اور عاقبت مین اللہ تعالے اونسے ناراض اور ناخوش ہوا ہے۔

صبر

صبر ایک بہت خوب نیکی ہے اسکے باعث سے دنیا تھمی ہوئی ہے اگر تھوڑا بہت صبر انسان مین نہوتا تو اس دنیا کے کاروبار مین فرق آجاتا انسان نہ اسکی رنج کا بھی متحمل نہوتا اور اپنے رنج کو نہ سہتا تو کیا جائے وہ کیا کرتا حقیقت مین مرد وہی ہے جو صابر ہے جو رنج اور مصیبتون سے اصلا نہین ڈرتا بلکہ اونکو خوشی سے

اوسکی غرور سے کیا کام ہے عوام الناس اوسکی حقارت کرینگے اور عاقل اوسپر
ہنسین گے اور اوسکی بیوقوفی پر افسوس کرینگے ۔ ان نقصانون دنیوی کے
ایک سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اللہ تعالے غرور کو نہایت ناپسند کرتا ہے
ذرا غور کرنا چاہیے کہ یہ آدمی ایک ناچیز چیز ہے غرور کس بنیاد پر کرتا ہے سب جانتے
ہین کہ دنیا چند روزہ ہے اور اسمین ہمیشہ نہین رہنا پھر غرور کس برتے پر کرنا
چاہیے ۔ غرور کے دور کرنے کی سہل ترکیب یہ ہے کہ خیال کرے اون لوگون
پر جو مغرور تھے اور جنکا اب نام و نشان صفحۂ ہستی پر نہین پایا جاتا اگر اونھون نے
کچھ غرور سے حاصل کیا ہو تو اب بھی لوگونکو غرور کرنا چاہیے ۔ واضح ہو کہ ناواقفیت کے
سبب سے بھی غرور پیدا ہوتا ہے اور اوسکی مثال مجھے اب خوب یاد آئی کہتے ہین
کہ کوئی شخص مالک تھوڑی سی زمین کا تھا اور وہ یہ خیال کرتا کہ مین بڑا آدمی ہون
اور اپنی دانست مین وہ یہ جانتا کہ ہمچو من دیگرے نیست الغرض اوسنے اپنی زمین کا بڑا
غرور تھا ایک اور شخص ذی عقل اور صاحب علم اوسکا دوست تھا اوسنے اپنے
دوست کے غرور کھونے کے واسطے اوسکے سامنے نقشہ روے زمین کا
رکھدیا اور جب اوسنے دیکھا اوسنے پایا کہ ہزارہا ولایتین دنیا مین معمور و موجود ہین اور انمین
کروڑہا خلقت خدا کی رہتی ہے اور اونکے علحدہ علحدہ بڑے بڑے بادشاہ حکمرانی
کرتے ہین اور بادشاہونکی ہزارہا نوکر چاکر ہین اور اونکے پاس بہت کثرت سے زمین
ہے تب مغرور شخص نے پوچھا کہ میری زمین کا نقشہ اس نقشہ مین کہان ہے اوسکی
دوست نے ذرا سا گوشہ بتا دیا کہ یہ تیری زمین ہے اس پر مغرور شخص نے کہا کہ
اللہ اکبر دنیا اسقدر بڑی ہے کہ میری کچھ بھی حقیقت نہین اور اوسنے عہد کیا

غرور

غرور ایک ایسی شے ہے کہ اوس سے کوئی انسان خالی نہین ہے بات انسان کی ماہیت مین داخل ہے کہ وہ اپنی ذات کی طرفداری کیا کرتا ہے اور اس طرفداری سے غرور بھی پیدا ہوتا ہے لیکن نقصان جو غرور سے پیدا ہوتے ہین اونمین سے بڑا نقصان یہ ہے کہ ایک مغرور آدمی کے سب آدمی دشمن ہوجاتے ہین کیونکہ خاصہ مغرور آدمی کا یہ ہے کہ اوسکو برابری نہین پسند آتی یعنی جو شخص اوس سے برابری کا دعوی کرتا ہی اوس سے وہ بری طرح سے پیش آتا ہے اور ازبسکہ ایک مغرور آدمی سے ساری خلقت کو کچھ غرض نہین ہوتی ہے تو تمام خلقت بسبب اوسکے غرور کے اوسکو ناپسند کرنے لگتی ہے اور اونکی بڑی آرزو یہ ہوتی ہے کہ کسیطور سے مغرور آدمی کی ہتک ہو علاوہ ازین ایک اور نقصان یہ ہے کہ بسبب مغرور آدمی کے خردماغی کے اوسے اور سب خلقت دور رکھا چاہیگی اور بسبب مغروری کے کسیکی نوکری اوس سے نہین ہوسکیگی پس وہ بیکار اور نکما ہوگا جب وہ کسی مجلس مین جائیگا تو بیزار ہوگا اوسکا ہمدرد اور غمخوار کوئی نہوگا اوسکو کسی مجلس مین جاکر خوشی حاصل نہوگی کیونکہ وہ ہر جاے اپنی بزرگی ظاہر کیا چاہتا ہے اور جہان کوئی اوسکی تعظیم نکریگا وہ بیشک رنجیدہ ہوگا ایسے شخص سے برابر کی دوستی کبھی نبھہ نہین سکیگی کیونکہ وہ برابری کو ناپسند کرتا ہے بیشک اگر کوئی اوس سے ہمیشہ سامنے عجز کے پیش آوے تو اوس سے وہ خوش رہے گا لیکن ایسا بہت کم واقع ہوتا ہے پس ہر صورت مین مغرور آدمی کے واسطے حقارت اور رنج موجود ہے حقیقت یہ ہے کہ مغرور آدمی فقط اپنی ہی وجود کا دشمن ہوتا ہی کیونکہ اور لوگ

جاہل آدمی خواہ امیر ہو جاوے یا غریب ہر دو صورت مین اوسکی حالت سے
کسیکو رشک نہین آتا ہے کیونکہ صورت اولے مین وہ امیرون کی محفل مین
بار پاتا ہے اور وہان روبرو صاحب علم اور ذی استعداد آدمیونکی اسکی جہالت
خوب روشن ہو جاتی ہے جب صاحب دول بے وقوف ہوتا ہے تو اوسکا
حال خاص و عام پر خوب ظاہر ہو جاتا ہے جیسے کہ شعلہ مشعل کا جب وہ بلندی
پر ہو بہت روشن اور دور تک معلوم ہوتا ہے بہ نسبت اوسکے جب کہ وہ
زمین پر ہو۔ اور صورت ثانی مین اگر اوسکا مال جاتا رہے اور اوسکے دوست
اوس سے الگ ہو جاوین تو وہ بیچارہ جاہل مذہب اور حکمت سے کیا تسلی اور تشفی
پا سکتا ہے وہ تو اون دونون کی اول کی باتون سے بھی نہین واقف ہوتا ہے وہ
مثل ایسے ایک مسافر بحری کے ہے جسکے پاس نہ تو قطب نما ہے اور نہ چپو اسکے پاس
کوئی ایسا وسیلہ نہین ہے کہ وہ اپنی حالت کو بہتر کرے اور اپنے دلکو تشفی اور
تسلی دے سکے۔ پس ہر آدمی کو خبردار رہنا چاہیے کہ ایام طفولیت مین جب
خوب موقع ہے بدل و جان تحصیل علم مین ساعی ہو تاکہ ایام جوانی مین شان
اور عزت حاصل کر سکے اور آپ بھی اپنی محنت سے فائدہ اوٹھاوے اور اوروں
لوگون کی فائدہ رسانی کا باعث ہو جاوے اوسکو چاہیے کہ اگر کوئی مشکل پیش
آوے تو وہ اوس سے بے غم ہو جاوے اور کثرت محنت سے نہ گھبراوے
آہستہ آہستہ تمام مشکلین جاتی رہین گی اور سخت اور خاردار راستہ تحصیل علم کا
آخرکار مانند صحرائے شاداب اور سرسبز کے اور مثل باغیچہ مملو بہ اثمار لذیذ کے
ہو جاوے گا ؛

اسوقت ہم تحصیل علم کیطرف بہت متوجہ ہوسکتے ہین - خلاف اسکے اگر ایام خرد
سالی کو کھیل کود مین ضایع کرین اور جوانی مین اپنے اندر احتیاج علم کی پاکر اوسکا حاصل
کرنا چاہین تو ہم فی الواقع اوس کسان سے مشابہ ہین جو فصل پر یہ بات یاد کرتا ہے کہ مین نے
بیج بونے کے وقت کو ضایع کیا ہے اور جسوقت کہ اور لوگ فصل کاٹ کر ذخیرہ
جمع کرتے ہین اوسوقت وہ بیج بونے جاتا ہے شاید اوسکے کھیت مین کچہ سبزی
نمودکر آئے اور کچہ عرصہ کے لیے ناج بڑہنے بھی لگے لیکن افسوس ہے کہ ناج
پک جانے سے پہلے موسم سردی کا نمودار ہوجاتا ہے اور پالا اور سرد ہوا اوسکو
خراب اور برباد کردالتے ہین - ایسا ہی حال اوس شخص کا ہے جو چھوٹی عمر مین خواب
غفلت مین پڑا رہتا ہے اور تحصیل علم جوانے مین شروع کرتا ہے ہمنے یہ بات فرض
کی کہ اوسے تفکرات دنیوی بہت تھوڑی ہین اور تحصیل علم کے واسطے بہت فرصت
لیکن اس سے کیا فائدہ بیشتر اس بات کے کہ اوسے علم مین اتنا سرمایہ حاصل ہوجاوے
کہ وہ اوس سے فرہ لینے لگے اس کا سر سفید ہوجاتا ہے اوسکی بصارت گھٹ
جاتی ہے اوسکا حافظہ زائل ہوجاتا ہے اور اخیر کو پاون راحت کا قبر مین دراز
کرتا ہے - اگر اوسکو تفکرات دنیوی سے بہت فراغت نہوا ور علم
کیطرف توجہ نہ کرسکے تو اوسکی اور بھی زیادہ خراب حالت ہوگی کیونکہ جب
کبھی وہ اپنے اون ہم عمرونکے سامنے آوے گا جنھون نے اپنی خردسالی کو
تحصیل علم مین صرف کیا ہے تو اوسے ندامت اور شرمندگی اوٹھانی پڑیگی
اور اوسکی پیشانی عرق خجالت سے تر ہوجاوے گی - وہ تربیت یافتہ لوگون
کے روبرو بدین لحاظ کہ شاید اوسکی جہالت ظاہر ہوجاوے کلام نہین کرسکے گا

سے یعنے فن فصاحت اور بلاغت سیکھے یہانتک کہ اسقدر قوت پیدا کیجیے کہ جہان وہ
تقریر کرے وہان سب سننے والے اوسکی طرف متوجہ ہوجائین اب غور کرنا چاہیے
کہ ایک تو تلا آدمی اسقدر خوش تقریری کیونکر حاصل کرسکتا ہے لیکن ازبسکہ اوس مین
استقلال بدرجۂ کمال تھا اوسنے اتنی دستگاہ اس فن مین پیدا کی کہ اوسی آنک
بادشاہ اس فن کا کہتے ہین ۔ واضح ہو کہ فیلقوس جو باپ بادشاہ سکندر رومی کا تھا
ملک یونان کو اپنے قبضہ مین لایا چاہتا تھا لیکن فصیح مذکور نے ایسی ایسی تقریرین
سانے رعایاے شہر اسینہ کے کین کہ اونھون نے فیلقوس کا مقابلہ کرنے کا
ارادہ کیا چنانچہ وہ بادشاہ مذکور سے لڑے گو آخرکار اونھون نے شکست
کھائی بوقت جنگ کے جو استقلال سے کام نکلتا ہے وہ کسی اور شی سے کم نکلتا ہے اور یہ بات
سب پر روشن ہے کہ گھبراجانا نشان شکست کا ہوتا ہے اور فی الحقیقت
سپاہی وہی جو چپکا بالکل سفکر لڑا کرے اور نہین وہ جو بہت سی غل مچا کر اور بہت
سی جلدی کرکے اور گھبراکے کسی دشمن کو زیر کیا چاہتے ہین وہ کم اپنے مقصد کو پہونچتے ہین

در باب تحصیل علم کے

چھوٹی عمر اچھا زمانہ واسطے تحصیل علم کے ہے ۔ اس زمانہ مین قواے عقلی اور جسمی
سب صحیح ہوتے ہین اسوقت مین آدمی بہت محنت کرسکتا ہے اور اوسکی دلپر اون
سچی باتونکا جو وہ سوچتا ہے یا پڑہتا ہے بہت اثر ہوتا ہے ۔ اگر ہم اس زمانہ
علم تحصیل کرلین تو ہم یہ امید کرسکتے ہین کہ ہم ایک وقت مین اپنی محنت اور علم
کے ثمرہ سے مستفید ہوسکین گے ۔ علاوہ اوسکے ایام خردسالی مین انسان کا
دل افکار دنیوی سے نسبت اور زمانہ کے زیادہ آزاد ہوتا ہے اور اسی وجہ سے

بعض نیکیان بزرگتر بہ نسبت باقیونکے ہین پس ان بزرگ نیکیون مین سے استقلال
بھی ایک ہے فائدے جو اس نیکی سے انسان کے واسطے نکلتے ہین بیشمار ہین اور
بہت ظاہر ہین کوئی بات بغیر استقلال کے اچھی طرحسے عمل مین نہین آسکتی ہے
یعنے ہر بات کے عمل مین لانے مین تھوڑا بہت استقلال ضرور ہے اکثر آدمی
جانتے ہین کہ تحصیل کرنا علوم کا اونکے واسطے بہت مفید ہے اور اونکے تئین
ازروے یہ ہوتی ہے کہ کسیطرحسے وے علوم حاصل کرلین واضح ہو کہ ہمجای یہ بات
ہمنے مان لی ہے کہ ان سب آدمیونکو قابو واسطے تحصیل علوم کے حاصل ہے یعنی جو انجام
واسطے تحصیل علوم کے ضرور ہین وے تمام موجود ہین لیکن آدمیون مین سے ایسے
بہت کم ہوتے ہین جو اپنی مراد کو پہونچتے ہین پس اب ہم پوچھتے ہین کہ اسکا کیا باعث
ہے یہ عجیب بات ہے کہ سب آدمی ایک شئے کو حاصل کیا چاہتے ہین اور سبھونکو وسیلے
حاصل کرنیکا قابو مساوی ہے اور پھر بعض تو اپنی مراد کو حاصل کرتے ہین
اور اکثر اونمین سے ناامید ہوکر بیٹھ رہتے ہین تجربہ اور غور سے معلوم ہوا
کہ اسکا باعث یہ ہے کہ اونمین جو اپنی مراد کو پہونچتے ہین استقلال ہوتا ہے اور
اونمین جو ناامید ہوتے ہین وہ نہین ہوتا ہے جسا حال تحصیل علم کا ہے وہی حال ہر
قسم کے حصول کا ہے یعنی جو آرزو کوشش پر موقوف ہے وہ بغیر استقلال کے ہرگز نہین
حاصل ہوتی ہے ایک بہت خوب مثال اس بات کی کہ بذریعہ استقلال کے آدمی کیا کیا
کام کرسکتا ہے یہ ہے کہ ایک شخص نام دیموستھی نیز رہنے والا شہر اسینہ کا کہ دارالخلافہ
ملک یونان کا ہے تھا اور اومین ایک یہ عیب تھا کہ اوسکی زبان ذرا تلاتی تھی اور
کچھ اوسکا حافظہ بھی اچھا نہین تھا اس شخص نے یہ ارادہ کیا کہ کسی طرحسے علم کلام

اگر مانند ارسطو کے اونکو بھی قابو واسطے تحصیل کتب وغیرہ کے ہوتا تو شاید وہ گنوار ارسطو سے بھی سبقت لیجاتے ایک شاعر نے سچ کہا ہی کہ گنوارون اور غریبون کے ذہن اور عقل سے کون آگاہ ہوتا ہے وہ مانند اون جواہرات کے ہین جو اندر سمندر کے چھپے ہوے ہین اور انسان کی نگاہ سے پوشیدہ ہین یا وہ مانند اون خوشبودار پھولون کے ہین جو دشت لق ودق مین شگفتہ ہین اونکی خوشبو کو کون سونگتا ہی تربیت ایک ایسی شے ہے کہ وہ ورثہ مین نہین حاصل ہوتی ہے یعنی یہ بات غیر ممکن ہے کہ اگر باپ تربیت یافتہ ہو تو بیضرور اوسکا بیٹا بھی تربیت یافتہ ہی ہو یہانتک یہ بات ہر انسان پر فرض ہے کہ اچھی تربیت پانے مین کوشش بلیغ کرنے اور ہمیشہ غافلی اور کاہلی کو جانے ندے اہل یونان تربیت کے فوائد سے بہت آگاہ تھے وہ اپنے بچون اور زدونکو اچھی طرحسے تربیت کرنے مین ہمیشہ کوشش کرتے تھے چنانچہ بادشاہ فیلقوس نے جو باپ شاہنشاہ سکندر رومی کا تھا اپنے لڑکے شاہنشاہ یعنے سکندر کے واسطے تربیت کے ارسطو کو مقرر کیا اور فی الحقیقت جیسی تربیت اس حکیم اعظم فاضل سے پائی تھی وہ سب پر روشن ہی اس ساری مضمون سے یہ غرض ہے کہ یہ بات آدمیون پر فرض ہے کہ اپنے لڑکون اور بچونکو خوب اچھی طرحسے تربیت کرین اور اونھین سب علوم سکھاوین اور کرنی اس ترکیب سے آیندہ کو بہت فائدہ ہوگا ٭

استقلال

استقلال ایک بات پر قائم رہنے اور وقت مشکلات کو گوارا کرکے اوس بات کی پیروی مین جاری رہنے کو کہتے ہین۔ واضح ہو کہ بہت سی نیکیون میں سے

آرزومند ہوگا خلاف اسکے جو آدمی جاہل مطلق اور نا تربیت یافتہ ہین اونکی کلام
اور حرکات ایسے ہوتے ہین کہ اونسے ہر آدمی نفرت کرنے لگتا ہے اور
جہان ایسے شخص جاتے ہین کوئی اونکی تواضع نہین کرتا ہے بلکہ اونکی بیٹھنے
کے بھی خواہان نہین ہوتے حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالی نے سب انسانکو
تھوڑی بہت عقل اور تمیز دی ہے لیکن بعض کو اچھی تربیت ملتی ہے اور بعض
کو بالکل تربیت نہین ہوتی ہے اس باعث سے انسان مین اختلاف پڑجاتا ہے
ایک آدمی نقش ہے اور ایک چپراسی پس ان دونون مین فقط فرق یہ ہے کہ
ایک ان مین سے تربیت یافتہ اور دوسرا نا تربیت یافتہ ہے عقل جو انسان مین پائی
جاتی ہے وہ مانند ایک پتھر سنگ مرمر کے جو کان مین مٹی سے آلودہ پایا جاتا ہے اور
تربیت مانند اوس کاریگر کے ہے کہ جو پتھر کو نکالکر صاف اور درست کیا کرتا ہے
جبتک سنگ مرمر کو کاریگر مذکور کان مین سے نکالکر صاف نہین کرتا ہے تبتک
خوبصورتی اور رونق سنگ مرمر کی کھان ظاہر ہوتی ہے اسیطور سے جبتک
کہ آدمی کو تربیت نہین ہوتی ہے اوسوقت تک عقل اور صفات جبلی جو اللہ تعالے
نے اوسے بخشے ہین ظاہر نہین ہوتے ہین ممکن ہے کہ ہزارہا گنوار اور بہائی
ایسے گذرے ہون کہ اونکو خدا تعالے نے اوسی قدر ذہن اور عقل بخشی ہو جیسی کہ
حکیم ارسطو کو حاصل تھی اب کوئی پوچھے کیون حکیم ارسطو نامی حکیم ہوا اور گنوار مذکور
حالت جہالت ہی مین مرگئے اور نام و نشان بھی نہین رہا اسکا جواب فقط یہ ہے
کہ ارسطو کو تربیت ہوئی تھی اور اونکو نہین ہوئی ارسطو نے کتب اور تصنیفات
حکماے گذشتہ کو ملاحظہ کیا اور گنوارندکو کشتکاری کرتے کرتے مرگئے

ایسے ایسے کام کرین کہ وہ نیک نام مشہور ہوجائین لڑکونکو یہ خیال نکرنا چاہیے کہ
ہمارے افعال کو ہماری طفولیت کا خیال کرکے آدمی معاف کردین گے یہ
خیال اونکا نہایت خام اور غلط ہے اونکو خیال رکھنا چاہیے کہ جب ایک
بدنامی حاصل ہوتی ہے تو اوسکا دور ہونا بعد ازان قریب قریب غیر ممکن ہوجاتا ہے
یہ قاعدہ اس جہان مین مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ جو آدمی نیک کام کرتے ہین
اونکا کوئی خیال نہین کرتا اور یہ کم ہوتا ہے کہ اونکے افعال نیک کا ذکر زبان پر آتا ہے
لیکن جہان کوئی برا کام کسی آدمی سے سرزد ہوتا ہے تو تمام اوسکے ہمسر اور جان پہچان
اور اور لوگ اوسکا چرچا کرتے ہین پس اب معلوم ہوا کہ ہر انسان کوئی ایسی
بات کرنی چاہیے جس سے وہ نیکنام ہوجاے ٭

اچھی تربیت کے فوائد کے بیان مین

واضح ہو کہ اچھی تربیت سے فقط یہ مراد نہین ہے کہ آدمی لکھنا اور پڑھنا خط وغیرہ
کا سیکھ جاوے بلکہ اوس سے مراد وہ عقل اور شعور اور استعداد کی ہے جو بہ سبب
تحصیل کتب فاضلون اور حکما سے اور صحبت عاقلون اور عالمون کی ہم حاصل
ہوتی ہے پس جب یہ مراد ہوئی تربیت سے تو جو آدمی اپنے تئین جاہل اور
ناخواندہ سے بزرگی دیا چاہے اوسے لازم ہے کہ حاصل کرنے اچھی تربیت
مین کوشش کرے اگر اس دنیا مین ہم خلقت کو مشاہدہ کرین تو ہمین یہ بات
دریافت ہوگی کہ گو اچھی تربیت یافتون کو دولت حاصل نہو لیکن اسمین شک نہین
کہ اونکی ہر جاے عزت و تعظیم کیجاوے گی جو آدمی اوس سے کلام کرے گا اوسے
اوسکی خوش اخلاقی اور علمیت کو دیکھکر اوس سے بہت خوش ہوگا اور اوسکی صحبت کا

انسان کیساہی بد اور کینہ ہو پھر بھی اوسکے دلمین ایک محبت اور ادب واسطے
نیکی کے ہوتا ہے کیساہی بُرا آدمی ہو پھر بھی وہ اپنے کاروبار مین اوسی آدمی کا اعتبار
اور اعتماد کرے گا جو نیک نام ہے یعنے جسکی خصلت پر ابتک کوئی داغ بدنامی
کا نہین لگا ہے مثلاً جسوقت ہم کسی عطار یا حکیم یا صلاح کار یا وکیل کے خواہشمند
ہوتے ہین ہم ہمیشہ اوسکی خصلت کو اول دریافت کرتے ہین اور جو آدمی ان
پیشون مین نہایت نیک نام مشہور ہوتا ہے اوسی پر اعتبار کرتے ہین
جس سوداگر سے ہم کچھ شے خریدتے ہین ہم ہمیشہ اول اوسکی خصلت کو دیکھتے
ہین اور بعد ازان اوس سے معاملہ کرتے ہین الغرض نیکنامی اسقدر مفید اور ضرور
ہے کہ جو شخص کسی آدمی کو نوکر رکھا چاہتا ہے وہ ہمیشہ یہ پوچھا کرتا ہے کہ تیرے پاس
کوئی نیکنامی کی چٹھی یا پروانہ ہے یا نہین اور تونے کہین اور بھی نوکری کی ہے
یا نہین پس جب یہ ضرورت واسطے نیکنامی کے ہے تو لازم ہے کہ ہر آدمی
اپنی نیکنامی کے حاصل کرنے مین کوشش کرے اور کبھی کوئی ایسا کام
نہ کرے کہ اوس سے کوئی داغ بدخلقی کا لگے کیونکہ جب ایکدفعہ کسی آدمی کی بُرائی
مشہور ہوجاتی ہے تو پھر اوسکا دور کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے یہانتک کہ ایک
بدکام کرنے سے جو بدنامی حاصل ہوتی ہے وہ ہزار نیک کام کرنے سے نہین مٹتی
ہے اکثر انسان ایسے ہین کہ وہ اور ونکی برائی مشہور کرنے مین بہت خوشی
حاصل کرتے ہین تو معلوم ہوا کہ اس باعث سے بُرے کام زیادہ مشہور ہوجاتے ہین
بہ نسبت اچھے کامون کے لڑکے جنکی خصلت اب تک کچھ مقرر نہین ہوئی ہے
یعنے اب تک نہ تو وہ برے اور نہ اچھے مشہور ہین اونھین لازم ہے کہ

اس امر کے گوش زد ہونیسے حمید نے اپنی درخواست پر لعنت کی اور زمین پر شیرہ بیچ کھاکر کہا کہ کیون مین نے ایسی نعمت عظمیٰ نہین طلب کی اور اپنے تئین ایسی برکت نامتناہی سے محروم رکھا وہ اس خیال ہی مین تھا کہ وجود مہربان نے کہا کہ اے بے فکر اور بے وقوف آدمی ذرا تحمل کر اور حد اعتدال سے نہ گذر وہ شے جس سے تو فائدہ نہین حاصل کر سکتا تیرے حق مین کسی کام کی نہین ہے اور تیری احتیاج حمید کی ضرورت سے کیونکر زیادہ ہوگئی رشید نے فوائد کثیرہ سے جو اوسکو دریاے گنگ سے حاصل ہوتے خوش ہوکر اور یہ خیال کرکے کہ میرے سامنے حمید کیا غریب اور ناچیز ہوگا پھر وہی درخواست کی یہ سنکر وجود مہربان دریا کی طرف گیا اور دونو دہقان منتظر رہے جس حالین کہ رشید اپنے ہمیشہ کے حال کو بنظر حقارت دیکھ رہا تھا اور اوسکی کم حوصلگی پر لعن اور نفرین کرتا تھا انھون نے یکایک آواز دریا کے زور کی سنی اور دیکھا کہ گنگ اپنے کنارونکو کاٹ کر انکی طرف آتا ہے رشید کے کھیتون مین طغیانی پانی کی ہوگئی اور تمام اوسکے مکانات بسبب صدمات آب کے منہدم ہوے اوسکے مویشی غرق اور وہ خود پائمال امواج ہوکر ایک مگرمچھ کا لقمہ ہوا اور داغ حصول فوائد کا جو اسنے اپنی درخواست بے معنی مین سوچی تھی لیکر راہی ملک عدم ہوا ۔

فوائد نیکنامی کے بیان مین

واضح ہو کہ جو آدمی عزت اور دولت حاصل کرنے کی آرزو رکھتے ہون اون پر فقط یہی بات لازم نہین ہے کہ اونمین چالاکی اور علم ہو بلکہ جسقدر یہ باتین ضرور ہین اوسیقدر یہ بھی ضرور ہے کہ وہ نیکنام ہون اور اسکا باعث یہ ہے کہ گو

گھاٹی مین ہوکر انکے نزدیک آتا تھا بروقت قریب آنے اس شخص کے انکی بدبین
رعشہ پڑگیا اور وہ چاہتے تھے کہ یہان کسی اوطرف چلے جاوین کہ اس حال مین
شخص مذکور نے باآواز نرم کہا کہ اے پیدائش خاکی مجکو چھوڑکر راہ فرار نہ پکڑو
کیونکہ مین تمیز بخشش کرنے آیا ہون جس سے تم بسبب اپنی بیوقوفی کے فائدہ نہین
اوٹھاتے تمنے درخواست پانی کی کی ہی اور مین تمکو پانی دونگا اب تم مجھی بتلاؤ کہ
کتنی مقدار سے تم راضی ہوگے غور اور تامل سے درخواست کرو اور خیال کرو کہ بروقت
حاصل ہونے کسی شی کے اوسکی زیادتی سے ویسے ہی نقصان نکلتے ہین جیسے کہ اوسکی
احتیاج سے جس حال مین کہ تمکو تکلیف تشنگی کی یاد ہے تم نقصان جسم کے جو بروقت
زیادتی پانی کے ظہور مین آتا ہے صفحہ دل سے فراموش نہ کرو ای حمید تو مجکو
اپنی خواہش سے واقف کر حمید نے جواب دیا کہ اے مہربان اور رحیم وجود تو
مجکو واسطے اوس سرایسگی اور پریشانی کے جو مجھپر عائد ہے معاف کر اور میری درخواست
قبول کر۔ مین درخواست ایک چشمہ کی کرتا ہون جو ایام گرما مین خشک نہو اور ایام
سرما مین رود بطغیانی نہ لاوے مہربان وجود نے اسکی استدعا قبول کی اور
ایک لکڑی سی جو اوسکے ہاتھ مین تھی اپنے پاؤنکے نزدیک زمین کھودی اور وہانسے
ایک چشمہ نکل آیا اور اوسکے سبب سے اردگرد کی زمین مین سیرابی آگئی اور گلہاے
متنوعہ از سر نو خوشبو دینے لگے اشجار نے لباس مرون برگ پہنا اور گروہ وحوش
نے اپنی تشنگی رفع کی بعد ازین رشید کی طرف متوجہ ہوکر اوسنے کہا کہ اب
تو اپنی درخواست پیش کر اس سادہ لوح پیغمبر نے عرض کی کہ آپ میری زمین
مین دریاے گنگ کو مع تمام جانورون کے جو اس مین رہتے ہین لاؤ

حاصل ہین اور جنکے برابر کوئی فائدہ پائدار نہین ہوسکتا درصورت زیادہ ہونے کے
فقط اعتدال سے باعث رنج وملال اوس شخص کے ہوتے ہین جسکو وہ حاصل ہین
تندرستی اور جالاکی اور صحت بدن واسطے حاصل کرنے آرام اور ادا کرنی فرائض کے
بہت ضروری ہین لیکن یہ بھی فوائد بعض اوقات اون لوگونکو موجب آرام کے نہین ہوتے
ہین جنکو وہ بدرجہ کمال اور زیادہ اعتدال سے حاصل ہین وہ لوگ جو بیمارونکو
اکثر دیکھتے ہین اس بات کو پاوینگے کہ بیماری ان لوگونکو اکثر حاصل ہوتی ہے جو
اپنی طاقت اور صحت بدن پر تکیہ کرکے غیر معتدل باتین ظہور مین لاتے ہین
مثلاً خوراک واسطے حیات وآرام انسان کے ضروری ہے لیکن اگر اسکو بہت
زیادہ استعمال مین لاوین تو وہ باعث مضرت اور نقصان کمال کا ہوویگی اور
بجاے حاصل ہونے فوائد کے اسے بیماری اور رنج پیدا ہونگے اس مقام پر
مجکو ایک نقل یاد آئی اور اوس سے فوائد اعتدال کے خوب معلوم ہوتے ہین
جس زمانے مین کہ ہندوستان مین خشک سالی کا بڑا غلبہ تھا اور اسکے سبب ان
بسبب تمازت آفتاب اور احتیاج آب کے گرمی دوزخ سے یاد دلاتے تھے
دو دہقان سے رشید اور حمید اپنے کھیتونکی سرحد پر کھڑے تھے اور اونکے گرد گروہ
مویشیون کے زیادتی تشنگی سے ہانپ رہے تھے اس حالت تکلیف کمال مین انھون
نے جناب باری مین پانی کی درخواست کی ناگاہ ہوا جو بیشتر شعلۂ آتش کا حکم
رکھتی تھی سرد ہوگئی اور جانورون نے چھہہ شروع کیا اور ہر ایک مویشی اپنی اپنی
بولی بولنے لگا ایسے تغیرات غیر مترصدہ سے متعجب اور متحیر ہوکر رشید وحمید
ہر چہار طرف دیکھنے لگے اور اونکی نگاہ یک بارگی وجود بدلی جو نزدیک گئی

راحت و آرام کو کھوتا ہے اور بیچارہ محنتی مزدور کی روٹی کما کھانے کے اسباب کو
کر ڈالتا ہے فضول خرچ آخرکار مفلس ہو جاتا ہے اسکی نیک نامی جاتی رہتی ہے
اور سب کے نزدیک ذلیل و خوار ہو جاتا ہے اوسکی اولاد باآسایش پرورش اور تربیت
نہین پاتی اوسکے گھر مین بڑی بے بندوبستی ہو جاتی ہے اور سارا گھر ایک تماشا گاہ
افلاس اور بدبختی کا ہو جاتا ہے ایسے لوگونکے حال کے دیکھنے سے چوانے روپیہ
کو بسبب ضعیف العقل کے اخراجات فضولی مین صرف کرتے ہین اور آخیر کو
مفلس ہو جاتے ہین کنارہ رحم آتا ہے جب ایک شخص بسبب فضول خرچی کے مفلس ہو جاویگا
وہ یا تو گدائی کرے گا یا چوری ہر دو صورت مین اسپر بدنامی حاصل ہوگی اور
وہ اپنے ہمسر و نکی آنکھ مین بیوقار ہو جاوے گا جب فضول خرچ پر افلاس آجاتا ہے
تو اونکے تمام خام خیالیان جاتی رہتی ہین اور قوانین ایسے لوگونکو مدرسۂ مفلسی مین
تربیت دیکر سبق کفایت شعاری سکھاتے ہین ٭

بیان اعتدال کے فوائد کا

یہ مقولہ ایک یونانی حکیم کا ہے کہ اعتدال سب چیزونسے بہتر ہے مدت سے ایک
عقیدۂ عام مقبول کیا گیا ہے اور وہ دنیا کی تمام باتونکی شانین صادق آتا ہے تجربہ
تمام ہا اونکا اس امر کا ہوا ہے کہ کسی شے سے کیسی ہی خوش آیند اور دلفریب
وہ ہووے سوائے خاص صورتون اور حدود معینہ کے امن کے ساتھ فائدہ
اور بہرہ نہین لیا جاتا ہے جب تک کہ انسان ان حدود مین سے فائدہ
اوٹھاوے گا تب تک تو وہ محفوظ اور باامن رہیگا اور جہان اس سے آگے
بڑھے گا وہین وہ نقصان اور تکالیف کا مورد ہو دیگا و فوائد بھی جو قدرت کیطرف سے

واضح ہو کہ غرض ہماری کفایت شعاری سے کنجوسی نہین ہے کنجوسی ایک قسم کی
برائی ہے اور کفایت شعاری ایک قسم کی نیکی ہے کفایت سے ہماری غرض یہ ہے
کہ جتنا مال صرف کرنے کی ضرورت ہو اوتنا ہی صرف کرے اوس سے کم اور نہ زیادہ
اپنے کامونکو ایسے طور پر انجام دینا چاہیے کہ جہان تک ممکن ہو تھوڑی خرچ کرنیسے بہت
فائدہ حاصل ہو اگر ایک آدمی چار گرہ کپڑے کے واسطے اپنا انگرکھہ تنگ کرڈالے
وہ اتنا ہی بے وقوف ہے جتنا کہ وہ شخص جو چار گرہ زیادہ خریدتا ہے اور اوسے خراب
کردیتا ہے اکثر اس بنا کے آدمی فرماتے ہین کہ فضول خرچ خوب ہے اوسکی خوبی
نیت ہے وہ ایسا فیاض ہے کہ اوسکے نزدیک سیکڑون روپیہ کچھ قدر نہین رکھتے
وہ یہ بھی کہا کرتے ہین کہ ایسے لوگونکے سبب سے بہت آدمی پرورش پاتے ہین
خلاف اسکے فلانا تو بڑا کنجوس ہے وہ تو کوڑی کوڑی جمع کرتا ہے اوسکے مجاز
کسکو فائدہ ہوتا ہے دیکھنا چاہیے کہ یہ کیسی غلط اور قیاسی باتین ہین فضول خرچ
کے مال سے بہت تھوڑے آدمیونکو فائدہ ہوتا ہے وہ تو اپنے روپیہ کو بیکار
کامونمین ضائع کرتا ہے اوسکے سرمایہ سے چند سست اور کم محنتی آدمی پرورش پاتے ہین
لیکن خلاف اوسکے کفایت شعار آدمی کے مال سے بیچارہ محنتی اور نیک نیت مردونکو فائدہ
ہوتا ہے کیونکہ کفایت شعار آدمی اپنے روپیہ کو صندوقون مین بند کر رکھیگا وہ یا تو اپنے آپ کسی کام مین لگاوے گا یا کسی کارخانہ والے یا کسی محنتی آدمی
کو قرض دیوے گا ہر دو صورت مین بہت مزدور اوسکے مال سے روٹی کما
کھاوینگے اگرچہ بنظر غور سے دیکھین تو فضول خرچی مین بہت سے نقصان ہین
کہ فضول خرچ آدمی اپنا مال بیفائدہ کامونمین صرف کرتا ہے وہ اپنے وسیلے

اور یہ حال ہوگا کہ جب تک اوسکے ہاتھ پیر چلتے رہینگے تب تک وہ روٹی کما کھاویگا
لیکن بڑھاپے مین نوبت گدائی کی پہونچیگی اور اوسوقت طبیعت کو کتنا کچھ رنج
حاصل ہوگا بعض وقت ایسا دیکھنے مین آتا ہے کہ اولاد ناخلف نکلتی ہے اور اپنے
بزرگونکی پرورش اور نازبرداری بہت بیزاری اور حقارت کے ساتھ کرتی
ہے ایسی صورت مین بے سرمایہ والے بزرگونکو اپنی اولاد ناخلف کے مدارات
سے کتنا کچھ رنج حاصل ہوگا اور اپنی پہلے کی فضولی پر کتنا افسوس آویگا اس ملک
مین اکثر اہل قلم کا یہ مقولہ ہے کہ اے صاحب یہی خوب ہے کہ ساری عمر نوکری کرتے
رہین لیکن دیکھنا چاہیے کہ یہ کیا بیوقوفی ہے نوکری بھی ایک قسم کی غلامی ہے
آدمی ایام خدمت گذاری مین بالکل خاوند کی مرضی پر رہتا ہے اوسے ہرطور کی آزادی
نہین حاصل ہوتی اور تمام عمر ایک شخص کا غلام رہنا بڑی خرابی ہے اس غلامی سے
جہان تک ہوسکے جلد رہائی پانی چاہیے آدمی کو یہ نہین خیال کرنا چاہیے کہ اپنی ساری
عمر عزیز کو غلامی مین بسر کردون اوسی یہ بھی خیال کرنا چاہیے کہ انسان کے ذمہ اور
بھی بہت سے کام ہین جنکا کرنا باعث نجات عقبے اور نیک نامی اور خرمی
اپنی ذات کی ہوتی ہے لیکن اگر وہ ہمیشہ روٹی کی فکر مین پڑا رہے تو
ان باتون کی طرف بہت توجہ نہین کرسکتا بس اس صورت مین اوسے
چاہیے کہ اوائل عمر مین بہت محنت کرے اور اپنے اخراجات مین کفایت
رکھے تاکہ جلد اسکے پاس سرمایہ جمع ہوجاوے اور وہ نوکری کی غلامی سے آزاد ہوکر
اپنے دل اور توجہ کو اور عمدہ کامون کیطرف مصروف کرے اور اپنی باقی حیات
کو عبادت معبود اور فائدہ رسانی خلق مین جو بڑی خدا پرستی ہے صرف کرے

حقیقت کہی کہ اس شاہنشاہ بونا پارٹ کے برابر بہادر اور نامی شاہنشاہ اج تک کوئی
ملک فرنگستان مین نہین ہوا ہے لیکن کیسا ہی کوئی شخص بہادر یا اچھا ہو پھر بھی
یہ دنیا ایسی ہے کہ کسیکو ایک طرح پر نہین رہنے دیتی ہے اور ہمیشہ اسمین انقلاب
ہوتا رہتا ہی اخیر کو وہ شاہنشاہ مذکور انگریزون سے لڑا اور شکست پائی اور انگریزون
نے اوسے قید کیا اور وہ بعد چند برس کی قید ہی مین مر گیا اب اس مقام پر
ذرا عقل کو کام فرمانا چاہیے کہ کسقدر خلقت خدا کی کو اور خود بلند نظر شخص کو نقصان
پہونچ سکتا ہے حاصل کلام کا ہمارے یہ ہے کہ خواہ غریب یا امیر کوئی شخص ہو
اوسے درجۂ اعتدال سے زیادہ کوئی بات نہ کرنی چاہیے ورنہ بیشک انجام
اوسکا بُرا ہوگا ٭

کفایت شعاری

آدمی روز ولادت سے روز وفات تک اپنے قوا اور ہوش حواس مین ہمیشہ
صحیح اور سالم نہین رہتا ایام طفلی مین وہ محض بیکس ہوتا ہے اندنو نین وہ اور لوگونکی
محنت سے پرورش پاتا ہے اور بعد گذر جانے جوانی اسکے اعضا کم روز ہونے لگتے ہین
اور یہانتک نوبت پہونچتی ہے کہ اس سے ذرا بھی محنت نہین ہوسکتی ہی اس
زمانہ مین اگر اسکے پاس سرمایہ نہو تو ضرور ہے کہ وہ اپنی اولاد پر واسطے پرورش کے
بھروسا کرے اسوقت وہ بالکل اونکے رحم مین ہوگا اور جسطرح وہ اوس سے
پیش آوینگے وہ اوسی سہنا پڑیگا کیا خوب بات ہو اگر وہ اپنے ایام جوانی مین کفایت پر
نظر رکھے اور اپنی آمدنی سے پس انداز رکھتا جاوے تاکہ ایام پیری مین کسی کا محتاج
نہو اگر ایک آدمی جتنی کہ آمدنی ہو اتنا ہی خرچ رکھے تو اوسکے پاس ہرگز کچھ نہین بچیگا

اسقدر برف پڑتی تھی کہ اوس موسم مین سفر کرنا غیر ممکن ہی لیکن بونا پارٹ
بسبب اپنی بلند نظری کے یہ گوارا نہ کرسکا کہ شاہنشاہ روس اوس سے سرکش رہی اور فرمان
بردار نہ ہوجاے خاص موسم سرما مین بونا پارٹ نے لاکھون فوج جمع کرکے ملک
روس کی سرحد کیطرف کوچ کیا متواتر کئی لڑائیون مین فوج روس کو شکست فاش دی
اور شاہنشاہ کو مغلوب کیا پھر بھی اوسے صبر نہ آیا اوسنے چاہا کہ مین خاص ملک روس کی
دار الخلافہ کو جالون جب شاہنشاہ روس اس ارادہ بونا پارٹ سے آگاہ ہوا اوسنے
اپنی ساری رعایا کو حکم دیا کہ کوئی شے قسم ایندھن مین سے جو جلسکے کہین نچھوڑو پھونکو
اور مکانون شہر ونکو اوتار ڈالو اور ملک کو ویران کردو تاکہ جب فوج بونا پارٹ کی آوے
اونھین نہ تو کھانا ملے اور نہ لکڑی وغیرہ جس سے آگ پیدا ہوجاے اور گرمی حاصل
ہو چنانچہ خاص شہر موس کو جو دار الخلافہ ملک روس کا تھا اوسکو رسیونے بموجب
حکم اپنے شاہنشاہ کے مسمار اور پائمال کردیا اور لکڑی بلکہ ایک تنکی کو وہان نام نہ رکھا
جب فوج بونا پارٹ کی وہان گذری وہ ماری سردی کے تباہ ہوگئی اور دیہاتیون
نے اونکے اسباب کو لوٹا اور قتل کیا اس ترکیب سے قریب کئی لاکھ آدمی بونا پارٹ کے
مارے گئے اب غور کرنا چاہیے کہ اگر بونا پارٹ اسقدر گوارا کرتا کہ شاہ روس کو اپنی
حکومت سے آزاد رہنے دون تو یہ غضب اور حادثہ کیون واقع ہوتا اخیر نتیجہ اس
مہم اور زیادتی بلند نظری کا یہ ہوا کہ شاہنشاہ بونا پارٹ خود مع باقی فوج کے ملک
ویران روسیہ مین سے بھاگ گیا اور ہزار دشواری سے وہ اپنے ملک فرانس مین
پہونچا لیکن باوجود اس وقت وخواری کے پھر بھی اوسنے اپنی بلند نظری کو جاری
رکھا اور لڑتا رہا اور اکثر بادشاہون اور سلطنتونکو اوسنے خاک مین ملادیا۔

ویرانی کے اور کوئی شے بنائی جاتی تھی اور یہ ویرانی گویا نشانی اوسکی عضبناک کی
کی تھی پس اس مقام پر غور کرو کہ اس بادشاہ کی بلند نظری سے عوام لوگونکو کتنا
نقصان پہونچا تھا علاوہ اسکے کہ ایک شخص کی بلند نظری سے نقصان عوام کو پہونچے
بلند نظری سے خود بلند نظرونکو بھی نقصان پیدا ہوتے ہین اکثر سلطنتین صرف
اسیواسطے بگڑ گئی ہین کہ وہانکے بادشاہ بہت بلند نظر ہوے ہین اورنگ زیب جسکو عالمگیر
کہتے ہین ایک بڑا مشہور بادشاہ خاندان تیموری مین سے گذرا ہے اوسکو یہ بلند
نظری تھی کہ کسیطور سے ساری رئیس دکن کے اوسکے فرمان بردار ہوجائین
چنانچہ اوسنے بہت سال مہم دکن مین رکھی اور لاکھون آدمی تلف ہوے اور
بیشمار روپیہ صرف ہوا اور اس ترکیب سے بنیاد بربادی سلطنت اوسکی کی گئی
اور زوال خاندان تیموری کا ہونا شروع ہوا اگر یہ بادشاہ اسقدر بلند نظر نہوتا
اور دکن کی تسخیر مین اسقدر کوشش نکرتا بلکہ بجاے مہم کرنیکے اپنی سلطنت ہندوستان
انتظام مین مصروف رہتا تو علاوہ آرام اپنی رعایا کے خاندان تیموری کو اسقدر
جلد زوال نہوتا ایک اور مثال بلند نظری کے نقصانون کی اور لکھی جاتی ہے کہ جو جو مصیبت
اور رنج خلق خدا کو بسبب بلند نظری کے نازل ہوتے ہین واضح ہو کہ بونا پارٹ
ایک افسر توپخانہ اہل فرانس کا تھا لیکن اسکے دلمین بلند نظری زیادہ از حد تھی وہ ترقی
بتدریج افسر کل فوج کا ہوگیا اور اخیر کو بادشاہ سارے ملک کا ہوگیا بعد ازان اوسنے اور
بادشاہونکے ملکون پر مہم کی اور بہت سی لڑائیان جنمین نہایت کشت وخون ہوا
فتح کین اور بلند نظری کو جاری رکھا واضح ہو کہ ملک روس مین نہایت سردی
ہوتی ہے اور خصوصاً موسم سرما مین تو وہان آدمی کا گذارا نہایت مشکل ہوجاتا ہے

اور فاضل ایسی ایسی مشکل کتابین لکھ گئے ہین کہ اونکے مطالعہ سے آدمی نہایت محظوظ
اور مستفید ہوتے ہین پس اگر اونمین بلند نظری نہ ہوتی تو اونسے ایسی محنت اور
مشقت کے کام کیونکر ہو سکتے اگر وہ یہ خیال کرتے کہ کیا ضرور ہے ناحق محنت اور
مشقت اوٹھائین بطف یہی ہے کہ اپنی زندگی کو آرام مین گذارین تو یہ کتابین
علمیہ کہان ہوتین اور نام اونکا کیونکر قائم رہتا بلند نظری سپاہیونکو جانسے بیزار کرکے
ہے صرف اسواسطے کہ عہدہ کی ترقی ہو اور اور آدمیونسے زیادہ شجاع تصور کیے
جائین سپاہی فرقہ کے آدمی اپنی زندگی کو ناچیز تصور کرتے ہین اور بالکل بیباک
ہوجاتے ہین اور توپ کے منہ مین گھس جاتے ہین صرف اسیواسطے کہ عہدہ ملے
اور نام رہے اب ہمنے یہانتک خاص اوس بلند نظری کی تعریف کی ہے جو سانہ اعتدال
کے ہوتی ہے لیکن جب بلند نظری بے اعتدالی کی سانہ ہوتی ہے اوس سے بہت
نقصان واسطے خلق کے متصور ہوتا ہے بہت سے ایسے بادشاہ گذرے ہین
کہ وہ اسقدر بلند نظر تھے کہ وہ خیال کیا کرتے تھے کہ کوئی بادشاہ اس جہان مین
ایسا نہ ہے کہ جو ہماری فرمان برداری نکرے پس دیکھیے کہ اس سے کسقدر نقصان
خلق خدا کو ہوے چنگیز خان ایک بڑا شاہنشاہ قوم تاتار مین سے گذرا ہے
اوسنے بہت سے ملک فتح کیے اور چین اور روس اور ایران کو اوسنے پامال
کیا اور جس شہر کو اوسنے فتح کیا اوسکا نام و نشان باقی نہ رکھا باعث اسکا یہی
کہ وہ بلند نظر تھا اور یہ خیال کیا کرتا کہ شاید شہر میرے فتح کیے ہوے مین پھر فتنہ
پیدا ہوجاوے اوسکا نام و نشان باقی نہ رکھا چنانچہ ایک مورخ لکھتا ہے
کہ جس رستہ کو لشکر اس بادشاہ کا گذرتا وہان سیکڑون کوسون تک سوائے

کہ ایک بیچارہ مصیبت زیادہ نادان کو اپنی ہمدردی اور مروت سے راہ پر لایا اور اپنی صلاح سے اوسکو نزدیک خدا کے بھی عزیز کیا اور اس دنیا مین بھی ٭

ہر انسان کو لازم ہے کہ مروت اور ہمدردی کو اپنے دلمین جگہ دے اور ہر ایک آدمی کے درد کا شریک ہووے اور مصیبت زدہ انسان کو ہمدردی اور مروت سے اوسکو تشفی دے اور اچھی اچھی باتین سکھا دے تاکہ وہ ہمدرد شخص نیکنام ہو جاوے اور خدا بھی اوسکو پسند کرے ٭

بلند نظری کے بیان مین

واضح ہو کہ بلند نظری اعتدال کے ساتھ ایک بہت خوب بات ہے اسکے ذریعے سے انسان بہت کوشش کرتے ہین اگر انسانمین بلند نظری بالکل نہوتی تو اونمین جو جو کارنمایان ہوے تھے وہ کبھی ظہور مین نہ آتے اگر روٹی کھاکر اور پانی پیکر انسانکو خیال دوسری بات کا نہوتا اور وہ نہایت دلجمعی اور خوشی سے اپنی ساری عمر کو گذار دیتا تو اج کے دن جو جو بڑی بڑی باتین اس دنیا مین مشاہدہ کیجاتی ہین اور کی گئی ہین وہ کہان ہوتین جس جا پر آج جامع مسجد شان و شوکت سے کھڑی ہوئی ہے وہان شاید دو چار ٹوٹے پھوٹے جھونپڑے ہوتے اگر شاہجہان کو یہ خیال ہوتا کہ عبادت جنگل اور ویرانمین بھی ہو سکتی پس کیا ضرور ہے کہ ناحق اسقدر خرچ اور بکھیڑا کرکے ایک ایسا مکان بنوانا چاہیے انسان کے دلمین یہ بڑی آرزو ہوتی ہے کہ مین تمسیط حسی اور انسانون پر بزرگی حاصل کرون اور بعد میرے مرنے کے میری عالی حوصلگی اور میری عقل کی علامتین باقی رہین اور مجھ خلقت آیندہ یاد رکھے اکثر حکما اور عالم

روزمرہ کے خرچ کے موافق رکھکر کفایت شعاری سے گذران کی اور یہ طریقہ رکھا کہ ہر روز مسجد مین جاکر نماز پڑہا کرتا اور نصیحتین پیغمبر کی سنا کرتا لیکن باوجود اس نیک چلنی کے خلقت مجھسے رنجیدہ رہتی اور مجھپر طعنہ زنی کرتی ہی کوئی مجھکو جوسر کہتا ہے اور کوئی دنیا کا کتا یہانتک کہ میری ساری خوشی جاتی رہی اور میرا دل پریشان ہوا اور مین اپنے شہر اور گھربار کو چھوڑکر اس جنگل مین آن بیٹھا ہون اور پریشان ہون کہ کیا کرون یہ سب ماجرا سنکر عبدومر نے کہا کہ اے مردان تو نے بڑی غلطی کی یہ تو سچ ہی کہ فضول خرچی کرنا اور عیش و عشرت اس دنیا سی بیخبا بڑی بی کی بات ہی لیکن احمد نے دولت اسواسطے نہین بخشی ہے کہ اوسکو تو زمین مین دفن کرے اور نہ تو اوسے اچھی طرح اپنے کام مین لاوے اور نہ بندون خدا کی کو اوس سے مدد کرے مردان نے کہا تو مین کیا کرون عبدومر نے جواب دیا کہ صبح ہوتی ہی تو اپنے گھر کی طرف کوچ کر اور جہان تیری دولت دفن ہے اوسی کھود کر نکال اور محتاجونکو بخش اور جو مصیبت زدہ تیرے دروازے پر آوین اونسے سوال کرین اونھین مایوس نجانے دے اور اونکا خاوند اور مربی بن اور اس طرح سے بہتیری تجھے خوشی اس جہان مین بھی اور جہان دوسرے مین حاصل ہوگی یہ نصیحت عبدومر کی دلمین رکھکر مردان اپنے گھر کیطرف چلا اور جو جو عبدومر نے کہا تھا وہی کیا اور جب اوسے فائدہ دولت کا معلوم ہوا اور نیکنامی حاصل کی اپنے دم اخیر تک عبدومر کو دعا کرتا رہا۔ اب انسان کو یہانسے ذرا غور کرنا لازم ہے کہ ہمدردی اور مروت سے کتنا بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے عبدومر کی مروت اور ہمدردی پر صدہا آفرین کرنی چاہیے کہ اوسنے کتنا بڑا کام کیا

یاد آئی اور وہ لائق اطلاع ناظرین کے ہے قریب شہر بصرہ کے ایک شخص مرد
نیک عبد و مرنامی رہا کرتا تھا اور اوسمین ہمدردی اور مروت بدرجۂ کمال
تھی وہ ایکدن جنگل کو نکل گیا اور آسمان اور زمین قدرت اللہ کی کو مشاہدہ کرتا ہوا
جیل قدمی کرتا تھا یکایک آواز کھڑکھڑانے کی درختون کی بیچ مین سے آئی عبد و مر اسکا
باعث دریافت کرنے کے لیے اوس سمت کو جہانسے آواز کھڑکھڑانے کی آئی تھی گیا
اور دیکھا کہ ایک آدمی لاغر ننگے سر ایک جاے بیٹھا ہوا ہے اور اوسکی آنکھین زمین کیطرف
لگی ہوئی ہین اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی شی کا متلاشی ہے لیکن اوس
شے کے حاصل ہونے کی اوسی مایوسی ہے اوسکے چہرہ پر مصیبت اور رنج اوسکے
دل کا ظاہر تھا اور مانند ایک گمراہ آدمی کے وہان چپکا بیٹھا تھا عبد و مر
اُس آدمی کو اسطور سے رنجیدہ دیکھکر اوسکے نزدیک گیا اور پوچھا کہ اے بی آدم
تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے اس سوال کا جواب اوس مغموم شخص نے
کچھ ندیا اور ذرا آنکھین اوٹھاکر اور عبد و مر کیطرف دیکھکر پھر آنکھین نیچی کرلین
اسپر عبد و مر نے کہا کہ اے آدمی کیا کوئی ایسا بیٹون آدم مین سے نہین ہے
کہ تیرے رنج کو دور کرسکے کہ تو میرے سوال کا جواب نہین دیتا ہے اگر کوئی
دوا اوسطے رنج تیرے دلکے ہو تو مجھے بتا کہ وہ کیا ہے اور کہان ہے کہ اوسے
حاضر کرون بعد اسکے بیچارے نے جواب دیا کہ میرا نام مردان ہے اور میرا باپ
ایک بڑا سوداگر شہر بصرہ مین تھا بعد اوسکے مرنے کے ساری دولت میرے
ہاتھ لگی لیکن چونکہ مین نے یہ بات سن رکھی تھی کہ فضول خرچی اور زیادتی عیش و
عشرت کی اس دنیا مین بری ہوتی ہے لہذا اوس دولت کو زمین مین دفن کیا اور

ہمدردی اور مروت کے بیان مین

اس جہان مین ہزارہا رنج اور خوشی خدا نے پیدا کی ہین اور اللہ تعالیٰ جو بڑا رحیم ہی بعض ایسی خوئین بھی انسان مین بخشی ہین کہ اونکے ذریعہ سے رنج انسانکے ہلکے اور سہہ لینے کے قابل ہوجاتے ہین ان نیکیون مین سے ہمدردی اور مروت بھی بہت خوب نیکیان ہین فائدے ہمدردی اور مروت کے بیشمار ہین اگر یہ نیکیان انسانمین نہوتین اور وہ آدمی جن پر مصیبت اور صدمے نازل ہوتے ہین وہ مایوسی اور دقت بدرجۂ کمال اوٹھاتے اور اونکا دلاسا اور دلجمعی کرنیوالا کوئی نہوتا خیال کرنا چاہیے کہ جب ایک آدمی پر کوئی قہر الٰہی ہوتا ہے تو ہمدردی اور دلسوزی اور آدمیون کی اوسے کسقدر آرام پہونچاتی ہے ایک بات دلسوزی کی بے بہا ہے کہ اوسکے ذریعے سے آدمی کو زیادہ تشفی حاصل ہوتی ہے بہ نسبت ایک آدمی بے پرواہی سے کسی آدمی کی کسیطرح مدد کرے یہ قاعدہ اس دنیا مین دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی آدمی مغموم یہ دیکھتا ہے کہ کوئی اور آدمی میرے دل کے رنج سے واقف ہوکر میری طرح سے واسطے میرے غم کے رنج کرتا ہے اوسے ایک طرح کی تشفی حاصل ہوتی ہے بوقت مصیبت اور حادثہ کے ایک آنسو ہمدردی کے سے زیادہ دل رنجیدہ کو راحت حاصل ہوتی ہے بہ نسبت ایک لاکھ روپیہ کے جو بے پرواہی سے کوئی شخص مصیبت زدہ کو بخشدے ذرا غور کرنا چاہیے کہ جب آدمی کسی رنج یا مخمصہ مین گرفتار ہوا اور کوئی آدمی اوسے صلاح نیک اور تدبیر واسطے بھلائی آیندہ کے بتاوے تو اوس رنجیدہ خاطر کو کتنا آرام دلی پہونچ سکتا ہے اس جاے مجھے ایک خوب مثال مروت اور ہمدردی کی

اوسکے چلانے اور فریاد کرنے پر کچھ خیال نکیا کہ حسب دستور جیسے کہ جھوٹ چلایا کیا کرتا ہے
ویسا ہی اب بھی چلاتا ہے اب دیکھنا چاہیے کہ یہ ایک بہت خفیف مثال ہے جھوٹ
بولنے کی نقصان کے علاوہ اس مثال کی ہزارہا مثالین ہین کہ جھوٹ بولنے
مین بڑا زیان پیدا ہوتا ہے اور جھوٹ بولنے والے کیواسطے کچھ یہی بات نہین ہے
کہ وہ فقط اس دنیا ہی مین ذلیل اور خوار ہو بلکہ اللہ تعالی کی یہان بھی لائق سزا کے قرار
دیا گیا ہے واضح ہو کہ سچ بولنے والے سے اللہ تعالی بھی بہت خوش ہوتا ہے جیسے کہ
حضرت شیخ سعدی شیرازی نے فرمایا ہے ✣ ✣ بیت ✣ ✣ ✣
راستی موجب رضاے خداست ✣ کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست
اور سچ بولنے سے ایک اور فائدہ یہ ہے کہ جو شخص سچ بولے گا وہ بیشک دیانت
دار بھی ضرور ہوگا وہ کسی کے مال پر خیانت کبھی نہین کرے گا ایک دفعہ کا ذکر ہے
کہ شہر انگلستان مین ایک امیر نامی سوداگر کہ نام جسکا ہنری اوڈیرٹس تھا دیوالہ نکل
گیا اور اوسکو قرض بھی بہت دینا تھا لیکن وہ بہت دیانت دار سچا آدمی تھا اوسنے
سب اپنے قرض خواہونکی دعوت کی اور بعد دعوت کھلانے کے اوس شخص نے
اون سبھونکو ایک ایک رکابی مین جتنا جتنا روپیہ اوسکو قرض کا دینا تھا
دیدیا وہ سب قرض خواہ اوسکے بہت ثنا خوان ہوئے یہانتک کہ سب شہر کی
خلقت اوس شخص سے نہایت خوش ہوئی اور بادشاہ نے اوسکو صوبہ دیلیت دار
اور سچا سمجھکر اپنا مصاحب اور صلاح کار بنایا اب غور کرنا چاہیے کہ سچ بولنے
سے کتنا بڑا مفاد حاصل ہو سکتا ہے حاصل کلام کا یہ ہے کہ سچ بولنے سے بہت
فائدہ ہے ہر شخص کو لازم ہے کہ حتی المقدور سچ بولا اور جھوٹ بولنے سے محترز اور مجتنب ہووے

جھوٹ کہے گا تو اوسکو ہزار جھوٹ باتین اور واسطے سچ کرنے اوسکی بات کے کہنی پڑینگی
اور ہمیشہ فکر اور رنج مین رہیگا کہ جھوٹ میرا کسی پر ثابت نہو جاے اور یہ مشاہدہ کیا گیا
ہے کہ جھوٹ اکثر ظاہر ہو جاتا ہے اور بروقت انکشاف ہونے جھوٹ کی جھوٹ بولنے
والے کو بڑی ندامت اور خجالت اوٹھانی پڑتی ہے اور پھر لوگ اوسکا کبھی کسی بات
مین اعتبار نہین کرتے ہین اور اوسکو بنظر حقارت دیکھتے ہین اوسکی پاس بیٹھنے سے نفرت کرتے
ہین کسی شخص نے حکیم ارسطو سے یہ سوال کیا کہ جھوٹ بولنے مین کیا لوگونکو فائدہ ہوتا ہے
اوسنے کہا کہ سب لوگ جھوٹ بولنے والے کا اعتبار نہین کیا کرتے ہین خواہ پھر
سچ ہی بولے لیکن آدمیونکے دلپر نقش ہو جاتا ہے کہ فی الحقیقت یہ جھوٹ ہی بولتا ہے
لاحول ولاقوہ معاذ اللہ منہ سبکو ذرا اس مقام پر غور کرنا ضرور ہے کہ کتنا بڑا نقصان
جھوٹ بولنے سے نکلتا ہے کہ پھر کوئی اوسکا اعتبار نہین کرتا ہے اوس شخص کو بوقت
ضرورت کے کوئی شخص روپیہ بطور قرض کے نہین دیگا علاوہ روپیہ کے کوئی
چیز اوس شخص کو مستعار نہین ملیگی ۔ ایک کتاب مین مذکور ہے کہ ایک گنڈریا یعنی
بھیڑ بکری چرانیوالا ہمیشہ بروقت چرانے اپنے ریوڑ کے جھوٹ یہ چلایا کرتا کہ میری ریوڑ مین
بھیڑیا آیا ہے کوئی میری مدد کرے اور اس بھیڑیے کو مارے ورنہ یہ تمام بکریان
میری کھا جاتے گا بوقت چلانے اوسکے کئی دفعہ لوگ بارادہ مارنے اوس بھیڑیے
کے مجتمع ہوئے اور بوقت مجتمع ہونے کے لوگون نے یہ پایا کہ یہ شخص صرف ہمیشہ ہنسی کے
جھوٹ بولا کرتا ہے اتفاقاً ایکدفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ درحقیقت بھیڑیا اوسکے ریوڑ مین گھسا
اور وہ پھر چلایا کہ کوئی میری مدد کیواسطے آوے بھیڑیا میری بکریونکو ہلاک کرتا ہے غرض یہ
کہ وہ بھیڑیا بہت سی بکریونکو کھا گیا اور بہت سیونکو مار گیا اور لیگیا اور آدمیون نے

آپ میرے تئین بچایئے مالک باغ نے اوسکو بہت تواضع سے کہا کہ باغ حاضر ہے آپ اسمین آرام کیجیے لیکن من بعد اسکے مالک باغ کو خبر ہوئی اور یہ ثبوت کو پونچا کہ یہی شخص جسنے میرے باغمین پناہ لی ہے قاتل میرے بیٹے کا ہے بروقت ثبوت ہونے اس بات کے صاحب باغ نے اوس شخص سے کچھ نہ کہا اور یہ سوچا کہ اس شخص نے میرے باغ مین پناہ لی ہے تو یہ مقتضاے مروت سے بعید ہے کہ مین اس سے کچھ عوض لون اور اوسے رہا کیا اور آپ اللہ کی مرضی پر صابر رہا تو اب اوس شخص کو عالی حوصلہ کہنا چاہیے اور اوسکی عالی حوصلگی پر صدہا تحسین و آفرین کرنی لازم ہے اب سوچنا چاہیے کہ اس شخص نے اپنی عالی حوصلگی سے کتنا نام پیدا کیا اور ضرور ہے کہ اوسکی اللہ تعالی دنیا بھی عزت ہوئی ہوگی کیون نہو جو کوئی اللہ کی مرضی پر چلے گا وہی بھیدہ کافی اور فائدہ وافی حاصل کریگا نتیجہ اس تمام مضمون کا یہ ہے کہ انسان حتی المقدور عالی حوصلہ ہونے مین کوشش کرے عالی حوصلہ شخص کی آدمی بڑی عزت اور ادب کرتے ہین علاوہ اسکے وہ نیکنام اور شہرہ آفاق تمام جہانمین ہوجاتے ہین ٭

سچ بولنے کے فائدے

سچ بولنے سے بڑے بڑے اور بہت بہت فائدے حاصل ہوتے ہین لیکن افسوس ہے کہ ایسی ظاہر بات پر اکثر لوگ ذرا خیال نہین کرتے ہین اور اکثر جھوٹ بولنے کو استعمال مین لاتے ہین - سچ بولنے والی کی سب خاص و عام تعظیم اور عزت کرتے ہین اور ہر ایک لوگ اوسکا اعتبار اور بھروسا کرتا ہے اور ہر ایک امر مین ہر ایک شخص اوسکی صلاح چاہتا ہے علاوہ ازین سچ بولنے والے کا دل صاف اور بے فکر رہتا ہے برخلاف اسکے جو جھوٹ بولے گا وہ ہمیشہ رنج اور فکر اور مصیبتین سہے گا اگر وہ ایک بات

کہ سستی کو کار ندیوین اور حتی الوسع محنت سے دست بردار نہوویں ٭

عالی حوصلہ ہونا

واضح ہو کہ عالی حوصلہ وہ شخص ہین جو کہ اپنے اوپر زحمت اوٹھا کر اورونکی بھلائی مین مصروف ہون جو شخص کہ عالی حوصلہ ہوگا وہ ہر دل عزیز ہوگا لوگ اوسکی ثنا خوان ہیوتے ہین اور اوسکی مجلس سے خوش ہوتے ہین علاوہ اسکے کہ اس دنیا کے لوگ اوسکی عزت اور تعظیم کرین وہ اللہ تعالے کے یہان بھی موردِ انعام واکرام کا ہوگا عالی حوصلہ ہونا بھی ایک حکم احکاماتِ الہی مین سے ہے ایک کتاب مین ایک حکیم دانشور نے اس باب مین بہت خوب لکھا ہے چنانچہ ہم اوسکے قول کا بجنسہ ترجمہ کرکے حوالہ قلم کرتے ہین اوچاہیے کہ سب لوگ اسپر عمل کرین قولہ پیار کرو تم اپنے دشمنونکو ٭ اور عزیز رکھو اور مہربانی کرو تم اوپر اونکے جو کوستے ہین تمہین ٭ بھلائی کرو واسطے اونکے جو ناپسند کرتے ہین تمہین ٭ اور دعا مانگو واسطے اونکے جو آزار دیتے ہین اور دق کرتے ہین تمہین تب تم نزدیک ہمارے پروردگار کے عزیز ہوگے ٭ حقیقت یہ ہے کہ جو جو باتین ہمنے اس حکیم موصوف کی اوپر لکھی ہین جس کسی مین یہ ہین اوسی شخص کو عالی حوصلہ کہنا چاہیے اسوقت مجھے بہت خوب ایک مثال درباب عالی حوصلہ ہونیکی یاد آئی اوسکو ثبت کرتا ہون ناظرین کو لازم ہے کہ اسپر غور کرین مخفی نرہے کہ ایک شخص نے اوسکے بیٹے کو مار ڈالا اور مار کر بھاگ گیا اور بھاگ کر اوسی شخص کے باغ مین جسکا بیٹا اوسنے مارا تھا پناہ لی اور اس بات سے غافل تھا کہ یہ باغ اوسی شخص کا ہے جسکے بیٹے کو مین نے قتل کیا ہے جبکہ مالک باغ نے اوس سے پوچھا کہ تو باغ مین کسواسطے آیا ہے اوسنے اظہار کیا کہ مجھے لوگ مارتے ہین سو مین نے آپ کے باغ مین آکر پناہ لی ہے

کاروبار مختلف ہین بتا ہوتا ہی اوسکا دن بے معلوم گذر جاتا ہے اور اوسکے گھنٹے مانند
پلون کے اوڑ جاتے ہین برخلاف اسکے سست آدمی کا کیون مانند برسون کے دراز
ہوجاتا ہے وہ بسبب زیادہ لیٹنے اور نکمے بیٹھے رہنے کے ضعیف اور ناتوان
ہوجاتا ہے ہمیشہ آرام کرنے سے آرام بھی ایک باعث بے آرامی کا ہوجاتا
ہے جو لوگ عاقل ہوتے ہین گو اونھین اپنی اوقات گذاری کے واسطے
کچھ پرواہ نہین اور بہت سا سرمایہ اپنے پاس رکھتے ہین لیکن پھر بھی وہ کچھ کام
محنت کا کیا کرتے ہین تاکہ آسایش بدن کو رہے اور بروقت آنے کسی کار
محنت کے اوس سے بری نھووین چنانچہ اکثر مشاہدات سے یہ دیکھا گیا ہے
کہ جو امیر اور بادشاہ لوگ محنت سے گھبرائے ہین اور عیش و عشرت مین
مشغول رہے ہین اونکو نتیجہ اوسکا بہت برے ملتا ہین یعنے اگر کوئی اونپر غنیم
یا دشمن اونکا چڑہ آیا ہے تو بسبب اونکی عادت سست اور نکمے ہونیکے وہ کچھ
کوشش نہ کرسکے ہین اور اپنے ملک کو بغت برباد کردیا ہے اب اس ہمارے
شہر شاہجہان آباد مین اکثر لوگ اعلے سے ادنے تک طرف عیش کے
بہت مائل ہین اور ذرا سی محنت اپنے ہاتہ سے نہین کرتے اور اگر کوئی کام
بسبب لاچاری کے کرنا پڑتا ہے تو اوسے نہایت بے دلی سے انجام دیتے ہین
اور یہ نہین جانتے کہ محنت کرنا ہر شخص پر فرض ہے اوس سے صحت بدن متعلق ہے
ہم اکثر رئیس اور امیر لوگونکو بسبب عیاشی اور کاہل وجودی کے شاکی کمزوری
اور مختلف بیمارنیونکا پاتے ہین الغرض مشقت بھی ایک وسیلہ ہی آرام کا اگر
نہوتی تو آرام بھی نہوتا اب جہانسے سب خاص اور عام اور اعلے اور ادنے کو چاہئے

صرف کی جو آدمی سست ہوتا ہے ظاہر ہے کہ وہ بیروزگار ہوگا پس اپنی اوقات گذاری
کے واسطے یا تو وہ گدائی اختیار کریگا یا چوری کریگا اور یا غت کرنے ایسی بدکاموں کے
وہ گرفتار انواع انواع کی عقوبتوں کا ہوگا اور لعنت اور ساری خلقت کی اوٹھائے
گا سو لے اسکے جب ایک آدمی کو کام نہین ہوتا ہے تو اوسے اپنے دن کاٹنے
مشکل ہوتے ہین اور اوسکو بری بری باتین سوجھتی ہین وہ برے شغل
واسطے اپنی بہلاوٹ کے اختیار کرتا ہے اور اس ترکیب سے اوسپر خرابیان
واقع ہوتی ہین برخلاف اسکے جو شخص محنتی ہین وہ ہمیشہ خوش رہتے ہین اونکا
وقت اچھے کام مین گذر جاتا ہے اور اونکی روز بروز ترقی ہوتی ہے اونکے
دوست اور رشتہ دار اونکی ترقی سے سرور حاصل کرتے ہین اور سب اونکی
تعظیم اور رغبت کرتے ہین سُنت آدمی اکثر کہا کرتے ہین کہ ہماری کرنیسے کیا
ہوتا ہے جو ہماری قسمت مین لکھا ہے وہی ہوگا اور اس ترکیب سے اپنے
الزام کو بیچارے قسمت پر ڈالتے ہین وہ نہین سمجھتے کہ کوشش کرنا انسان پر
فرض ہے اور اگر مقصد بعد کرنے کوشش کے بھی حاصل نہو تو اوسوقت الزام
لگانا قسمت پر چاہیے لیکن جب تک کہ آدمی حتی الامکان مشقت اور کوشش
نہ کرلے اوسوقت تک اوسکو یہ حق نہین پہونچتا کہ الزام دینے والا قسمت کا ہووے
وہ شخص بڑا نامرد ہے جو محنت اور مشقت سے چھپکر آرام ڈھونڈھے واضح
ہو کہ آرام اوسی کے واسطے ہے جو کہ محنت سے نہین چھپتا جو اپنی ذات سے
محنت اور مشقت نہین کرتے اونکو ہزار طرحکی بیماریان لاحق ہوجاتی ہین
اور بہت سی عادتین بری اونکی ساتھ لگ جاتی ہین جس شخص کا وقت

اوسپر اوسکا غضب بیشک آتا ہے ٭

سستی کے بیان مین

حکمایان اور دانایان سلف نے کہا ہے کہ سستی سے ہر طرح کی برائی پیدا ہوتی ہے اگر غور کیا جاے تو یہ قول حکما کا بالکل صحیح دریافت ہوگا سستی مانع ہے واسطے تحصیل کسی قسم کے علم اور فن اور ہنر کے یعنے جو شخص سست ہوگا ممکن نہین کہ وہ کوئی علم تحصیل کرے یا کسی فن یا ہنر مین کمال حاصل کرے بہت سے آدمی بہت ذہین اور عاقل ہوتے ہین لیکن بسبب سستی کے اونسے کچھ نہین ہوسکتا ہے اور جو لوگ اونکے برابر ذہن نہین رکھتے ہین بلکہ پلے درجے کے کند ذہن اونسے ہر بات مین آگے نکل جاتے ہین اور سست آدمی پیچھے رہجاتا ہے اور ہمیشہ پشیمان رہتا ہے جو جو استعداد اور لیاقتین خدا یتعالے نے اوسپر بخشی ہین وہ سب بیکار رہتی ہین یہ استعدادین اور لیاقتین مانند اون بیج کے ہین جو کسان بنجر زمین مین ڈالتا ہے الغرض بسبب سستی کے ساری عنایتین اور بخششین اللہ تعالی کی بیکار اور ضایع ہوجاتی ہین دیکھا گیا ہے کہ دو شخص ایک ہی باپ کے بیٹے اور ایک ہی گھر مین پرورش پاے ہوے اور دونون کی ایکطرح ناز برداری اونکے باپ اور مانکو منظور تھی پھر بھی ایک تو فاضل ہے اور دوسرا جاہل ایک علاقہ دار ہے اور دوسرا محتاج اور بے روزگار ایک معزز اور صاحب وقار اور دوسرا ذلیل اور بے مقدور اور جب باعث اس فرق عظیم کا دریافت کیا گیا ہے تو ظاہر ہوا ہے کہ ایک انمین کا سست اور کاہل ہے اور دوسرا محنتی اور چالاک ایک نے اپنی اوقات عزیز لہو و لعب مین ضایع کی اور دوسرے نے مطالعہ کتب اور صحبت عاقلون مین

دس روپیہ مہینا خیرات اور سخاوت مین خرچ کرے اب دسی یہ بات بیجا ہے کہ بھیہ
دس روپیہ بیس آدمیون ہٹے کٹونکو دیوی کہ وہ اگر ذرا بھی محنت کرین تو اپنی
قوت گذاری کر سکتے ہین اوسے چاہیے کہ دس بکسیون کو مثل اندہون
لنگڑون لولون اور کوڑہیون اور اور آدمیون کے جو اپنے گذارے کے واسطے
کوشش نہین کر سکتے دیوی اب اگر کوئی سخی پہلی قسم کے آدمیون پر سخاوت کرے تو جو تجویز
ہین سخاوت کی اونکو محروم رکھیگا جو اشخاص محنت کر سکتے ہین اگر اونکو وہ اپنے دس روپیہ دیدے
تو وہ ناچار ہوکر کوشش کرینگے اور اپنا گذارہ کر سکین گے لیکن وہ بیچارے جنکے قوائے
درست نہین وہ بیشک مرجائینگے اب اسکا عذاب اوس شخص پر جسنے سخاوت بیجا
کی ہے پڑے گا۔ مرقومۂ بالا پر یہان کے لوگونکو خصوص اہل ہنود کو نہایت
غور کرنا چاہیے کیونکہ اہل ہنود چھانٹ چھانٹ کے ایسے آدمیون پر سخاوت
کرتے ہین جو ہٹے کٹے ہین اور جو خوب اچھی طرحسے کوشش کر سکتے ہین مینے بچشم خود
دیکھا ہے کہ یہان کے صاحب سرمایہ دار اور مہاجن وغیرہ سیکڑون سنڈ منڈ لوگ
کو جو باجی کھلاتے ہین کھانا کھلاتے ہین اور نقدی پیش کرتے ہین اگر کوئی
دیکھے تو ان فقیرونکے یہ قوے ہوتے ہین کہ وہ مانند پہلوانون کے ہوتے ہین
اب ذرا غور کرنا چاہیے کہ ان کاہل و جوان و مفت خورونکی مدد کرنا کتنا محتاجونکو اونکے
استحقاق سے محروم رکھنا ہے اکثر اہل ہنود یہ سمجھتے ہین کہ ان فقیرونکی دعا سے نجات
ہوتی ہے اور خدا خوش ہوتا ہے افسوس ہزار افسوس کیا انکی عقل ہے کہ
ان جہنمیونکی دعا خدا کے یہان قبول ہوگی واضح ہو کہ خدا منصف ہے اور چاہتا ہے
کہ مستحق اپنے استحقاق سے کبھی محروم نرہے اور جو باعث محروم رکھنے کا ہو

جو اپنی زندگی کے لیے کوشش نہین کرسکتے ہین وہی مستحق سخاوت کے ہین علاوہ اِن
وہ مستحق سخاوت کے ہین جن پر یکایک کوئی آفت ناگہانی آجاوے یا جو ایسی اشخاص
ہین جو ایک دفعہ کی مدد سے قابل اس بات کے ہوجائینگے کہ آیندہ کو وہ اپنے
گذارے کے واسطے کوشش کرسکین گے یا وہ آدمی جو ایسی مصیبت مین
ہین کہ وہ فقط اپنی کوشش سے اپنے تئین اوس مصیبت سے خلاص نہین
کرسکتے سوائے ایسے آدمیون کے اور آدمیون پر جو اپنی کوشش سے
اپنا گذارہ کرسکتے ہین سخاوت کرنا فقط بیفائدہ ہی نہین ہے بلکہ ایک طرح کی
خطا ہے اور موجب رنج اور مصیبت خلقت خدا کا ہے اکثر اشخاص اہل
ہند کی یہ راے ہے کہ خواہ کسی شخص پر سخاوت کرو سخاوت ہر صورت مین مفید اور
اچھی ہے واضح ہو کہ یہ اونکی بڑی غلطی ہے ہمنے ابھی بیان کیا ہے کہ علت غائی سخاوت
کی پہونچانا آرام اور جہان تک بنے وہان تک کم کرنا رنج اور مصیبت خلق خدا کا
ہے اب یہ بات صریح ظاہر ہے کہ غیر مستحق کو فائدہ پہونچانا گویا مستحق کو محروم رکھنا ہے
کسواسطے اس دنیا مین وہ اشخاص جو مستحق سخاوت کے ہین یعنے جو اپنی کوشش
سے اپنا گذارہ نہین کرسکتے تھوڑے سے نہین ہین بلکہ بیشمار ہین پس اس صورت
مین یہ بات کوئی سخی نہین کہہ سکتا کہ مین سب محتاجون اور مستحقون پر سخاوت
کرچکا اسواسطے مین اب آدمیون کے لیے مدد کرتا ہون جو محتاج نہین بلکہ
یعنے جو اپنے گذارہ کے لیے کوشش کرسکتے ہین - جب یہ حال اس دنیا کا
تو صاف ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص سخاوت بیجا کرے گا وہ گویا محتاجون کے
استحقاق تلف کرتا ہے مثلاً فرض کرو کہ ایک شخص فقط اتنا مقدور رکھتا ہے کہ

مصیبتین اور تکالیف ہوتی ہین اون تکلیفات کے وقت تاج سے سرور نہین حاصل
ہوسکتا ہے اوسوقت بلاؤ بدمزہ معلوم ہوتا ہے اور شراب کڑوی لیکن
جو سرور سخاوت سے حاصل کرتا ہے وہ ہر مصیبت کو خوشی سے سہہ سکیگا کیونکہ
اوسکو یہ دلجمعی ہے کہ مین نے موافق مرضی اللہ تعالے کے کام کیا
ہے اگر اوسکو نہایت سخت بھی بیماری ہو یا وہ نہایت مفلس ہو اوسکو کچھ پرواہ
نہین ہوگی کیونکہ اوسکا دل تر ہی وہ خیال کرتا ہے کہ بیماری اور مفلسی فقط جسم کو
رنج دے سکتی ہین اور چند روز کی ہین بعد اسکے مجھے اس نیکی کے ثمرہ مین بہت کچھ ملیگا
یہ بات تو سب آدمیون پر روشن ہوگی کہ جسوقت کوئی کار سخاوت کا کوئی آدمی
کرتا ہے اوسکو ایک عجب طرحکی خوشی حاصل ہوتی ہے اور یہ خوشی اللہ تعالی
کی طرف سے ہے بعض ہنکار یہ کہا کرتے ہین کہ انسان نمود اور اپنی تعریف
بہت چاہتا ہے اسواسطے اور ونکو دکھلانے کے لیئے وہ سخی ہوجاتا ہے
اس جاے ہم دو سوال کرتے ہین اول تو یہ کہ اور شخص کیون اوسکی تعریف
کرتے ہین اور تعریف بھی دلی یہانسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب انسان کے
دل پر یہ نقش ہے کہ سخاوت ایک بڑی نیکی ہے اور سخی آدمی لائق تعریف
کے ہے علاوہ اوسکے اکثر یہ واقع ہوتا ہے کہ بوقت سخاوت کرنے کے سوائے
سخی اور شخص کے جسپر سخاوت کی گئی ہے اور آدمی نہین ہوتا پس اس صورت مین
بھی سخی کو نہایت خوشی ہوتی ہے اب ہم دریافت کرتے ہین اس بات کو
کون کون اشخاص مستحق سخاوت کے ہین یعنے وہ کون آدمی ہین کہ جنکی
مدد کرنا ہر انسان پر لازم ہے اب واضح ہو کہ فقط وہ آدمی

دوسرے کی آرام کے واسطے کوشش کرے وہ شخص بیشک سخی ہے جسوقت
تعریف سخاوت کی ہوچکی تو لازم ہے کہ ہم اوسکے فوائد کثیر کا جو خلقت کو پہونچتے ہین
بیان کرین اور غور کرو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے نے نیکی سخاوت
کی انسان کو اس مدنظر سے بخشی ہے کہ جو جو انسان موافق احکام اور قوانین اللہ
تعالے کے بیکس اور مصیبت زدہ ہون اونکے حیات اور گذارہ کے واسطے اور
انسان جنکے قوا ے درست ہین کوشش کرین اگر سخاوت انسان مین نہوتی
تو حقیقت یہ ہے کہ انسان انسانیت سے خالی ہوتا ہزارہا اشخاص جو اب کوشش
نہین کرسکتے ہین بسبب نہونے کھانے یا پوشاک کے قطعًا جہان فانی سے
روانہ ہوا کرتے اور کسی کو اونکے باب مین کچھ خیال بھی نہوتا الباغ بیون اور
محتاجونکی نبض تک بھی نہ دیکھتے اور نہ کوئی استپال محتاجونکے لیے ہوتا بازارون اور
کوچون مین لاشین محتاجون اور فقیرونکی نظر آتین جو بسبب پاتی بھوک یا نہونے پوشاک کے
یا نہونے علاج اونکی بیماری کے مرجاتے یہ دنیا جو کہ باغ کے مانند بذریعہ استعمال
اس نیکی بزرگ کے کھلی ہوئی ہے مانند ایک دوزخ کے نظر آتی اور انسان اور
جرندا و پرند جانور و نمین کچھ فرق نہین ہوتا اور چند روز مین خلقت خدا کی ویران ہو
جاتی علاوہ اسکے سوا ے آرام اور خوشی کے جو بیکسون اور محتاجون کو بذریعہ سخاوت
کے پہونچتی ہین ایک فائدہ عظیم یہ ہے کہ سخی آدمی کو عجب طرح کا سرور حاصل ہوتا ہے
کہ وہ نہ تو ناچ دیکھنے سے آتا ہے اور نہ پلاؤ کھانے سے اور نہ شراب پینے سے یہ
خوشیان ناپایدار مانند ہوا کے ہین جبتک ہم ناچ دیکھتے رہین ہم خوش ہوتے ہین
لیکن انسان ہمیشہ قابل ناچ دیکھنے کے نہین ہوتا انسان پر ہزارہا طرح کی

کام اور عبادت کردگار کی کرکے پائدار خوشیون اور عیشونکو نہین حاصل کرتے ہین انکو
یہ سمجھنا چاہیے کہ ہم جو یہان عیش مین مشغول اور مشغوف ہین تو یہ چند روز کے ہین
اور نتیجہ اسکا برا ہے اور ہم جو یہان اپنے اوپر سختی اوٹھاکر اللہ تعالے کی عبادت
اور جو جو احکامات الہی ہین اونکو بر لاوینگے تو ہمکو عاقبت مین انکا نتیجہ اچھا ملے گا اور
بہ سبب عیشون اس جہان فانی کے وہان عیش کرورون درجہ زیادہ نصیب ہونگے
اب ہماری اسجاے یہ بھی مراد نہین ہے کہ بالکل سب عیشون کو ترک کرکے آدمی
تارک دنیا ہوجاوے یہ بھی حکم الہی نہین ہے کہ اس دنیا کو چھوڑدو بلکہ یہ ہے کہ اس
دنیا مین رہو اور عیش کرو لیکن مجھے نہ بھولو اور یہ بھی نہ ہو کہ ان عیشو مین پھنسکر
میری عبادت اور نیک کامون مین مشغول نہو اب ہم یہان سب پر اعتراض نہین
کرتے ہین بلکہ اکثر لوگونمین یہ پایا گیا ہے کہ عبادت اللہ سے اور اور نیک کامونسے
محترز ہین اب یہان سے سب خاص و عام کو چاہیے کہ عبادت اللہ اور کرنے
نیک کامونسے کبھی مجتنب نہوین آیندہ اختیار بدست مختار سمجھنا ہمارا کام ہے چاہے
کوئی عمل مین لاوے یا نہ لاوے ٭

حال سخاوت کا

نہایت بزرگ نیکیون مین سے سخاوت بھی ایک ہے اسجاے ہم معنی سخاوت کے
یہی نہین لیتے ہین کہ کسی شخص کو روپیہ پیسے یا کھانے کپڑے سے مدد کرنا بلکہ ہم
یہ کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص کسی اور کو بھی صلاح بتادے یا گمراہی سے راہ پر
لے آوے یا اوسے علم سکھاوے یا کسی اور مصیبت مین سے خلاص
کرے تو یہی شخص سخی ہے الغرض جو شخص اپنا کسیطرح کا ہرج ذاتی کرکے

شاکر اور خوش رہی اور یہ سوچے کہ خدا نے جو مجھے اس حالت مین رکھا ہے کچھ فائدہ دیکھ
لیا ہوگا یا اوسکے نزدیک یہی مناسب ہوگا غرض یہ ہے کہ جو شخص مرضی الہی سے
باہر نکلکر دام حرص مین گرفتار ہوگا بیشک یہان بھی وہ خجالت اور ذلت اٹھائیگا
للاوہ اسکے یہ کتنا بڑا نقصان ہے کہ ہمارے پروردگار کی نظر وںمین بیوقار ہوجائیگا
بیت قناعت بہرحال اولے ترست + قناعت کند ہر کہ نیک اختر ست ::

عبادت

اگرچہ عبادت کی فوائد یہان لکھنے کچھ ضرور نہین ہین کسواسطے کہ خورد وکلان بر فوائد عبادت
کے ظاہر اور باہر ہین لیکن چونکہ اکثر خلقت عبادت کرنے اپنے معبود کی سے
بالکل غافل اور کاہل ہین لہذا چند سطور در باب عبادت کے رقم کرتا ہون اور ناظرین
سے امید واثق رکھتا ہون کہ اسپر غور اور عمل کرین واضح ہو کہ یہ دنیا چند روزہ اور جاے
امتحان ہے ہر شخص کی نیکی اور خدا پرستی اور استقلال یہان اللہ تعالے آزماتا ہے
اور جو کوئی نیکیان کرتا ہے تو وہ عاقبت مین اللہ تعالے کے ہان مورد انعام کا ہوتا ہے
اور خدا تعالے اوس شخص سے نہایت خوش ہوتا ہے پس جسوقت یہ ثابت ہوا کہ
یہ دنیاے فانی اور ناپائدار اور جاے امتحان ہے پھر کیون اکثر لوگ عبادت سے پرہیز کرتے ہین
ہم اکثر امیرونکو دیکھتے ہین کہ اونھین ذرا طرف اپنے معبود کے توجہ نہین ہوتی ہے
اور تمام روز وشب اونکے عیش وعشرت مین گذرتے ہین اور عاقبت کا خیال اونکے
دل سے بالکل مٹ جاتا ہے اور وہ یہ نہین سمجھتے کہ ہمارا پروردگار ہمسے ایک روز
ہمارے فعلونکو پوچھیگا تو پھر ہم کیا جواب دینگے ولے اون لوگون پر کہ وہ ذرا اس طرف
پر خیال نکرکے اس دنیا کی ناپائدار لغو عیش مین مشغول ہوتے ہین اور اچھے اچھے بنک

عمل مین آوے جسطرف ڈیموقلیس اپنی نظر کو اوٹھاکر دیکھتا ہے اوسیطرف سے حاضرین تسلیمات بجالاتے ہین اور حسین خدمتگار بہت انکسار کے ساتھ تبسم کرکے اوسکے دلکو خوش کرتے ہین القصہ ڈیموقلیس نے کھاتے کھاتے جب مکان کی چھت کیطرف نظر کی دیکھتا کیا ہے ایک چمکتی ہوئی شمشیر ایک بال سے بندہی ہوئی ٹھیک اوسکے سر پر آویزان ہے اسطرحسے کہ اگر ذرا بھی جنبش کھاوے تو وہ بال مین سے ٹوٹ کر ڈیموقلیس کے سر پر گرے اور اوسے ہلاک کرے یہ مشاہدہ کرکے ڈیموقلیس کے حواس پراگندہ ہوگئے اور سارے عیش وعشرت کو بھول گیا اوسوقت اوسی تقریب آلودہ معلوم ہونیلگے اور خوبصورت چیزین بری اور بدنما لگین یہان تک کہ اوس سے وہان بیٹھا نگیا اور وہانسے اوٹھکر ڈایونیشس بادشاہ قدیم کے قدمون پر گرا جب بادشاہ قدیم نے استفسار حال کیا عرض کیا کہ مین ایسی بادشاہت سے باز آیا کسی دشمن نے میرے سر پر تلوار لٹکا رکھی ہے قریب تھا کہ مین مرجاتا مین یہ چاہتا ہون کہ بادشاہت آپ ہی کو مبارک ہو اور مین اپنی غریب حالت ہی مین خوش رہونگا ڈایونیشس نے یہ فرمایا کہ اے ڈیموقلیس تجھے یہ خیال نکرنا چاہیے کہ بیرونی حالت لوگون کو مشاہدہ کرکے تو اپنے تئین مصیبت زدہ تصور کرلیگے تو نہین جانتا کہ بادشاہت مین بہت بہت رنج ہوتا ہے اور اس سے یہ لازم آتا ہے کہ سب انسان اپنی اپنی حالت پر قناعت کرین اب ملاحظہ کرنا چاہیے کہ حرص اور طمع سے کیا کیا نقصان پیدا ہوتے ہین ڈیموقلیس نے حرص کرکے کیا بھل پایا اگر وہ تھوڑی دیر اوسی کمر بمین بیٹھتا تلوار ٹوٹ کر اوسکے سر پر آن پڑتی اور اپنی حرص ہی مین ہلاک ہوتا غرض یہ ہے کہ انسان کبھی حرص نہ کرے جس حالت مین خدا نے اوسے رکھا ہے اوسی حالت مین

(ڈ) ایونیشس بادشاہ جزیرہ سیسلی کا تھا اور ایک شخص ڈیموقلیس اوسکے واقف کارون
مین تھا ڈیموقلیس اکثر شان و شوکت سلطانی مشاہدہ کرکے بہت حسرت
سے کہا کرتا کہ دیکھو سلطنت مین کس کس قدر آرام اور عیش اور عشرت
ہوتی ہین اگر بادشاہ بوقت دن کے یہ کہتا ہے کہ رات ہے تو سب حاضرین
عرض کرتے ہین فی الحقیقت رات ہے جو اوسکی منھ مین سے بات نکلتی ہے
وہ فوراً عمل مین آتی ہے بلکہ اوسکی اشارونسے کام نکلتا ہے ساری خلقت
اوسکی چہرہ کو دیکھتی رہتی ہے اگر اوسکے چہرہ پر خوشی ہوتی ہے تو سب خوش
ہین اور اوسکی خوشامد کرتے ہین اور اگر اوسکو ذرا بھی ملول پاتے ہین تو ہانند
بید کے کانپتے ہین اگر وہ چاہے تو ایک خفیف آدمی کو امیر بنادے اور ایک امیر کو ذلیل
و شوکت والے کو ایک لحظہ مین خاک مین ملادے ڈایونیشس اکثر یہ باتین حسرت کی ڈیموقلیس
کی سنا کرتا ایکدن اس بادشاہ نے ڈیموقلیس سے یہ فرمایا کہ تو جو حسرت سلطنت کی کیا کرتا
ہے تو اسکا مزا کچھ لے اور چند روز کے واسطے تو بادشاہت اختیار کر چنانچہ ایسا ہی
ہوا ڈیموقلیس نے تخت سلطانی پر جلوس فرمایا اور سب امیرون نے نذرین گذرانین
اور آداب بجا لائے جب وقت طعام نوش کرنے کا ہوا تو ڈیموقلیس ایک بہت نفیس مکان مین
گیا اور وہان دیکھا کہ بہت اچھی اچھی نعمتین چنی ہوتی ہین اور نہایت اچھے فرش بچھے
ہوتے اور آراستہ ہین اور نوجوان خدمتگار حاضر ہین کوئی موچھل ہانکتا ہے
کوئی رومال لیے کھڑا ہے اور کوئی شراب کا پیالہ لیے ہوئے کھڑا ہے بہت اچھے اچھے باجے
بج رہے ہین اور خوش الحان پریان اپنے ناچنے سے حاضرین کو مسرور کرتی ہین اور چھون
کی آنکھین طرف ڈیموقلیس کے لگی ہوتی ہین کہ جو وہ حکم دے وہ فوراً

اور فتح کرتے ہین پھر وہ ایک اور مہم اختیار کرتے ہین اوسمین وہ ماری جاتی ہین
اور ساری اونکی دولت اور حشمت ایک لحظہ مین بسبب بے قناعتی کے جاتی
رہتی ہے اہل روم جنکی دار السلطنت شہر روسیہ کبرے تھا اسقدر بلند نظر تھے
اور خالی قناعت سے کہ باوجود حاصل ہونے بہت سے ملکون کے پھر بھی وہ
ملک گیری سے باز نہین رہے نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ اور قومین اونپر غالب آئین اور
اخیر کو وہ نہایت کمزور ہو گئے یہانتک چند روز مین سلطنت اونکی خاک مین ملگئی
اور نام و نشان باقی نرہا جو شخص قناعت نہین رکھتے ہین وہ ہمیشہ ناخوش اور ناراض
رہین گے اگر اون پاس دولت ہے وہ پھر بھی محتاج رہین گے کسواسطے کہ اونمین
قناعت نہین ہے جو شخص قانع ہے وہ اپنی حالت مین خوش ہے اوسی
کسی چیز کی احتیاج نہین اوسے محتاج کیونکر کہہ سکتے ہین اور اگر ایک آدمی
پاس بہت دولت و حشمت ہے اور پھر بھی وہ کسی شے کا محتاج ہے
اوسے کیونکر متمول کہہ سکتے ہین اکثر ایک سپاہی جس کی اوقات چار پانچ
روپیہ کی ہے زیادہ خوش ہوتا ہے بہ نسبت اپنے بادشاہ کے اور سبب
اسکا یہ ہے کہ یہ غریب آدمی سوکھی روٹی کھاکر خوش رہتا ہے خلاف اسکے
بادشاہ مذکور کو یہ آرزو رہتی ہے کہ فلانا ملک فتح کیجیے اور مہم اختیار کیجیے
صاحب قناعت بہت سی آفتون سے محفوظ رہتا ہے وہ اون جھگڑون مین نہین دخل
دیتا ہے جن سے دل پر خلل اور بے چینی رہتی ہے اوسکو اپنے جھونپڑے مین
زیادہ تر آرام اور آسایش ہوتی ہے بہ نسبت کے ایک امیر کو اپنے محلون بر آسمنہ
سے ہم پہونچتی ہے اسکی مثال مجھے یہان خوب یاد آئی ہے واضح ہو کہ

باب دوم مملو بمضامین پند آگین
قناعت

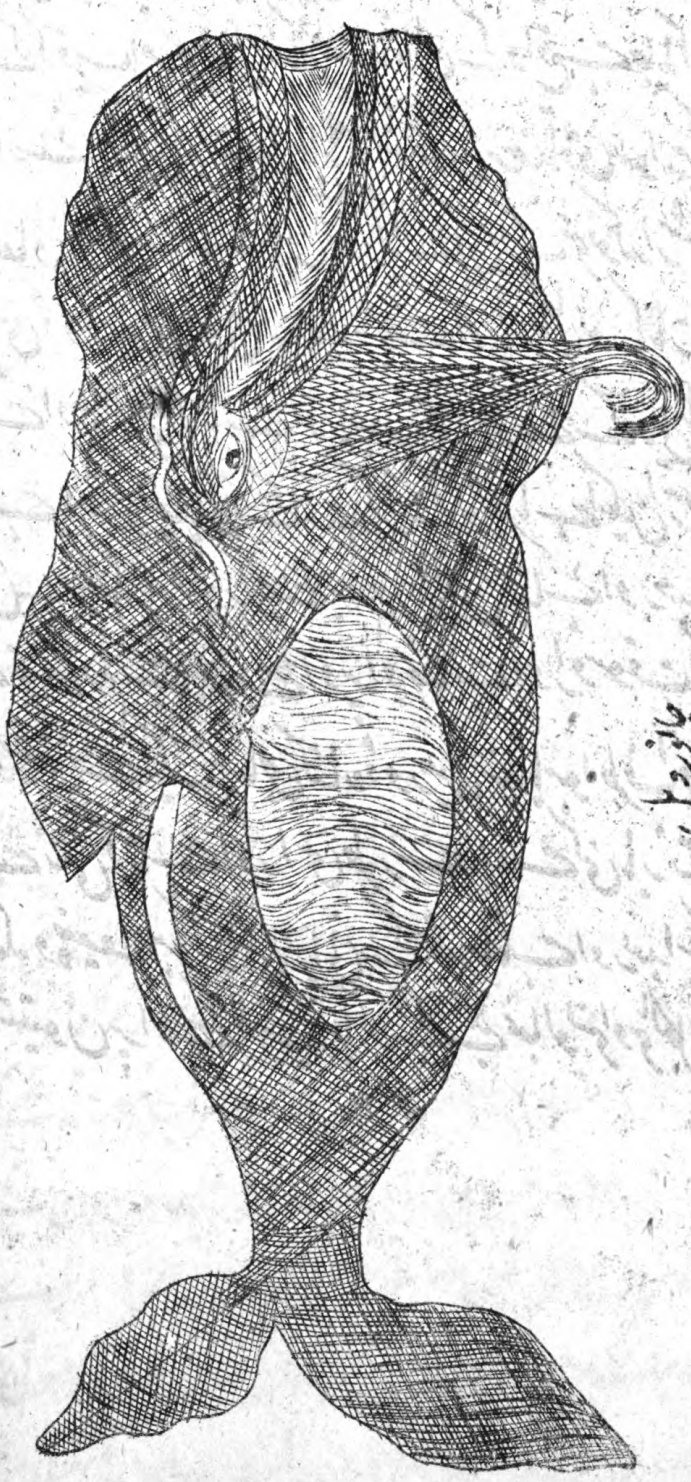
قناعت ایک نیکی عظیم ہے اور اس سے وہ خوبی مراد ہے کہ جسکے ذریعہ سے انسان تھوڑی سی آمدنی پر گذارہ کرلیتا ہے اور جس حالت مین اللہ تعالے نے اوسے رکھا ہے اوسمین وہ خوش اور شاکر رہتا ہے اگر سب انسان یا اکثر جب قناعت ہوتے تو دنیا مین جسقدر کہ جور ظلم اور تکلیفین اب دیکھی جاتی ہین اوس سے آدھے بھی نہ مشاہدہ کیجاتین واضح ہو کہ انسان کو حرص اور لالچ اور بلند نظری بہت جواب کرتی ہے بسبب ہوس کے انسان بہت سی مصیبتون مین گرفتار ہوتا ہے لیکن بادشاہ سے لگاکے غریب تک ہوس سے کوئی خالی نہین ہے یہ سب کی دامنگیر ہے اور اوسنے سبکو اس دنیا کی مصیبتون مین مبتلا کر رکھا ہے اکثر مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ آج ایک آدمی علاقہ وزارت کا حاصل کرتا ہے کل اوسکی گردن ماری جاتی ہے آج ایک بادشاہ ملک گیری کر رہا ہے کل وہ مقتولون مین شمار کیا جاتا ہے اور اوسکی سلطنت اور دولت اور حشمت بیگانون کے ہاتھ لگتی ہے باعث اسکا یہ ہے کہ اس قسم کے آدمیون مین قناعت بہت کم پائی جاتی ہے اگر انھین نہایت دولت اور حشمت حاصل ہو جائے پھر بھی وہ واسطے زیادتی اوسکی کے کوشش کرینگے اور اس کوشش مین کسی خوف سے نہین ڈرتے ہین اور بالکل بیباک ہو کر جو بات چاہتے ہین اوسے عمل مین لاتے ہین بادشاہونکو یہ خیال نہین ہوتا ہے کہ جتنا ملک اونکے قبضہ مین ہے وہی کافی ہے اور بجاے اور ملک گیری کرنے کے اپنے ملک کا انتظام کرین بلکہ وہ اور ملک پر چڑھائی کرتے ہین

حال جانور کونگرو کا

حال اس جانور کا بھی بہت عجیب ہے اور لکھنا اسکا باعث خرسندی مطالعین کا ہوگا مخفی نرہے کہ یہ جانور جزیرہ نیو ہولنڈ مین پایا جاتا ہے قد اسکا قریب قد بھیڑ کے ہوتا ہے اور یہ سر کیطرف پتلا اور دُم کیطرف سے موٹا ہوتا ہے سر اسکا قریب قریب مشابہ ہرن کے سر کے ہوتا ہے رنگ اس جانور کا زرد ہوتا ہے اور نہایت عجیب بات اسکی حالین یہ ہے کہ اوسکے پیٹ مین ایک تھیلا ہوتا ہے اور اوسمین وہ اپنے بچونکو چاہے جب رکھہ لیتا ہے مثلاً جب وہ کہین جاتا ہے اوسوقت اپنے بچونکو تھیلہ مذکور مین ڈالکر چلا جاتا ہے ایک سیاح نے ایک ایسا بڑا کونگرو دیکھا ہے کہ اوسکا طول نو فیٹ کا یعنے قریب تین گز کے تھا یہ جانور آدمی سے بہت ڈرتا ہے اور جب اوسے آدمی نظر آتا ہے تو بڑی بڑی زغندین مار کر اوس سے بھاگ جاتا ہے شکل اس جانور کی نہایت خوب ہوتی ہے اور بروقت دیکھنے کے اوس جانور کو عجب قدرت الٰہی نظر آتی ہے چنانچہ اوسکی تصویر بھی ہم اس جاے درج کرتے ہین باب اول بفضل رب العالمین انجام ہوا

جانور کونگرو





جانور دریائی

اکثر قوم فرنگینونکی انکی تلاش مین جہاز لیکر شمال کے سمندر کیطرف خصوصًا باین جزیرہ
گرین لینڈ کے کہ قریب امریکا شمالی کے قطب شمال کے واقع ہے جایا کرتے ہین
اور ترکیب مارنے ویل کی یہ ہے کہ چار پانچ کشتیون پر چند آدمی سوار ہوکر اسجانے
جہان ویل دیکھائی دیتا ہے جاتے ہین اور ایک آدمی ایک شی نوکدار مثل کٹار کے
کہ جسکی بہت سی ڈور بندھی ہوتی ہے روز سے اوپر اوس جانور کی مارتا ہے اور
اس ترکیب سے اوسے زخمی کرتا ہے اور بعضو زخمی ہونے کے ویل یا تو نیچے
کو غوطہ مارتا ہے یا تھوڑا سا پانی کے اندر ہوکر آگے کو تیرتا ہے لیکن از بسکہ ڈور
ڈھیلی ہوتی جاتی ہے تو کٹار مذکور اوسکے جسم مین داخل رہتا ہے اور جب ویل
تھک جاتا ہے تو وہ دم لینیکیواسطے اوپر اوٹھتا ہے اور اوسوقت ایک اور
شخص ایک اور کشتی سے ایک ایسا ہی کٹار ڈور مین بندھا ہوا طرف اوسکے پھینکتا
ہے اور اوسے زخمی کرتا ہے اور اسی طور سے اوسے کئی بار زخمی کرتے
ہین یہانتک کہ وہ ضعیف ہوکر اوپر پانی کے ٹھہر جاتا ہے اور بعد اسکے بہت
سے آدمی کشتیون پر اوسکے قریب جاکر لمبے لمبے بھالونسے اوسے بالکل مار ڈالتے ہین

بیان جانور ویل کا

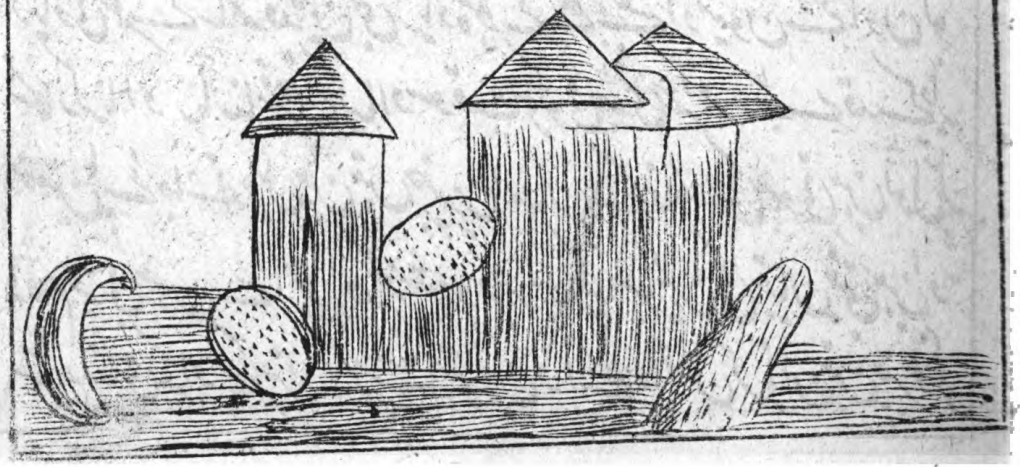
ویل ایک نہایت بڑا عجیب جانور ہے اور سمندر مین ہوتا ہے اور جتنا کہ یہ جانور لمبا اور موٹا ہے آج تک کوئی جانور مثل اسکے دریا مین یا خشکی کی جگہ مین نہین پایا گیا ہے اسکا قد طول مین قریب ۲۲ گز کے اور گولائی مین قریب ۱۳ گز کے اکثر ہوتا ہے لیکن بعضے ویل ۸۰ گز کے طول کے دیکھے گئے ہین یہ ایسا بڑا مچھ ہوتا ہے کہ اپنی دُم کو حرکت دینے سے کشتیون کو اولٹ دیتا ہے حکماے سلف بیان کرتے ہین کہ پہلے زمانہ مین اس قسم کے جانور بڑے بڑے سمندرون مین رہا کرتے تھے لیکن اون سمندرون مین وہ اب نہین پاے جاتے ہین اور اوسکا باعث یون بیان کیا گیا ہے کہ پہلے زمانہ مین اونکو آدمی شکار نہین کرتے تھے اور نہ بڑے بڑے سمندرون مین آدمی جہاز چلایا کرتے تھے لیکن جب سے جہازرانی کی ترقی ہوئی اور آدمیون نے اونھین دق کرنا شروع کیا تو وہ اوس سمندر مین چلے گئے جو قطب کے نزدیک ہے کیونکہ وہان بسبب نہایت سردی اور زیادتی برف کے جہاز نہین جاتے ہین بعض حکمانے لکھا ہے کہ ویل کی عمر ہزار برس کی ہوتی تھی اور اس باعث سے پہلے زمانہ مین ویل بڑی بڑی ہوتے تھے کیونکہ وہ زیادتی عمر کے ساتھ قد مین بھی زیادہ ہوتے تھے جسے آدمیون نے اون کو شکار کرنا اور مارنا شروع کیا اوسوقت سے کوئی بڑی عمر اور بڑے قد کے ویل نہین پائے جاتے ویل مین تین چیزین انسان کے فائدہ کی ہوتی ہین اوّل تیل دوّم چربی جس سے اچھی اور خوشبودار اور کم دھوئین کی بتیان بنتی ہین اور سوّم ہڈی کہ اوسکے ہزارہا اسباب بنتے ہین واسطے حاصل کرنے ان تین چیزونکے

پھر مزدور لوگ اوس سوراخ کے پاس آتے ہین اور وہ اوسکو مرمت کرکے بند
کردیتے ہین اور جب ان جانورن مین سے کیسکو حمل ہوتا ہے تو وہ دو ہزار دفعہ
زیادہ موٹائی مین اور قریب ایکہزار دفعہ زیادہ وزن مین اپنے خاوند سے ہوجاتا ہے اور ہر
جانور کے اسی ہزار انڈے نکلتے ہین اور اون انڈون مین جو مزدور چیٹی ہین بچونکو نکالکر
پرورش کرتے ہین اور اس قسم کے چیٹونکو حبشی لوگ کہایا کرتے ہین اور اگر کوئی
شخص ان کیڑون کے گھر مین گھس جاوے تو وہ اوسی آنفور کھا جاوین اور کبھی نہ چھوڑین

نقشہ مکانات جانوران چیٹی



نقشہ مکانات جانوران چیٹی



شرف لیگئی ہین بعضی عمارتین تو یہ جانور ایسی بناتی ہین کہ وہ باہر سے مثل مخروط مصلح یعنے گاجر دن کی سی ہوتی ہین اور بعض مانند استوانون یعنے شکل ڈھولونکے تعمیر کرتے ہین اور اون مکانون کے اندر قسم قسم کے کمرے اور دالان ترشے ہوتے ہین اور ان مکانون کی کل بلندی بارہ فیٹ کی یعنی قد آدم سے ڈہائی گنی ہوتی ہے اور اون کے مشاہدے سے انسان کی طبیعت پر عجب طرحکی حیرانی آجاتی ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ کیا قدرت کاملہ کردگار کی ہے کہ ذرا سے کیڑے نے کیا کیا بلند عمارتین تیار کی ہین اور جب یہ جانور مکان بناتے ہین تو بارہ ہی فیٹ زمین کے اندر بھی مکانات چنتے ہین اور ایک اور نہایت تعجب کی یہ بات ہے کہ ان چیٹیون مین تین قسم کی خلقت ہے اوّل تو ان چیٹیون مین سردار لوگ ہوتے ہین کہ وہ طول مین چوگنی ہندوستانکی چیٹیون سے ہوتے ہین اور دوم اونمین سپاہی لوگ ہوتے ہین کہ وہ سردارون سے آدہے ہوتے ہین اور سوم درجہ کے مزدور لوگ انکا طول نصف ہندوستانی چیٹیون کے برابر ہوتا ہے لیکن ہندوستان کے چیٹیونسے بہت زیادہ عقلمند ہوتے ہین کسواسطے کہ یہ بہت اچھی اچھی اور بلند بلند عمارتین تعمیر کرتے ہین اور ان کیڑونمین جو سپاہی ہوتے ہین وہ مکانون کی حفاظت کرتے ہین اور اونکے سردار قوم مین سے ایک بادشاہ اور بادشاہزادے بھی ہوتے ہین اور اونکے واسطے اوڑنے کے بھی ہوتے ہین اگر کوئی شخص اونکے مکانمین جاکر سوراخ کرے تو یہ دیکھا گیا ہے کہ وہ جو سپاہی مقرر ہوتے ہین وہ خفا کر سوراخ کیپاس آتے ہین اور غل مچاتے ہین اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ اس بات کے متلاشی ہوتے ہین کہ وہ کونسا اونکا حریف ہے جسنے اون کے مکان مین سوراخ کیا بعد تھوڑی دیر کے

مندرج کرتے ہین کیا کیا عجب عجب صنعتین اور قدرتین ہماری رب العالمین
کی ہین کہ انسان اونکو دیکھکر حیران ہوجاتا ہے ٭

تصویر جانور راوسٹرچ یعنی شتر مرغ



حال ایک عجیب و غریب قسم کی چیٹیونکا

مخفی نرہے کہ پڑہنے حال ان نادر چیٹیونکے سے عجب خالق کی شان یاد آتی ہے اور
انسان کے دل پر نہایت حیرانی چھاتی ہے اس قسم کی چٹی ملک حبش مین ہوتی
ہین اور یہ جانور کئی قسمون مین منقسم ہوتے ہین جنکا حال آگے مفصل لکھونگا ایک تعجبی
بات ان چیٹیونمین یہ پائی گئی ہے کہ یہ عمارت اور گھر واسطے بود و باش کے ایسی
ایسی عمدہ تیار کرتی ہین کہ وہ صنعت اور حکمت مین انسان کی عمارتون سے بھی

آدمی اوسکے پیچھے پیچھے نہین چلتے ہین بلکہ وہ اپنے گھوڑے کو سیدہا بھگاتے ہین
یعنے قطر دائرہ مذکور پر چلتے ہین اور اس ترکیب سے جانور مذکور کو جا پکڑتے ہین
اور جا کر اوسے سونٹون سے مار ڈالتے ہین ۔ بعض آدمی کہتے ہین کہ رفتار
اوسٹرچ کی بہت عمدہ اور اچھے اچھے گھوڑون سے زیادہ ہے اس جانور کو لوگ
شتر پرند بھی کہتے ہین کیونکہ اول تو اوسکا قد قریب شتر کے ہوتا ہے
اور دوم یہ کہ اوسکی گردن بہت لمبی ہوتی ہے اور مشابہ گردن شتر کے ہوتی ہے جب
آدمی اسکے شکار کرنے کے لیے اوسکے پیچھے بھاگتے ہین تو وہ اول اول سہل سہل
چلتا ہے لیکن بعد ازان جب اوسکے جسم مین گرمی آتی ہے تو وہ نہایت
بھاگتا ہے اور جب آدمی اوسے گھیر لیتے ہین تو وہ ناچار اور مایوس ہوکر اپنے
سر کو کسی جھاڑی یا ریتی مین گھسیڑ دیتا ہے اور چپکا ہو رہتا ہے ۔ اس جانور کے
پر بہت کام کے ہوتے ہین اور اسکا گوشت بھی برا نہین ہوتا ہے اور اوسکے
گوشت کو قوم عرب کھایا کرتی ہے ۔ ایک صاحب جو ملک افریقہ مین گئے
تھے وہ بیان کرتے ہین کہ مین نے دو پلے ہوے اوسٹرچ دیکھے اور واسطے
تماشے کے دو حبشیونکو اونپر سوار کروایا جب اون جانورون نے اپنی پیٹھ پر
بوجھ معلوم کیا تو وہ بھاگے اور اونکی رفتار اسقدر زیادہ تھی کہ وہ زمین پر پاؤن رکھتے
ہوے نہین معلوم ہوتے تھے بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زمین سے علیحدہ علیحدہ
بھاگے جاتے ہین ۔ صاحب موصوف بیان کرتے ہین کہ میری دانست مین کوئی
چالاک سے چالاک گھوڑا انگلستان مین نہین ہے کہ اس جانور کے برابر دوڑ سکے غرض
یہ ہے کہ یہ جانور بہت عجیب ہے اسواسطے ہم بھی اوسکی شکل مع ایک حبشی سوار کے

نکلتے ہین اور آپس مین بڑا اختلاط رکھتے ہین اسکی شکل کو دیکھو اور رب العالمین کی صنعت اور بیچونی کا ملاحظہ کرو ۔ وہو ہذا

دریائی گھوڑا



بیان ایک عجیب جانور کا جسکو اوسٹرچ کہتے ہین

یہ ایک عجیب پرند جانور ہے کہ اوسکا قد دو چند آدمی سے ہوتا ہے اور اسقدر قوت اوسمین ہوتی ہے کہ دو آدمیونکو اپنے اوپر بہ آسانی لیجا سکتا ہے یہ جانور اکثر ملک افریقہ مین پایا جاتا ہے اور اوسکی رفتار اسقدر ہے کہ گھوڑے کا سوار اگر اوسکو پکڑا چاہے تو بھی مشکل سے اوسکے ہاتھ آوے گا جب آدمی اوسکا شکار کرتے ہین تو وہ پھر کھا کر چلتا ہے یعنے اوسکی عادت یہ ہے کہ وہ سیدھا نہین بھاگتا ہے بلکہ ایک نصف دایرہ مین چلتا ہے اور

حال ایک نادر جانور کا جسکو دریائی گھوڑا کہتے ہین

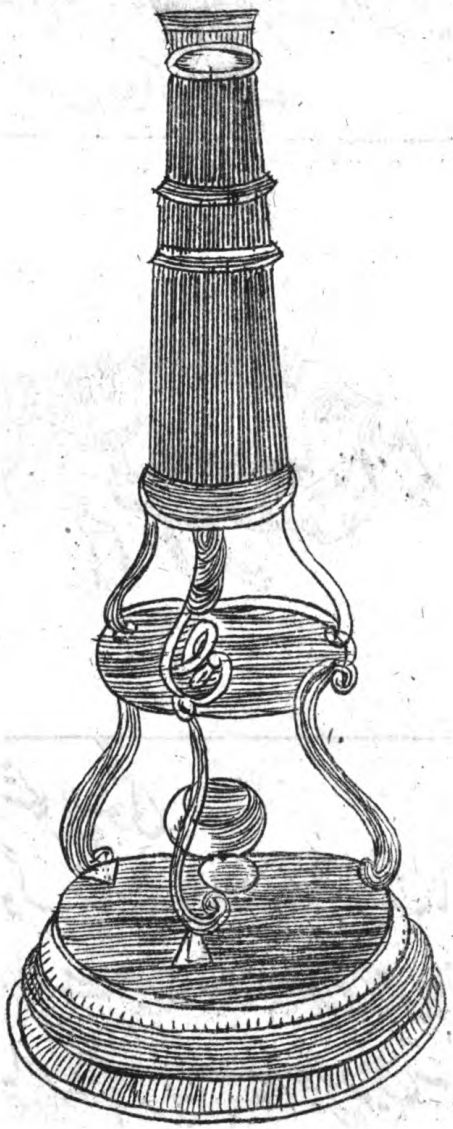
سبحان اللہ عجب صانع ہے پروردگار عالم کہ اپنی قدرت کاملہ سے کیا کیا عجب باتین پیدا کین کہ انسان ضعیف بنیان کو یارا اور ادراک اونکے کا نہین بیت وہ الحی کہ ایسا ہی معبود ہے + + + + قلم جو لکھے اوس سے افزود ہے + یون تو اللہ نے عجب عجب باتین پیدا کین ہین کہ ہر ایک مین اوسکی یکتائی ثابت ہوتی ہے لیکن پیدائش جانورونمین سے چند جانور نہایت عجیب بحسن تلاش صاحبان انگریز کی سے ایسے دیکھنے مین آئے کہ بے اختیار دل نے چاہا کہ مین بھی اپنی کتاب مین اونکا حال مع اونکی تصویرون کے درج کرکے مطالعین کو قدرت کاملہ اپنے معبود کی کا تماشا کراؤن۔ مخفی نرہے کہ یہ جانور کہ جسکا نام دریائی گھوڑا کہتے ہین اور بعض نے گاؤ بحری مشہور کیا ہے اور یہ جانور اکثر بحار امریکا مین رہتا ہے روسی اسکا اکثر شکار کرتے ہین پوست اسکا بہت دل دار یا موٹا اور بڑے کام کا ہوتا ہے اور دو دو دانت اسکے ہزار درجہ بہتر ہاتھی دانت سے ہوتے ہین اور بہت سفید اور لطیف سامنے اون کے سنگ مرمر بھی شرمندہ ہوتا ہے۔ اور اسکی آنکھین مدور اور لامع مثل کوکب رخشان کے معلوم ہوتی ہین قد اس جانور کا ہاتھی سے ذرا چھوٹا ہے وزن مین قریب پچاس من کے ہوتا ہے خوراک اسکی مچھلی یا پودہ جو سمندر کی کنارے پیدا ہوتے ہین ہے اور بروقت دیکھنے اوسکی شکل مہیب کہ ہر شعر خوفناک ہوتا ہے اور حواس منتشر ہوجاتے ہین لیکن یہ غریب بہت ہوتا ہے کسیکو آزار نہین دیتا ہے بلکہ جسوقت آدمی اوسکا شکار کرتے ہین تو وہ رونا اور چلاتا ہے اور یہ دریا مین سے واسطے تلاش خوراک وغیرہ کے اکٹھے

اور واسطے اس بات کے کہ اس مٹی کے گرنے سے صدمہ جانور کو نہ پہونچے پیٹھہ
اوسکی ایسی مضبوط بنائی گئی ۔ اس سے کچھ تسلی نہین ہوتی اور نہ ہم یہ خیال
کرسکتے ہین کہ ایسے ایک بڑے مہیب جانور کا اور کوئی دشمن ہو جسکی حفاظت
کے لیے یہ کانٹے اوسکے پیٹھہ پر ہین ۔ قصہ مختصر اس جانور کے دریافت ہونے
سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیشتر ایسا کوئی زمانہ ہوگا کہ جب ایسے ایسے مہیب جانور
صفحہ زمین پر رہا کرتے ہونگے اور رفتہ رفتہ بہ سبب انقلاب چند در چند کے
یہ سب جانور نیست و نابود ہوگئے اور انسان اونکی جگہون پر قائم ہوے
جس مقام پر سے یہ ہڈیان پائی گئین وہان سو سو کوس تک بحر ہیں ہونگے
اور کچھ پانی نہین جاتا ہے یہان تک کہ وہان کے باشندے اون ہڈیون کو
لکڑی کی جگہ جلانے کے کام مین لاتے ہین ۔ تصویر اس جانور کی ایک اور
تصویر سے جو کہ شہر میڈرد مین تھی اوتاری گئی ہے فقط



گرہ جوڑا ہے۔ وہ شخص جو تشریح اعضاے حیوانات سے بخوبی واقف ہین کہتے ہین کہ اس جانور کے جو پچھلے پانون کے ٹخنے اوبھرے ہوے تھے اسواسطے تھے کہ وہ پچھلے دو پانون پر جمکر اگلے پاؤن سے زمین کو کھود اکرے۔ کمال تعجب کی یہ بات ہے کہ باوجود ایسے ثقیل البدن ہونے کے اس جانور کا سر بہت چھوٹا ہے اور جسکو شاید کم یقین آوے کہ ایسے بھاری جسم پر ایسا چھوٹا سر ہو لیکن ایک شخص نے پیٹ کی گرہون اور گردن کی گرہونکو مطابق پایا اس سے یہ بات صادق آئی کہ گو اس حیوانکا جسم بھاری ہے لیکن سر اسکا بہت چھوٹا۔ اس جانور کے اگلے دانت بڑے بھاری اور وہ عجیب طور کے ہین۔ بعضے یہ خیال کرتے ہین کہ اس جانور کے سونڈ بھی تھی۔ لیکن ہاتھی کے مانند اوسکی سونڈ نہین ہوسکتی کیونکہ گردن اوسکی ایسی لمبی ہے کہ منہ اوسکا زمین تک پہونچ سکتا ہے دانت اوسکے شیر اور چیتے کے دانتون سے مختلف ہین لیکن وہ اس طریق سے آپسمین ملے ہوے ہین کہ رگڑے بہت جاتے ہین اس فرسودگی کے دفعیہ کے واسطے وہ دانت جلدی مرتے ہونگے اب ان دانتون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جانور درختونکی جڑ کو کھاتا ہوگا اوسکے بڑے پنجون اور چنگلون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ چھچھوندر کے مانند زمین کھودتا ہوگا اور زمین مین سے درختون کی جڑونکو نکال کر کھاتا ہوگا۔ یہ بھی دریافت ہوا ہے کہ اس جانور کی پشت پر سیپیان سیپیان سی لگی ہوئی تھین۔ کانٹے سے اوبھرے ہوے تھے تو اب دیکھا چاہیے کہ یہ سیپیان کسواسطے تھین۔ اسکا باعث یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ جانور اس زور سے زمین کو کھودتا ہوگا کہ بروقت زمین پر گرنے کے وہ اوسکے پیٹھ پر پڑتی ہونگی

علے ہذا القیاس کیسے کیسے بڑے مہیب جانور روے زمین پر ہین کہ اون کے دیکھنے سے کمال تعجب آتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بیشتر جب کہ آبادی بہت کم تھی جانور ویرانہ میدانون مین رہا کرتے ہونگے لیکن جب کہ آبادی انسان کی زیادہ ہوئی تب وہ میدان اون جانورون سے خالی ہوگئے اور اوسطور سے وہ صفحہ ہستی سے گم ہوگئے۔ جنوبی امریکہ کے میدانون مین بڑے بڑے حیوانون کی ہڈیان پائی جاتی ہین یہ ہڈیان کیچڑ مین گڑی ہوئی معلوم دیتی ہین اور بعضے اوقات جبکہ دریا خشک ہوجاتے ہین وہ ہڈیان درختون کے ٹہنہ کی مانند زمین سے اوبھری ہوئی دکھائی دیتی ہین۔ اون ہڈیون کو ایک انگریز ذی مرتبہ شہر لندن مین لایا تھا اون ہڈیون مین سے زیناف کا حلقہ ہڈیونکا ایسا تھا کہ دو آدمی اونمین سے آر پار نکل سکتے ہین۔ ایک اور انگریز نے بڑی مشقت سے خشک دریاؤن مین سے سب اعضا کی ہڈیان نکال لین اور کھوپری اور پیٹ کی ہڈی اور دم وغیرہ بھی اوسکے ہاتہ آئین۔ جبکہ اون سب ہڈیون کو اپنی اپنی درست مقامون مین جوڑا تو معلوم ہوا کہ پچھلا دھڑ اس جانور کا بڑا زور آور ہوگا زیناف کی ہڈیون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس جانور کے پٹھے رانون کے بڑے زور آور ہونگے۔ رانون کی ہڈیان بہت بڑی تھین طول مین تو قریب بارہ گرہ کے اور موٹاپے مین قریب ایک گز دو گرہ کے اسی سے یہ معلوم ہوا کہ اوسکی رانون کی ہڈیان ہاتھی کی رانون کی ہڈیون سے تگنی ہونگی پچھلے پانونکے ٹخنون کی ہڈیان پانچ گرہ باہر ابھری ہوئی ہین اس سے معلوم ہوا کہ اوسکی پچھلی ٹانگین بڑی زور آور ہون گی بعضے یہ کہتے ہین کہ پنجہ اس جانور کا سوا گز لنبا اور پانچ

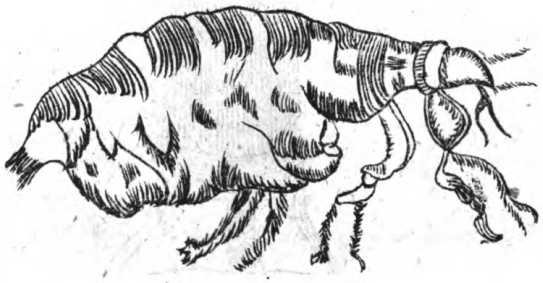


نقشہ خوردبین

حال حا بنورون زمانۂ سلف کا جواب نہین پائی جاتی ہین

واضح ہو کہ انسان کیسی ہی تحقیقات کرے لیکن پھر بھی صنعت الہی سے بخوبی ماہر نہین ہو سکتا کوئی مقام نہین جہان کہ اوسکی صنعتین جلوہ گر نہین ہین + بوسیلۂ خوردبین کے دریافت ہوا ہے کہ ہر ایک جگہ انواع انواع کے نباتات اور حیوانات موجود ہین اور یہ حیوانات اور نباتات ایسے چھوٹے ہین کہ محسوس نہین ہو سکتے

بڑی بڑی مفاد حاصل ہوتے ہین اور بروقت دیکھنے کے اوس سے کسی چیز کی بڑی کیفیت معلوم ہوا کرتی ہے



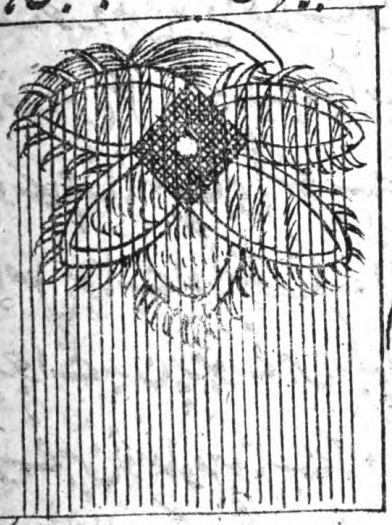
شکل پسو کی

اور زمانۂ قدیم مین اس آلہ کو لوگ نہایت کم جانتے تھے لیکن اب انایان فرنگ نے اس آلہ کو بہت رواج دیا ہے اور اوسکے سبب سے بہت اچھی اچھی باتین دریافت کی ہین عرصہ چند روز کا ہوا کہ اس احقر نے بوسیلۂ خوردبین کے ایک بال کو جسپر جون بیٹھی تھی دیکھا تھا وہ بال مثال شاخ ایک نیب کے درخت کے معلوم ہوتی تھی اور جون اوسپر مثال بندر کے پھرتی معلوم ہوتی۔

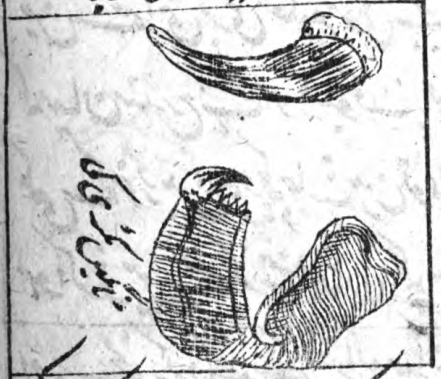
اسجاے ہم شکل خوردبین کی بھی درج کتاب ہذا کرتے ہین ۔

وہو ہذا

مکڑی کے بہت سے اجزا بہت اچھے ہین اور وہ چیز جس سے وہ جالا بنتی ہے
سب سے زیادہ لائق دیکھنے کے ہے یہ شکل
اوس جزو مکڑی کی ہے جس سے وہ جالا

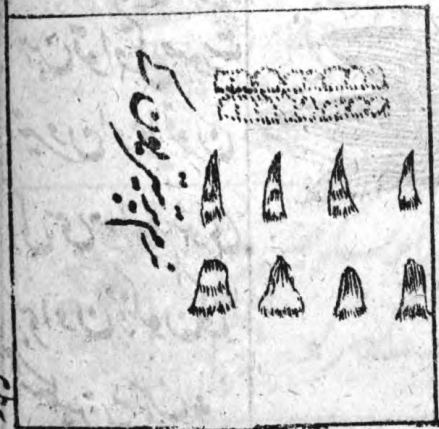


بنتی ہے جیسا کہ وہ خوردبین مین معلوم ہوتا ہے
جالا مکڑیکا اگرچہ بوسیلہ خوردبین کے بہت ہی باریک معلوم
ہوتا ہے لیکن بنا ہوا بھی بہت ریشونکا جو
اوس سے بھی بہت باریک زیادہ ہین اور
جو تھوڑی دور پر اون چھیدونمین سے جو مکڑی کے جسم مین ہوتے ہین اور جسمین سے وہ نکلتے
ہین آپسمین ملجاتے ہین ۔ مکڑی کے ہر ٹانگ کے
سرے مین ایک نوکدار بہت اچھا آنکڑا جو وقت

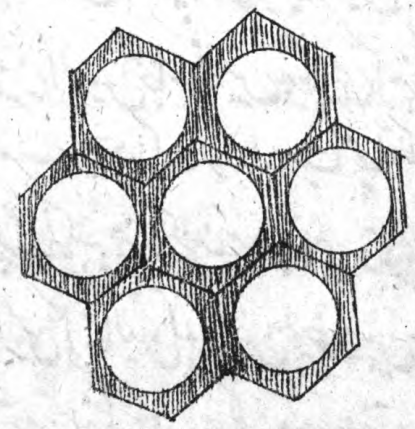


زہر کا بھرا ہوا ناخن مکڑیکا

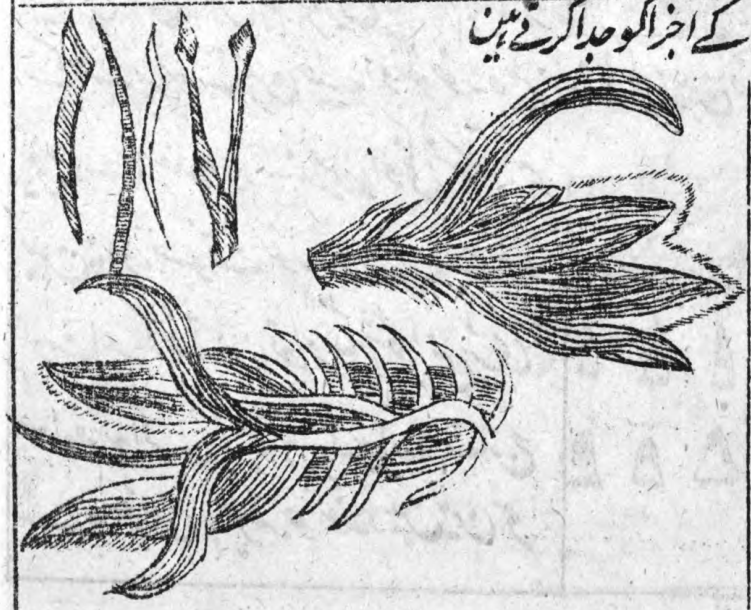
پکڑنے کسی چیز کے بند ہو جاتا ہے ہوتا ہے ۔ اور
مکڑی کی ٹانگین اور ناخن جو خوردبین سے دکھائی
دیتے ہین اونکی شکلین ہم لکھتے ہین ۔ نرم پر تیتیون
کے جسم پر ہوتے ہین جب اونکو خوردبین سے دیکھتے ہین ذرا ذرا سے چھلکون کے
بنے ہوے معلوم ہوتے ہین اونکی شکلین یہ
ہین ۔ اور جسوقت خوردبین مین سے پسو
کو مشاہدہ کرتے ہین تو اوسکی شکل اتنی بڑی
معلوم ہوا کرتی ہے جیسے کہ یہان مندرج
ہے ۔ غرض یہ ہے کہ جو خوردبین مین سے



جب خوردبین مین دیکھا ہے تو اتنا بڑا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ یہان لکھا ہے بغور ملاحظہ اس شکل کے معلوم ہوگا کہ جب یہ کیڑا ایکدفعہ کسی لکڑی مین جگہ پکڑ لیتا ہے تو وہانسے اوسکا چھٹانا بہت ہی مشکل ہے ۔ خوردبین مین پردار جانورونکو دیکھنے سے بہت لطف حاصل ہوتا ہے اور گھنٹون تک اونکی آنکھین سینگ بازو دُنک بلکہ چھوٹے چھوٹے پر جو انکے بدن پر ہوتے ہین دیکھنے کو جی چاہتا ہے جب خوردبین مین سے مکھی کو ملاحظہ کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی آنکھ بہت سے شیشون کی بنی ہوئی ہے جو پاس پاس مثل جال کے لگے ہوئے ہین اور یہ شیشے ایک آنکھ مکھی کی مین کئی ہزار سے زیادہ شمار کیے گئے ہین اور اوسکی آنکھ خوردبین مین سے اتنی بڑی معلوم ہوتی ہے جیسے کہ یہان مندرج ہے اور جسوقت پانون مکھی کے خوردبین سے دیکھے جاتے ہین تو ایسے معلوم ہوا کرتے ہین جیسے کہ ہمنے یہان لکھے ہین ۔



اور جب مچھر کے ڈنک کے اجزا کو جدا کرتے ہین اور خوردبین سے دیکھتے ہین تو اونکی صورت تیرون اور چاقون کی سی معلوم ہوتی ہے اون ڈنکون کی شکلین یہ ہین ۔



کہ اوس فرنگی نے اوسکی جھنی ہوئے اور صاف کیہوئے پانیمین جسکو وہ پیا کرتا تھا بذریعہ
خوردبین کے برہمن مذکور کو ہزارہا کیڑے حرکت کرتے ہوئے دکھلائی یہ مشاہدہ
کرکے برہمن نہایت بخندہ ہوا اور قسم کھائی کہ مین پانی کبھی نہونگا اور اس عہد کو
اوسنے نہ توڑا اخیر کو زیادتی تشنگی سے تڑپ کر مرگیا ۔ اس دائرہ مین وہ شکلین اون
چھوٹے جانورون اور کیڑون کی جو پانیمین دیکھے گئے ہین مندرج ہین خوردبین کے ذریعے سے
یہ بات تحقیق ہوئی ہے کہ جنکو لوگ مونگے کے درخت کہتے ہین وہ دراصل درخت نہین
ہین بلکہ وہ عمارتین ہین جو نہایت چھوٹے کیڑون نے واسطے اپنی بود و باش کے تعمیر کی
ہین اور یہ کیڑے اس قدر چھوٹے ہین کہ بغیر ذریعہ خوردبین کے نظر نہین آتے ہین



اس آلہ کے ذریعے
جو جو اور چھوٹے
جانورونکو دیکھا ہے
اور اونکی کیفیت
معلوم ہوتی ہے اونکا
ہم بیان کرتے ہین
نہایت دلچسپ ہے
ظاہر ہو جیو کہ ایک
قسم کا جانور جسکا



نام ہن ہے کہ وہ نہایت چھوٹا ہوتا ہے اور اوسکو بغیر
خوردبین کے نہین دیکھ سکتے ہین اور ہن جانور کے سر کو

حال خوردبین کا

اب مین یہانسے حال خوردبین کا لکھتا ہون اور حال اسکا بھی بہت نادرات سے ہے غور سے پڑہو اور قدرت الہی کا تماشا کرو واضح ہو کہ خوردبین ایک ایسا آلہ ہے کہ اسکے ذریعے سے نہایت چھوٹی سی چھوٹی اشیا بڑی معلوم ہوتی ہین اوسمین چند شیشے لگے ہوتے ہین اور جس شے کو دیکھنا منظور ہوتا ہے اوسکے ذریعے سے دیکھتے ہین اور جو وقت دیکھنے کے چیز دیکھی گئی کا قد نہایت زیادہ ہوجاتا ہے اکثر ناظرین نے دیکھا ہوگا کہ بعضے آیینے ایسے ہوتے ہین کہ اونمین چہرہ آدمیونکا بڑا اور زیادہ معلوم ہوتا ہے باعث اسکا یہ ہے کہ یہ آیینہ ہموار نہین ہوتا ہے بلکہ وہ ذرا گھرا ہوتا ہے یہی حال خوردبین کا بھی شیشونکا ہوتا ہے بذریعہ خوردبین کے ایسی ایسی عجیب باتین دریافت ہوتی ہین کہ قبل از ایجاد ہونے اس آلہ مفید کے وہ آدمیون کے وہم مین نہین گذری تھین اعجب باتونمین سے ایک یہ ہے کہ پانی مین چھوٹے چھوٹے کیڑے ہوتے ہین اور وہ اسقدر چھوٹے ہوتے ہین کہ بوقت دیکھنے کے نظر مین نہین آتے ہین ہرچند ہم پانی کو چھانین اور نہایت صاف کرین پھر بھی اگر کوئی بذریعہ خوردبین کے اوسمین دیکھیگا تو معلوم ہوجائیگا کہ بعد ہزار دفعہ چھاننیکے بھی چھوٹے چھوٹے کیڑے اوسمین موجود ہین چنانچہ ایک شخص برہمن بڑا پرہیزگار تھا اور حتی الامکان وہ زندہ چیز کو کبھی نہین ضائع کرتا تھا جب وہ راستے مین چلتا تو آدمی اوسکے آگے جھاڑو دیتے جاتے اسواسطے کہ ایسا نہو کہ کوئی کیڑا وغیرہ اوسکے پاؤن کے نیچے آکر مرجاوے اور جب کھانا کھاتا تو اوسوقت ہزار طرح کی احتیاط ہوا کرتی کہ کوئی جانور مارا نجاوے ۔ ایک انگریز نے جو فراج مین شرارت رکھتا تھا اون برہمن سے کہا تم ناحق اسقدر پرہیز کرتے ہو تمہارے پانی مین ہزارہا کیڑونکو پی جاتے ہو اور واسطے ثبوت اظہار



ناپسندی ۲۰

خوف کسی آنی والی چیز کا ۱۹



رحم ۲۲



نہایت خوف ۲۱

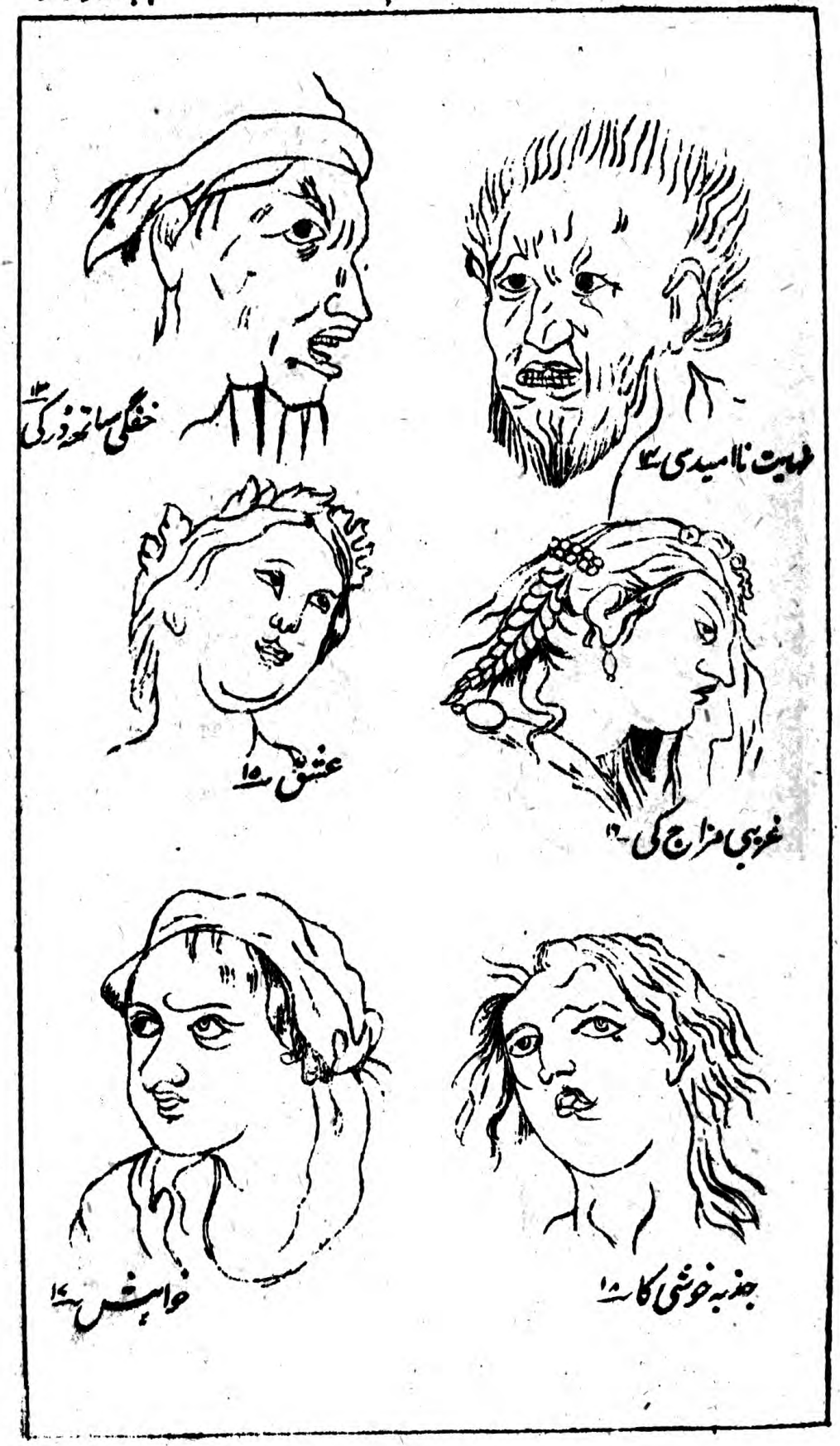


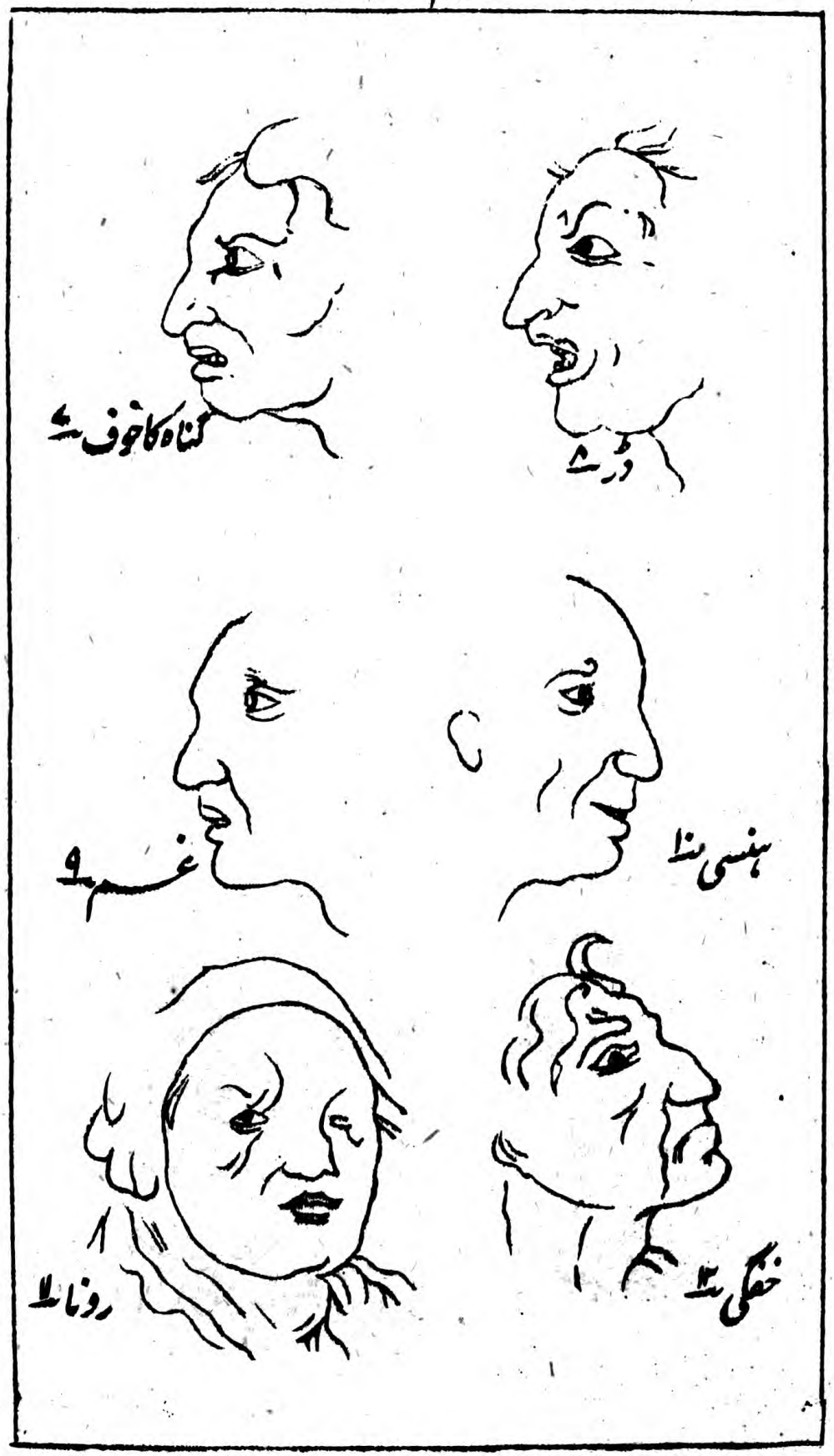
تکلیف جسمی یا دلی ۲۴

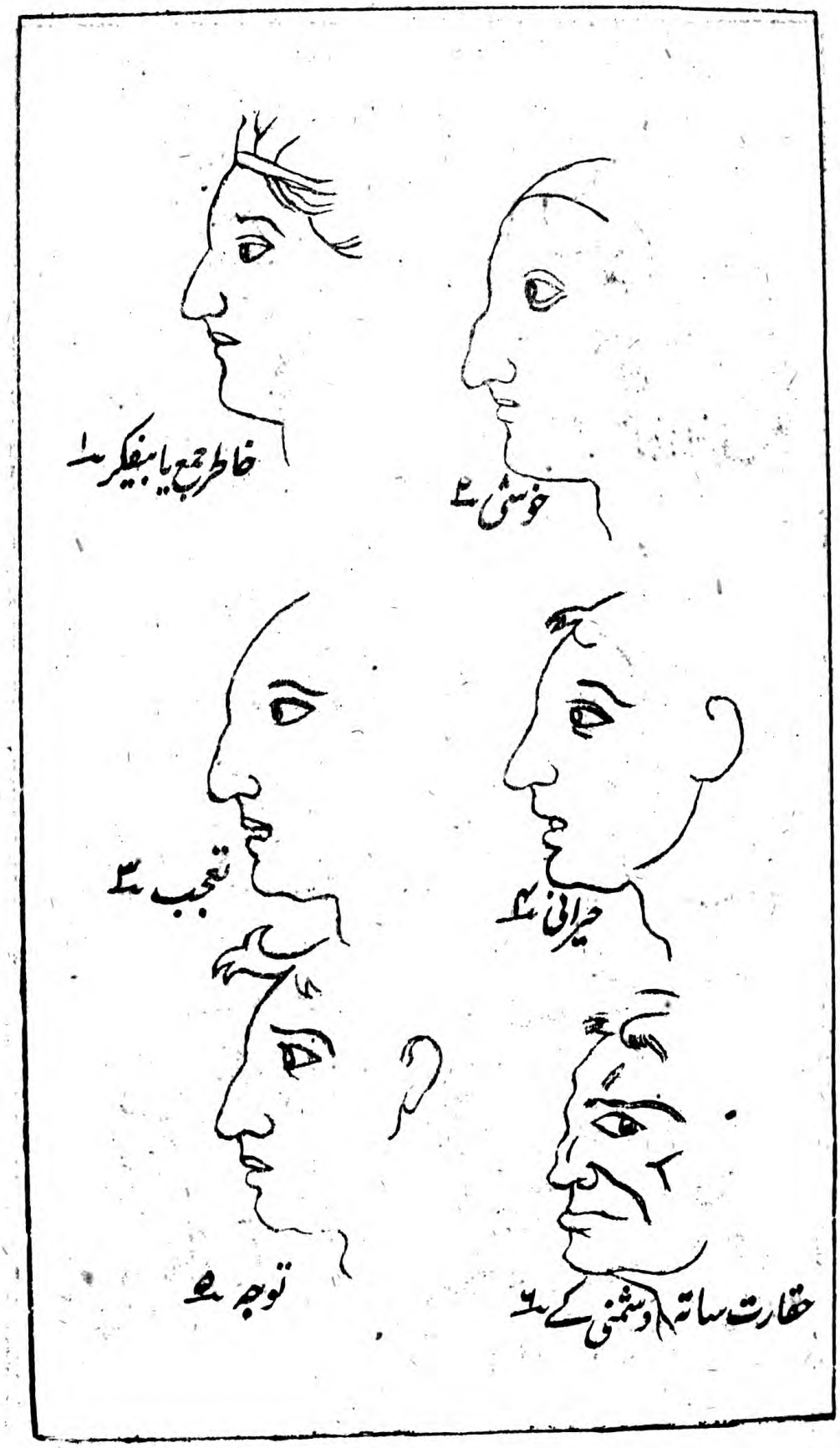


حسد ۲۳

حال


خفگی سانحہ ذرکی ۱۱
طبیعت ناامیدی ۱۳
عشق ۱۵
غروبی مزاج کی ۱۶
خواہش ۱۷
جذبہ خوشی کا ۱۸

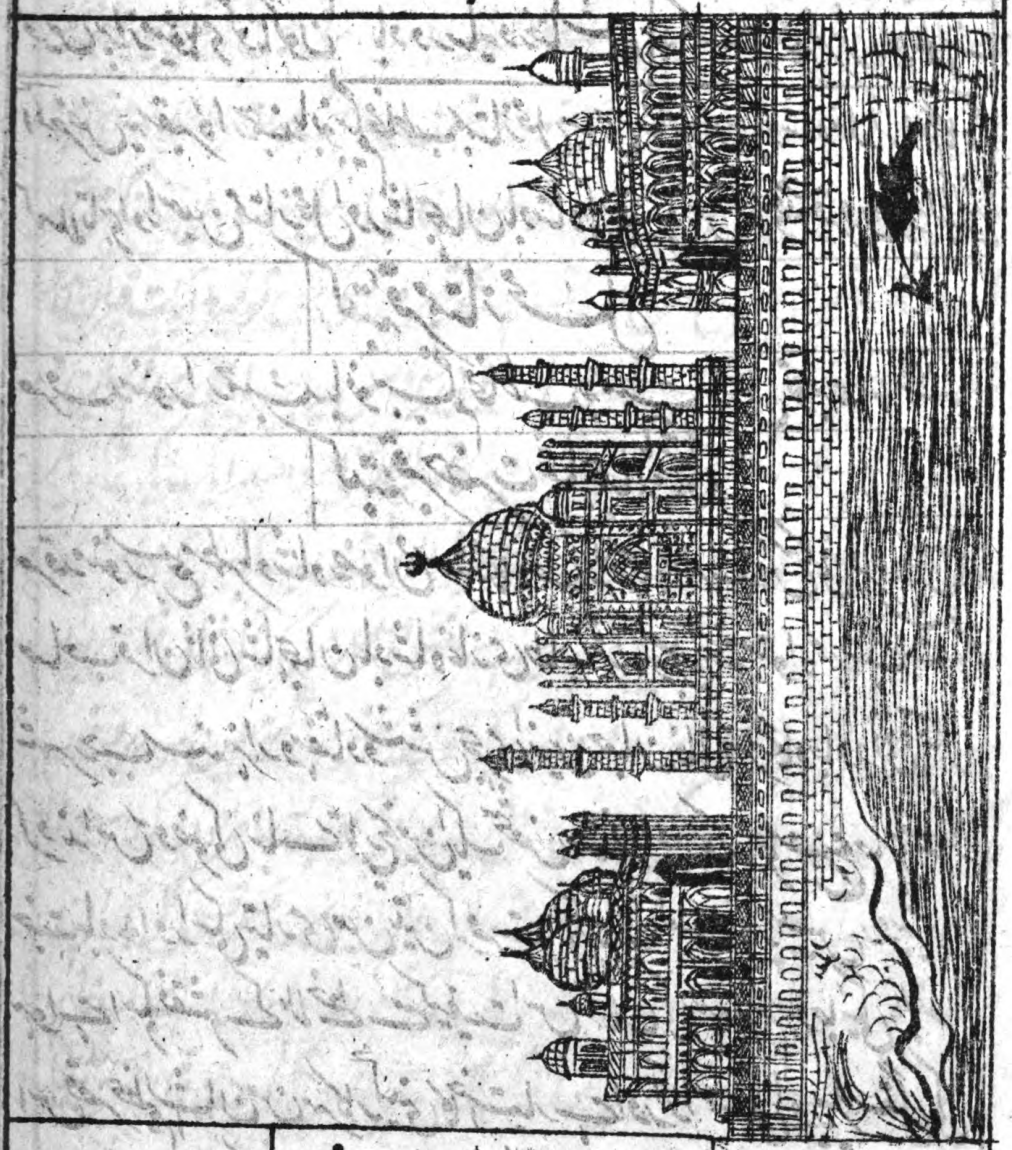

گناہ کا خوف ۸
ڈر ۸
غم ۹
ہنسی ۱۰
رونا ۱۱
خفگی ۱۲


خاطر جمع یا بفکر ۱
خوشی ۲
تعجب ۳
حیرانی ۴
توجہ ۵
حقارت ساتھ دشمنی کے ۶

اور بروقت رونے کے آدمی کی شکل ایسی ہوجاتی ہے جیسی کہ گیارہوین ہے
اور جسوقت کوئی شخص غصہ مین ہوتا ہے اوسکی شکل ایسی ہوجاتی ہے جیسی کہ
بارہوین ہے ۔ اور جسوقت کہ ایک شخص طاقت مند ایک کمزور شخص کو مارتا
ہے اور وہ غصہ بھی ہوتا ہے اور ڈرتا بھی جاتا ہے تو اوسکی شکل ایسی ہو
جاتی ہے جیسی کہ تیرہوین ہے اور بروقت نہایت ناامیدی ہونے کے کسی
بات سے انسان کی شکل ایسی ہوجاتی ہے جیسی کہ چودہوین ۔ اور پندرہوین
شکل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شخص نہایت عشق مین گرفتار ہے اور
جسکے مزاج مین نہایت غیرتی ہوتی ہے اوسکی شکل سولہوین ہے اور انسان
جب کچھ چیز چاہتا ہے جب اوسکی شکل ایسی ہوجاتی ہے جیسی کہ سترہوین
ہے ۔ اور جسوقت کہ آدمی کو نہایت جذبہ خوشی کا ہوتا ہے اوسکی اٹھارہوین
شکل ہے ۔ اور جس شخص کے دلمین خوف ہوتا ہے یعنی ایک شخص ہمارہتا ہے
اور ایک شخص کو یہ خوف ہو کہ شاید یہ بیمار مرجائے تو اوسکی شکل ایسی بنجاتی ہے
جیسی اونیسوین ہے ۔ اور شکل بیسوین سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص کسیکو ناپسند
کررہا ہے ۔ اور جسوقت انسان کو نہایت ہی خوف اور ڈر لگتا ہے اوسکی
شکل ایسی ہوجاتی ہے جیسی کہ اکیسوین ہے ۔ اور بروقت رحم آنے کے
آدمی کی شکل ایسی ہوجاتی ہے جیسی کہ بائیسوین ہے ۔ اور حاسد آدمی کا چہرہ
بوقت حسد کرنے کے ایسا ہوجاتا ہے جیسا کہ تیئیسوان چہرہ ہے ۔ اور
جسوقت کہ آدمی کو بیماری یا زخم وغیرہ کی بہت تکلیف ہوتی ہے تو اوسکا
چہرہ ایسا بنجاتا ہے جیسا کہ چوبیسوان ہے ۔

کہ جسوقت انسان رنجیدہ ہوتا ہے تو اوسکا چہرہ کسطرح کا ہوجاتا ہے اور جسوقت آدمی کی دلمین خوشی ہوتی ہے تو اوسکا چہرہ کس ڈھنگ کا معلوم ہوا کرتا ہے اور جسوقت انسان کے دلمین خوف ہوتا ہے اوسوقت منہ اوسکا کیونکر بنجاتا ہے اور یہ بھی صاف جان روشن ضمیر پر واضح ہوجیوکہ یہ حال بھی بہت نادرات سے ہے اور سیکڑون روپیہ خرچ کرکر ایسے نقشجات نہین دستیاب ہوسکتے ہین اب یہان سے مین ہر ایک چہرے کا جدا جدا بیان کرتا ہون غور سے ملاحظہ کرو ۔ اول شکل کے ملاحظے سے یہ بات ثابت ہوگی کہ جس شخص کے دلمین امن ہوتا ہے اور کسیطرح کی فکر نہین ہے اوسکی شکل اسطور کی بنجاتی ہے ۔ اور جس شخص کے دلمین خوشی ہوتی ہے اوسکی شکل ایسی ہوتی ہے جیسی کہ شکل دوسری ہے ۔ اور شکل تیسری کے ملاحظے سے یہ بات معلوم ہوگی کہ یہ شخص کسی چیز کو دیکھکر تعجب کرتا ہے یعنی جب ایک آدمی کسی چیز کو دیکھکر تعجب کیا کرتا ہے تو اوسکی شکل ایسی بنجاتی ہے اور جسوقت کہ انسان کسی بات کو سنکر یا دیکھکر کہ وہ قریب قیاس اوسکے نہو وہ نہایت حیران ہوتا ہے تو اوسکی شکل ایسی ہوجاتی ہے جیسی کہ شکل چوتھی ہے ۔ اور شکل پانچوین کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص دل مین تعریف کر رہا ہے کسی چیز کی ۔ اور شکل چھٹی مین یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہ شخص کسیکو بنظر حقارت اور دشمنی کے دیکھ رہا ہے اور جسوقت کوئی شخص کچھ گناہ کرتا ہے اور پھر وہ اپنے گناہونکی طرف دیکھکر جو خوف کیا کرتا ہے تو اوسکی شکل ایسی ہوجاتی ہے جیسی کہ ساتوین ہے اور جسوقت آدمی کچھ چیز خوف کی دیکھکر خوف کیا کرتا ہے اوسکی شکل ایسی بنجاتی ہے جیسی کہ آٹھوین ہے ۔ اور نوین شکل سے یہ ظاہر ہے کہ یہ شخص غمگین ہے ۔ اور دسوین شکل سے یہ معلوم ہوجائیگا کہ یہ آدمی ہنستا ہے

اس نقشے میں مندرج ہے فقط



اشکال مختلفہ حالات انسانی

یہ بات ظاہر ہے کہ جو بات جس شخص کے دلمیں ہوتی ہے وہ چہرے پر بھی ظاہر ہوجاتی ہے
مثلاً اگر کسی شخص کے دلمیں کچھ فکر یا غم ہوتا ہے تو وہ ضرور ہے کہ اوسکا چہرہ بھی متفکر
اور غمگین معلوم ہو اور جس شخص کے دلمیں خوشی ہوتی ہے تو اوسکے چہرے پر
بھی خوشی اور انبساط پائی جاتی ہے چنانچہ ہم اسجا سب طرح کی اشکال مختلفہ ثبت کرتے ہیں

روضۂ ماہ سہرہا سلسال	دوختہ سج طیرہا موزون	آن برازلالہ ہای رنگارنگ
وین برازمیوہای گوناگون	باد در سایۂ درختانش	کسنرانید فرش بوقلمون

الغرض یہ مقبرہ ارجمند بانو بیگم مخاطب بممتاز محل بیوی شاہجہان بادشاہ خلد آرام گاہ کا کہلاتا ہی اور اسمین ممتاز محل اور شاہجہان بادشاہ کی قبرین ہین اور دونو قبرون پر یہ کتبہ کندہ ہی

کتبۂ قبر ممتاز محل

مرقد منور ارجمند بانو بیگم مخاطب بہ ممتاز محل توفیت ۱۰۴۰ھ

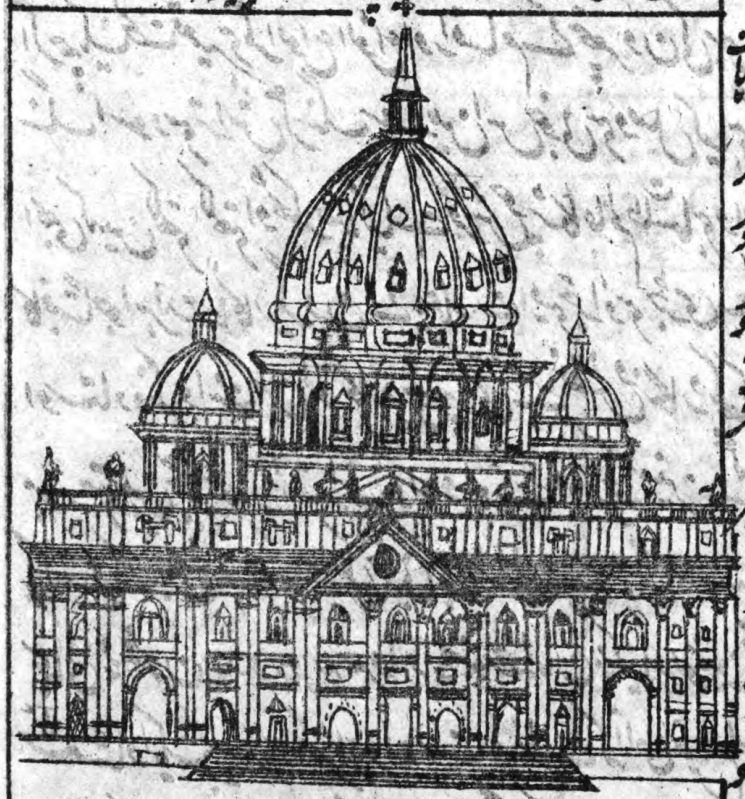
کتبۂ قبر حضرت شاہجہان بادشاہ

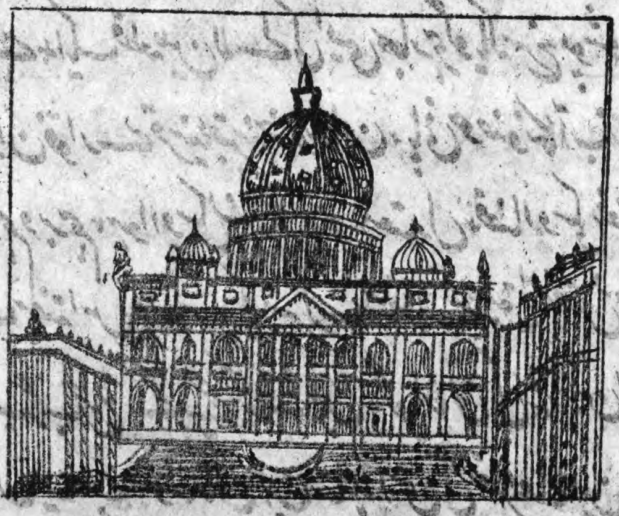
مرقد منور مسجع مطہر بادشاہ رضوان دستگاہ خلد آرام گاہ حضرت عیش مکانی فردوس ستانی صاحب قران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ در شب بست و ششم شہر رجب سنہ ہزار و ہفتاد و شش ہجری ازین جہان فانی بسرمنگاہ جاودانی انتقال کردند اس روضہ کی بناے تاریخ مین ایک شخص نے یہ مصرع کہا ہی مصرع جاے ممتاز محل جنت باد اور اسکی تیاری مین تین کرور سترہ لاکھ اڑتالیس ہزار چھبیس روپیہ خرچ ہوا ہے اسکے نقشہ کے ملاحظے سے کیفیت اس مکان کی معلوم ہوجائیگی بالفعل اس قصر عظیم الشان مین سرکار کمپنی کا اختیار ہے اور آراستگی و پیراستگی کی بھی سرکار ہی مختار ہے یکشنبہ کے دن ہمیشہ وہان میلا ہوتا ہی اور ہر ایک تماشائی تماشے سے دل کا غم کھوتا ہی چونکہ لب جمن اس روضہ عالی کی بنیاد ڈالی ہے لہذا اوسکی آب وہوا سے اور بھی نظر کو بحالی ہے اور یہ نقشہ اس مکان عالیشان کا جو ہمنے واسطے ملاحظۂ ناظرین کے درج کیا ہے دریاے جمن کیطرف سے کھینچا ہوا ہے وہانسے جو کچھ کہ مکانات اور کیفیت اس روضہ کی معلوم ہوتی ہے سب

حال روضۂ ممتاز محل کا

یہ روضہ شہر اکبرآباد سے ڈیڑھ کوس کے فاصلے پر جانب شرقی مین واقع ہے یہ روضہ بعینہ نقل روضۂ رضوان ہے بلکہ بہشت بہشت کا مقابل ہے اس عمارت کی مانند روے زمین پر کوئی عمارت نہین + صحن اوسکا بہت وسیع + مینارین اوسکی بہت رفیع + سنگ مرمر سے اگرچہ یہ یکلخت تعمیر ہے مگر انواع الوان اور اقسام کے پتھرون کی بھی توقیر + آیات قرآن مجید کو سنگ اسود سے تراش کر سنگ سفید مین اس خوبی سے وصل کیا ہے گویا یاقوت رقم خان ابھی کہین لکھتے لکھتے اوٹھکر چلا گیا ہے فرش جو پٹکا عالم طلسمات ہے واللہ ایک ایک ٹکڑا پتھر کا قیمتا جواہرات + کاریگرون نے یہ عمارت ایسی جڑاؤ سی جڑی ہے کہ بڑے بڑے دستکار اوستاد دنکو دانت مین اونگلی دینی پڑتی ہے نقش و نگار دیکھکر تماشائی نقش دیوار ہو رہتے ہین بجز سبحان اللہ اور واہ واہ کے اور کچھ نہین کہتے ہین اس روضے کے اندر ایک باغ ہے کہ اوسکی خوبی ہی نرالی ہے یعنی بستہ خاطرون کی واسطے مقام بحالی روشون پر دو رویہ سرو اور صنوبر خرامان + کیاریون مین قسم قسم کی گل بوٹے ان شمشاد ایک پیر سے کھڑا ہوا دست بدعا ہے کہ الٰہی قیام اسکا قیامت تک قائم رہے + ایک قطعہ مین لالے کی ایسی بہار ہے گویا کہ سرخ پوشون کی بستہ قطار نہرین جا بجا روان فوارے قرینہ بقرینہ خرد شان + پانی حوضون کا آب زمزم اور لب انہار و انجار درہم و برہم + ہوا اوسکی نسیم بحری سی بھی معتدل + فضا اوسکی فضاے خلد مقابل + اگر ایک ہفتہ اس فردوس کی سیر کرے مبتلاے ضیق النفس دم صحت کا مارے مرغان خوش آواز عجب عجب طرح کے چہچہے کرتے ہین + گویا خالق کی ثنا مین تسبیح پڑھتے ہین یہ اشعار اس پر بہت موزون ہین شاید اسی کی تعریف مین کہے گئے ہین ابیات

بغراغت لیٹ سکتی ہین اوسکی اوپر چڑھنے سے ایک عالم اور ہزارون کوسون کی خیرین نظر
آتی ہین اور ہر سال دسمبر جنوری جون کو چار ہزار چراغون اور دو ہزار شمل قندیل وغیرہ کی اوس
برج مذکورہ بالا پر روشنی ہوا کرتی ہی اور اوسوقت نہایت ہی اچھا معلوم ہوتا ہی کہ قلم اوسکی توصیف
لکھنے مین سرنگون ہی اور اس برج مین واسطے مدخلت کے پانچ دروازے ہین اور اول دروازہ بہت متبرک
خیال کیا جاتا ہی اور لوگ دور دور
بوقت شام واسطے سیر کرنیکے
ہر روز جمع ہوا کرتے ہین اور
ایک بازار لگ جاتا ہی اور
اوسوقت اور بھی رونق
ہو جاتی ہی کہ بیان سے باہر
ہی اور ہر روز گرد
مزار سینٹ پیٹر کے
جسکے نام پر عبادتگاہ مشہور
ہی ایکسو بارہ چراغونکی روشنی
ہوا کرتی ہی اور اس عبادتگاہ
کی ایک کتاب بین دو نقشے
ہمنے واسطے ملاحظہ ناظرین
کرام کے ان دونون نقشونکو کتاب ہذا
مین درج کروادیا ہے





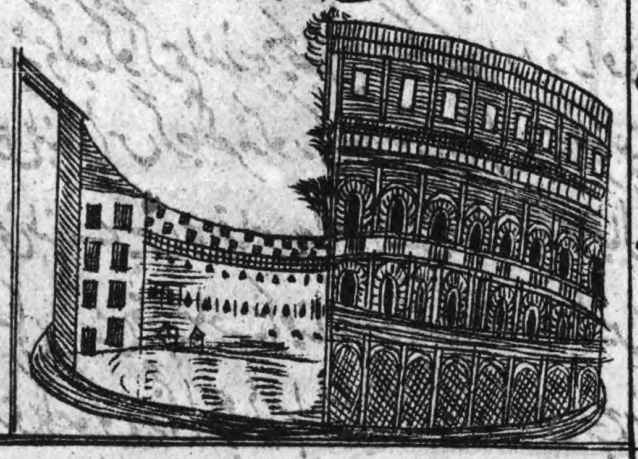
کہین کہین سے ڈھوا دیا ہے اور اوسکے پتھرون اور مصالح کو لیجا کر جا بجا عمارتین کروائی ہین اور بعد اسکے جب کہ قوم گوتھ روم پر متصرف ہو گئی تھی تو اونہون اسی اور بھی منہدم کر دیا تھا لیکن جب بھی اب وہ ایک ایسا خوبصورت مکان ہے کہ روی زمین پر کم ہونگے فقط۔

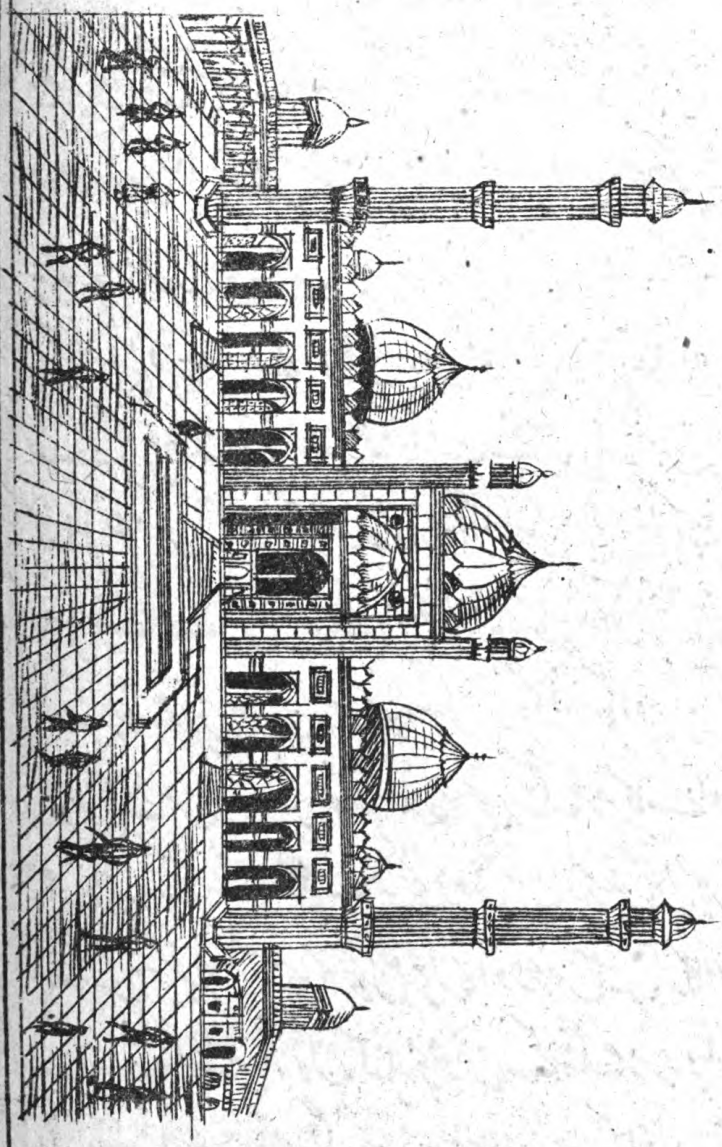
عبادتگاہ عیسائی

یہ عبادت گاہ عیسائی رومیہ کبریٰ مین واقع ہے اور یہ عبادتگاہ مذکور سینٹ پیٹر کی کہلاتی ہی سینٹ پیٹر ایک بڑا ولی تھا اور اس عجیب اور خوش قطع مکان کے مشاہدہ سے طبیعت دیکھنے والے کی بہت خوش اور محظوظ ہوتی ہے اور ہر ایک طرف اسکے چوہڑی چوہڑی قطارین در محراب دار کی بنی ہوئی ہین اور کل ستون دورنکے دوسے چوراسی تو مدوّر اور اٹھاسی بیع ہین اور ان دروازون پر اور سب چرخ یعنی گرجا گھر تین سو چوبیس بت واسطے خوبصورتی کے مترشح ہوئی ہین اور ہر ایک بت اونمین کا بارہ بارہ فیٹ بلند ہی اور درمیان اسکے اد ھر اد ھر بہتی ہین اور انکا پانی نو نو فیٹ اونچا اچھلتا ہے اور اوسکے دیکھنے سے بڑی تر و تازگی حاصل ہوتی ہی اور حقیقت مین یہ چرخ نہایت خوبصورت اور شہور ہی اور اسکے برابر بہت کم ہین اور اسکی بلندی اور چوڑائی سب موافق ہے اور یہ عبادتگاہ بڑی حیران کرنیوالی ہی لیکن سب مین زیادہ خوبصورت تعجب اسکا گنبد ہی اور اس بڑی گنبد کے پاس اور اور چھوٹی چھوٹی سی گنبد بہت لطافت سے بنی ہوئی ہین اور بڑی گنبد کو اگر ہم اندر سے دیکھین تو بڑا کھوکھلا اور ڈراونی صورت کا معلوم ہوتا ہے اور کل بلندی اس گرجا گھر مذکور کی چار سو تیس فیٹ کی ہے یعنی مینار قطب صاحب سے یہ عبادتگاہ دوگنی بلند ہے پس اسی قیاس پر اسکی چوڑائی اور ڈھانچ کا خیال کرنا چاہیے کہ جس حالت مین اوسکی بلندی قطب صاحب کے مینار سے دوچند ہی تو اور سب باتین مثل چوڑائی وغیرہ بھی اوسکی بلندی کے موافق ہونگی اور چوٹی پر اس عبادتگاہ کی ایک گول برج بنا ہوا ہے اور وہان سو لہ آدمی

اوسکے نے سیر آرا ہوکر اس تماشاگاہ کو نشہ عیسوی مین بخوبی طیار کروالیا اور اوسمین
نو ہزار عجیب عجیب قسم کے جانوران گزندہ و درندہ مثل شیر اور ہاتھی اور چیتے وغیرہ کے داخل کیے
اور اوسوقت مین جو عیسائی روم مین قید تھی اونسے وحشی جانورونکو شاہنشاہ طیطوس
لڑوایا کرتا تھا اور آپ تماشا دیکھتا اور اکثر اوقات آپسمین جو انونکی لڑائی کروایا کرتا اور ایکدفعہ
کا مذکور ہے کہ شاہنشاہ موصوف نے اس عمارت کے صحن مین پانی بھروادیا تھا تو اوسوقت
یہ مکان مانند ایک چھوٹے دریا کے معلوم ہوتا تھا اور پانی بھرواکر واسطے تماشا دیکھنے کے
جہاز بھی چلوائے تھے یہ عمارت رفعت مین بہت رفیع اور وسعت مین بھی وسیع
اسقدر ہے کہ ایکدفعہ قریب لاکھ آدمی کے بخوبی آگئے تھے گرداوسکا قریب مسولہ سو فیٹ
کے ہے اور بلندی مین آسمان پر خندہ زن ہے ایک مؤرخ ایسی تعین بیان کرتا ہے کہ
انسان جب اوسکی بلندی دیکھنے کے واسطے نظر اوپر کرتا ہے تو باصرہ بینائی سے قصر
رہتی ہے کہ یہ عمارت کہان تک بلند ہے صفائی مین اسقدر مصنع ہے کہ بہشت دیکھکر رشک
کھاتا ہے آدمی کو طاقت نہین کہ شمہ اوسکی تعریف بیان کرے اور خامہ دو زبان اوسکی توصیف لکھنے مین
گردان ہے یہ عمارت انسان کی تیار کی ہوئی نہین معلوم ہوتی ہے اگر ملائک ملبلس بشر آنکر تیار کرگئے ہون تو کیا
عجب ہے اور اگر اسکو انسان نے تعمیر کیا ہے
تو معلوم ہوا کہ رومی اون دنون بڑے
بڑے زیرک تھے بہت دنونکا عرصہ
ہوا کہ اہل فرنگ نے منظر اسکے
کہ یہان ہماری ہمقوم کہ آدمی بہت
ستائے گئے تھے

نقشہ تماشاگاہ





یہ عمارت بلند اسقدر ہے
کہ ٹوپی والے کو ٹوپی اور
پگڑی والے کو پگڑی سنبھالکر
اسکی طرف آنکھ اوٹھاکر
دیکھا جاتا ہے تین طرف
اسکے سیڑھیین واسطے
چڑھنے کے سنگ سرخ
کی بہت چوڑی اور
لبنی نہایت صفائی
کے ساتھ بنائی گئی
ہین چارون طرف
اسکے بازار نہایت
خوش آیندہ اور
آراستہ ہے یہ شعر

اسپر بہت سورون ہے شعر زہی صفاے عمارت کہ در تماشایش ٭ بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوارہین التواریخ

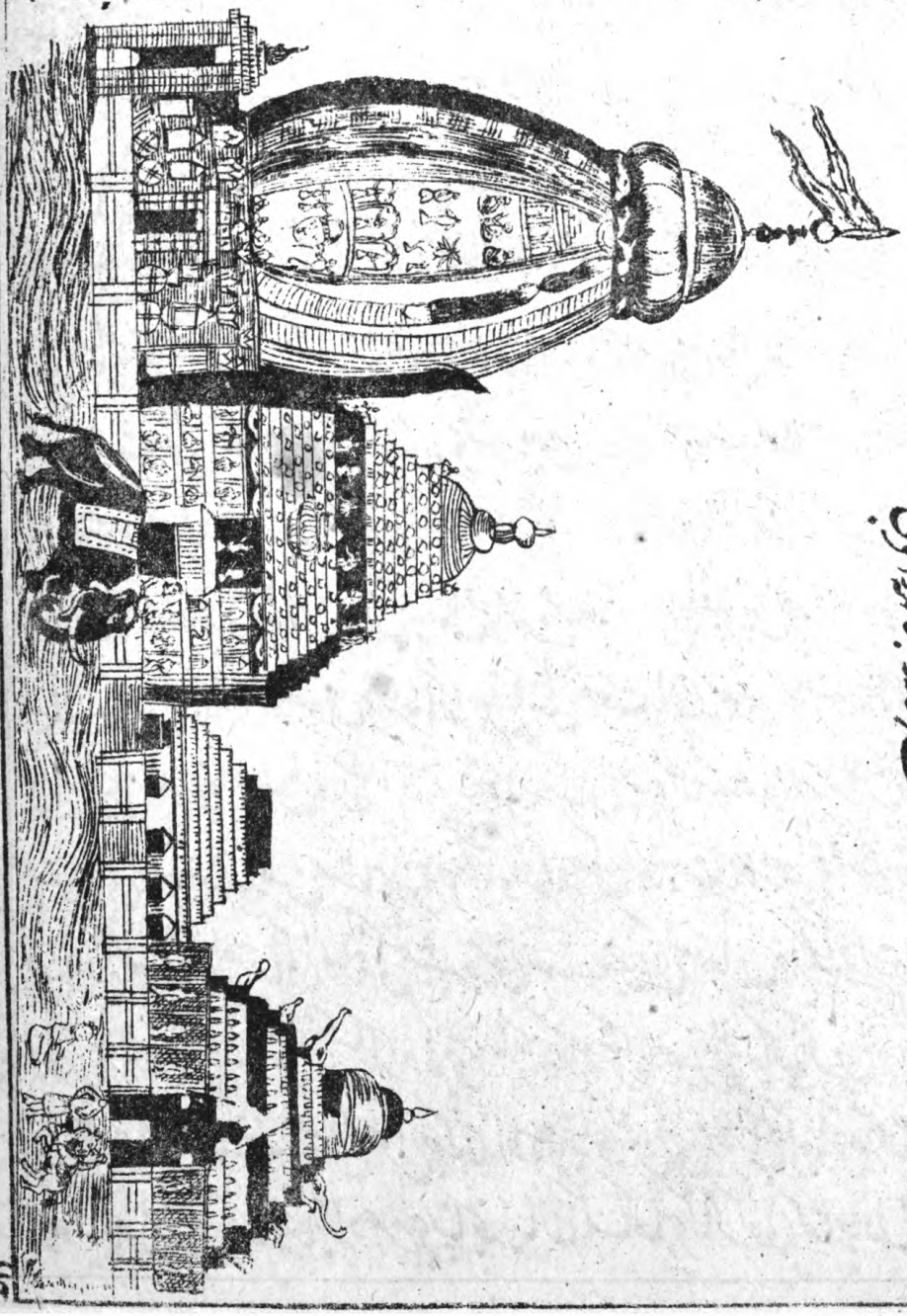
حال تماشاگاہ روم کا

یہ عمارت یعنی تماشاگاہ روم کی بھی ایک عجیب مکان ہے اور قابل بیان کے ہم اسواسطے حال اس عمارت کا مع نقشہ اوسکے کے قلمبند کرتے ہین مخفی نہ رہے کہ اس عمارت کو وسپیشین شاہنشاہ روم کے نے تعمیر کرنا شروع کیا تھا لیکن نہ بنوا سکا بنا یا تھا کہ اسن جہان فانی کو چھوڑ کر متوجہ عالم باقی کا ہوا اور اسکے بعد شاہنشاہ طیطوس فرزند ارجمند

حال جامع مسجد دہلی کا

یہ عجیب و غریب جامع مسجد نہایت شہر مین واقع ہے شاہنشاہ شاہجہان نے اپنی جلوس کے چوبیسوین سال مطابق ۱۰۶۸ سنہ ہجری مین اسکی تعمیر ہونیکا حکم دیا تھا اور عرصہ چھ سال مین یہ عمارت بنکر طیار ہوئی تھی اسکا اہتمام قریب پانچ مہینے کے جعفر خان نے اور قریب دو سال کے خلیل اللہ خان نے اور تین برس اور پانچ مہینے سعد اللہ خان وزیر نے اور بعد اوسکے مرنے کے روح اللہ خان داروغہ عمارات نے کیا ایک شخص نے اسکی بنا کی تاریخ مین یہ مصرع کہا ہے ع مسجد شاہجہان قبلہ حاجات آمد ۔ اگرچہ اس مصرع مین ایک سال کی کمی ہے لیکن چونکہ الفاظ اسکے بہت خوب ہین اسواسطے یہ تاریخ بادشاہ کو پسند آئی اس مسجد کی تیاری مین دس لاکھ روپیہ صرف ہوئے ہین حلیہ اس مسجد کا اسطور پر ہے کہ اوسکی اوپر تین بڑی گنبد سنگ مرمر اور سنگ موسی کے ہین اور فرش اوسکے اندر کا بھی سنگ مرمر کا ہے اور صورت مصلی کی بطور محراب کے سنگ موسی سے تراشی ہوئی ہین اور فرش صحن کا سنگ سرخ کا اور اکثر مکانات سنگ سرخ سے تعمیر ہین اور مسجد کا طول نوے گز کا اور عرض بتیس گز کا اور صحن کے بیچمین ایک حوض ہے پندرہ گز سے بارہ گز کنارے حوض کے سنگ مرمر اور سنگ موسی کے ہین مسجد کے اندر دو مینار بہت بلند سنگ سرخ سے بنے ہوئے ہین کہ اون پر چڑھنے سے ایک عالم نظر آتا ہے اور اکثر مصوروں نے اوپر چڑھکر نقشہ تمام شہر کا کھینچا ہے شام کے وقت یہان ایک بازار لگتا ہے سب طرح کی خلقت کپڑا بیچنے والی اور خوانچہ والے وغیرہ وہان جاکر بیٹھتے ہین اور اکثر شہر کی خلقت جمع ہوتی ہے اوسوقت عجب کیفیت اور بہار وہان دکھلائی دیتی ہے کہ بیان اوسکے کے زبان قلم کی قلم ہوتی ہے غرض یہ ہے کہ یہ بھی مکان شہر شاہجہان آباد مین عجیب ہے اوسکا نقشہ کے ملاحظے سے کیفیت اوسکی معلوم ہو جائیگی

برہمن بس جو وہ بشن جی کو کھائے اور اوسکو دانت مین سے نکال دے کوئی برہمن کھائے تو اوسکے
سارے گناہ معاف ہو جائینگے چنانچہ اوس راجہ نے بموجب حکم برہما جی کے مندر بشن جی کا تعمیر کرایا اور
وہ مندر ایسا عمدہ تعمیر کروایا تھا کہ مثل اوسکے جہان مین کم پائے گئے ہین اور وہ بھی دنیا
مین ایک عجیب مکان ہے لہذا اوسکا نقشہ بھی واسطے ملاحظہ شائقین کے درج کتاب ہوا



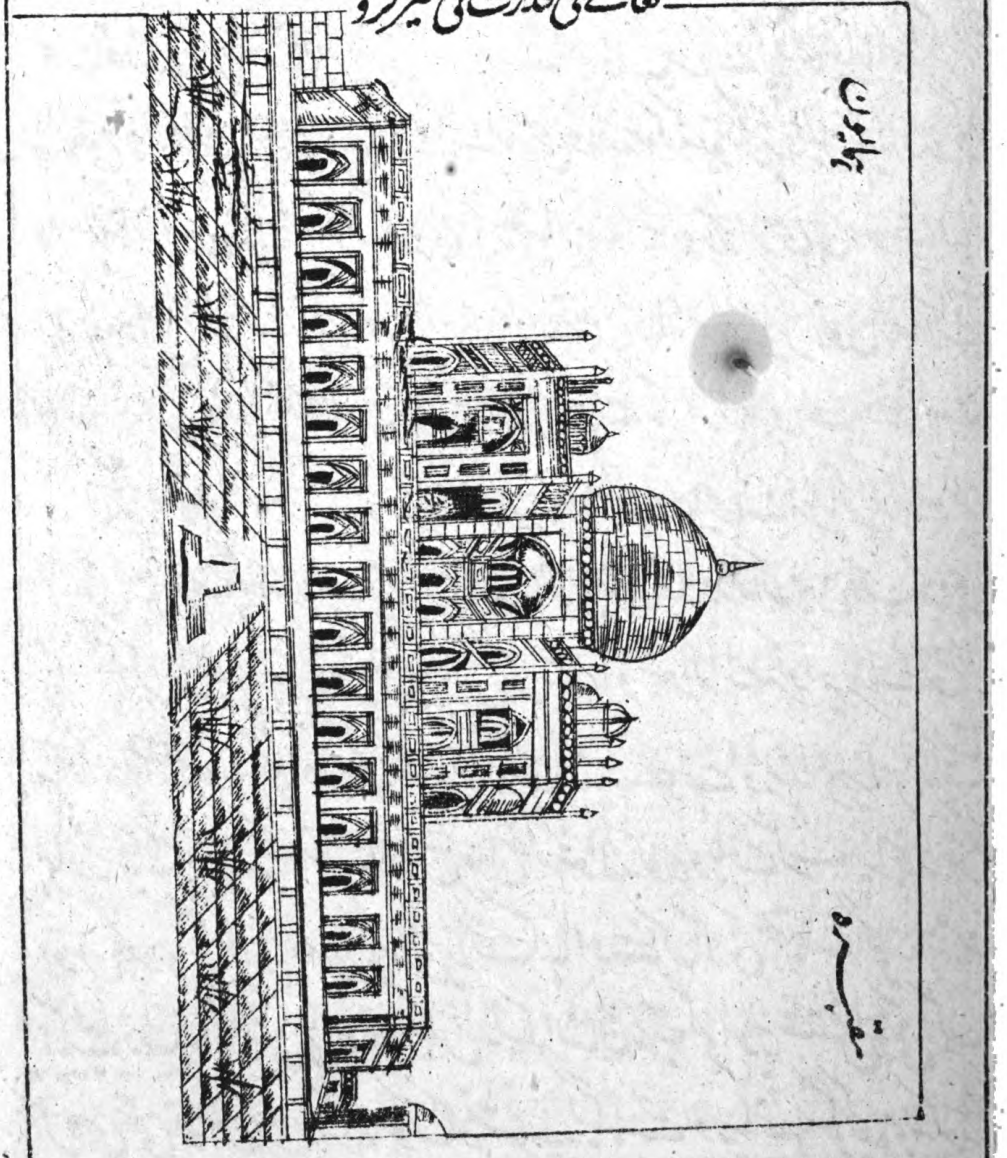
نقشہ مندر جگن ناتھ جی

راجہ سے یہ بھی کہا کہ اگر مفصل حال اس عبادت گاہ کا دریافت کیا چاہے تو لازم ہے کہ تو ایک
پہاڑی کوئی یعنی زاغ پاس جا جو اُمر ہے یعنی ہمیشہ سے جیتا ہے اور مرتا نہیں ہے وہ تجھسے
سب حال کہدیگا چنانچہ راجہ مذکور اوس کوئی کے پاس بھی گیا جسکے پر بسبب گذرنے اوقات
بعید کے سفید ہو گئے تھے یہ درخواست کی کہ مجھے مقام عبادتگاہ مذکور کا بتادے کوئی نے کہا
سچ ہے کہ ایک عبادتخانہ بشن جی کا دریاے شور پر واقع تھا اور وہ سونے کا بنا ہوا تھا اور زمرد
جواہرات جڑے ہوئے تھے از بسکہ زمانہ سب چیز فنا کا نیست و نابود کرنیوالا ہے تو اس عبادتگاہ
کو بھی اوسنے نیچے ڈالا اور سمندر کے کنارہ کی خاک کو اوسکے اوپر تودے لگ گئے اور وہ قریب ۸ کوس
نیچے ریت کے دبگیا بشن جی یہ چاہا کہ اس عبادتگاہ سے سرگ لوک کو چلا جاؤں اسواسطے اونھوں
نے ایک پہاڑ پر جو متصل اس عبادتگاہ کے تھا اپنے تئیں درخت کی شکل سے تبدیل کیا چنانچہ وہ درخت
بھی غارت ہوگیا اور اوسکا ٹھنٹھ دریاے شور میں بہا پھرتا ہے یہ سب حال راجہ سے کہکر کوا اپنے
گھونسلہ کو اڑ گیا راجہ اوسی مقام پر لیگیا جہاں مندر سونیکا دفن تھا اور اپنی جوگ شکتی
کر یدکر سونیکے مندر کی نشان دہی کی یہ حال دیکھکر راجہ مذکور بہت خوش ہوا اور عرض
کیا کہ اب میں کیا کروں اونھوں نے فرمایا کہ اس زمانہ کی خلقت پاپی ہوگئی ہے اسواسطے تجھے لازم
ہے کہ سونیکا مندر نہ بنوا لیکن اوسی مقام قدیم پر پتھر اور لکڑی وغیرہ کا بنوا دے اور اوسمیں وہی درخت
بشن جی کا جو سمندر میں بہتا پھرتا ہے منگوا کر اوسکی مورت بنوا اور سوا ے اس مورت کے
پرتما اونکے بھائی بلرام جی کی اور اونکی ہمشیرہ یعنی سبھدرہ جی کی استھاپن قائم کروا دے اور
اوس عبادتگاہ میں ہمیشہ پرستش کیا کر اور اپنی رعایا کو حکم دے کہ اسمیں جو جا کیا کریں اور اس کے
سے تو اور تیری خلقت بیکنٹھ حاصل کریگی جو کہا اوسطے بشن جی مہاراج کے تیار ہوا کریگا اوسکی
جھوٹ یعنی بیس جوڑہ کہانیکا بڑا دھرم ہے چنانچہ یہان تک لکھا ہے کہ اگر کوئی کتا جاول یعنی

حال جگناتھ رائے جی کے مندر کا

یہ مشہور عبادتگاہ اہل ہنود کی ضلع کٹک ملک اوڑیسہ مین واقع ہے گو حقیقت مین
اسجا عملداری انگریزی ہے لیکن نام کیواسطے وہان راجہ ملک حرو کا حاکم کہلاتا ہے یہ
مندر قریب دریاے شور کے واقع ہے اور اسکے آس پاس بہت جنگل پایا جاتا ہی
اور اسکے قریب ایک بستی ہے جسکو پوری کہتے ہین یہ ملک بہت مدت ہوئی کہ اہل
اسلام نے فتح کیا تھا بعد ازان ۱۷۳۸ء مین وہ مرہٹون کے ہاتھ اور بعد اسکے ۱۸۰۳ مین وہ
تحت تصرف انگریزون کے مین آیا چند روز بعد راجہ ملک حرو نے کچھ دنگا مچایا اسپر انگریزون
نے فوج واسطے تنبیہ اور تادیب اوسکے بھیجی وہ قید ہوکر کمپو انگریزون مین آیا اور اوسکی
واسطے انگریزون نے پنشن مقرر کردی اور اختیار مندر مذکور کا اوسی ہی سونپ دیا
اہل ہنود اصل اس مندر کی اسطرح سے بیان کرتے ہین زمانۂ سلف مین کوئی راجہ ملک اوڑیسہ
کا تھا اور وہ برہما جی کی عبادت کیا کرتا تھا اور اوسنے ایکدفعہ برہما جی سے یہ درخواست
کی تھی کہ کسیطور سے میری ساری گناہ معاف ہوجائین برہما جی نے فرمایا کہ اگر تو شوالہ
بشن جی عرف جگناتھ رائے جی کو جو پہلے زمانے مین تھا اور خاک مین دب گیا ہی
تلاش کرکر اور وہین پھر پرستش بشن جی کی کرائے اور شوالہ از سر نو تعمیر کرائے تو تیری
ساری گناہ معاف ہوجائینگی اور یہ بھی کہا کہ ایک کچھوا قدیم سے ہے اور ابتداے دنیا سے ابتک جیتا
ہی اور نزدیک سہاڑ نیلا کے رہتا ہے اوس سے حال مقام شوالۂ مذکور کا دریافت کرلے چنانچہ راجہ مذکور
اوس کچھوے پاس گیا اور اوس سے حال دریافت کیا اوسنے کہا کہ فی الحقیقت اگلے زمانہ مین
ایک عبادت خانہ بشن جی کا تھا لیکن از بسکہ انسان مذہب ہوگئے اور پرستش اونکی ترک
کردی تھی تو بشن جی سرگ لوک کو تشریف لیگئے تھے اور ساتھہ اسکے کچھوے مذکور نے

اگرچہ عمارت اس مقبرہ کی قائم ہے کہین کہین سے جالیان ٹوٹ گئین ہین لیکن باغ
بالکل ویران ہوگیا ہے اور وہ سرو کے درخت جو قد یار پر طعنہ مارتے تھے اور وہ گل جو لب
زندگی بخش پر تشنیع دیتے تھے نام کو بھی نرہے نہرین ٹوٹ گئین بنا و نکا نام رہا
حوض بند ہوگئے مگر اب بھی کچہ کچہ نشان باقی ہے اگرچہ باغ ویران ہوگیا ہے لیکن عمارت
مین کچہ فرق نہین آیا ہے اور ایسی ایسی عمارتین جہانمین کم پائی گئی ہین نقشہ اسکا دیکھو اور
تعالے کی قدرت کی سیر کرو



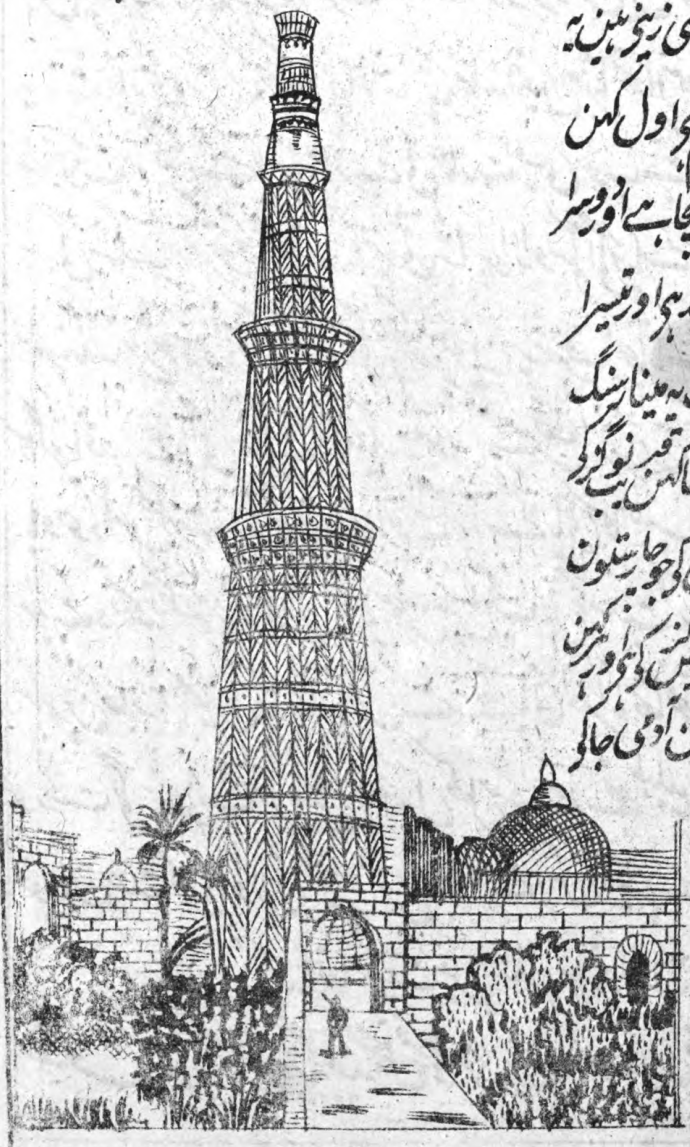
حال مقبرۂ ہمایون کا

یہ ایک مقبرہ عجیب نفیس دہلی سے ڈھائی کوس پر جنوب کیطرف اور اسمین ہمایون کی بیوی حاجی بیگم اور عالمگیر ثانی اور فرخ سیر اور دارا شکوہ وغیرہ مدفون ہین اس مقبرے کی تیاری ۹۶۳ھ ہجری مین حاجی بیگم ہمایون بادشاہ کی بیوی کی سعی اور ہمت سے شروع ہوئی اور سولہ برس کے عرصہ مین یہ مقبرہ تیار ہوا اور اوسکی تیاری مین پندرہ لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا اور فردوس مین کونہ مین پڑا تار اتھا مدت تک یہ بات جاری رہی کہ جو کوئی بادشاہی خاندانمین مرتا تھا اسمین دفن ہوتا تھا لیکن اب یہ بات موقوف ہوگئی ہے اس مقبرے کی عمارت ایسی خوب ہے کہ روے زمین پر بہت کم ہوگی سنگ مرمر تو وہ لطیف کہ موتی شاہوار اوسکے آگے دریاے خجالت مین ڈوب جاتا ہے اور سنگ سرخ وہ نادر کہ گلاب کی پنکھڑیون پر شرف لیجاتا ہے برج اسکا تمام سنگ مرمر کا گویا قدرت الٰہی کے دریا کا ایک موتی ہے قطع اس برج کی ایسی خوب ہے کہ آسمان باوجود اس عظمت وشان کے اوسکے آگے پانی کا بلبلہ معلوم ہوتا ہے صحن اوسکا بہت دلکشا کسی زمانے مین اسکے صحن مین ایک باغ بہت آراستہ تھا چار طرف نہرین جاری تھین جابجا حوض بنے تھے پانی لہراتا تھا فوارے چھوٹتے تھے سرو کے درخت لگے ہوئے تھے طرح طرح کے پھول کھل رہے تھے بلبلین چہچہاتی تھین اور اوسکی خوبیان جنت کو یاد دلاتی تھین کسی شاعر نے اس مقبرے کی تعریف مین یہ شعر کہا تھا حقیقت مین یہ شعر اوسپر نہایت موزون ہے،

شعر ہر کہ میخواہد کہ بیند شکل فردوس برین ✦ گو بیا این قصر این باغ ہمایون را ببین

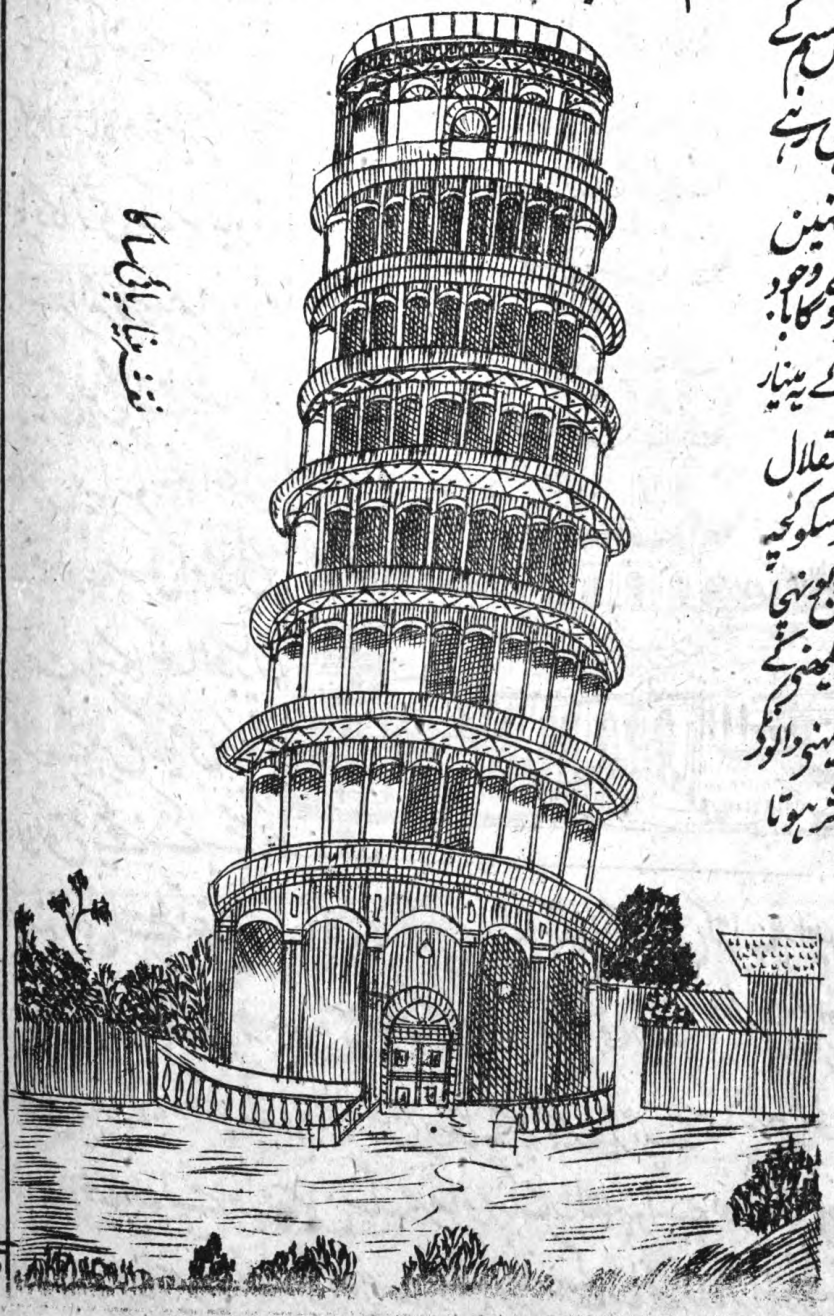
حال قطب صاحب کے مینار کا

یہ بہت بلند مینار قطب صاحب مین واقع ہے اور قطب صاحب دہلی سے ساڑھے سات میل کے فاصلے پر جنوب غرب کیطرف ہی منجملہ عمارات اوچیزون عجیب و غریب کے یہ مینار بھی ایک عجیب عالیشان عمارت ہی کہ ثانی اسکی ہندوستا مین بلکہ دور و مین نہین ہے اور اوسکو شمس الدین التمش غوری نے ۱۲۰۶ء مین تعمیر کروایا تھا اس منیار کا قطر قریب باون فیٹ کی ہی اور بلندی مین قریب سو گز کے ہے اور اوسکے اندر گردش دار راستہ اوسکی اوپر چڑہنیکا بنا ہوا ہے اور اوسمین تین سو چوراسی زینے ہین یہ



مینار پانچ کہنون مین منقسم ہی اول کہن قریب چھتیس گز کے اونچا ہے اور دوسرا کہن قریب سترہ گز کے بلند ہی اور تیسرا قریب چودہ گز کے یہانتک یہ مینار سنگ سرخ سے تعمیر کیا گیا اور چوتھا کہن قریب نو گز کے ہی اور پانچوان کہن مع برجی کے جو چار ستون سنگ سرخ پر قائم ہی قریب بیس گز کے ہی اور ہر کہن کے انجام پر ایک چھجا ہی جہان آدمی جاکے دم لیتے ہین اور اخیر کہن پر سنگ سرخ کا ایک کٹہرا بنوا لگوا دیا ہے تاکہ اگر کوئی شخص اوسپر چڑہے تو ہوا کے جھونکے سے نیچے نہ گر پڑے

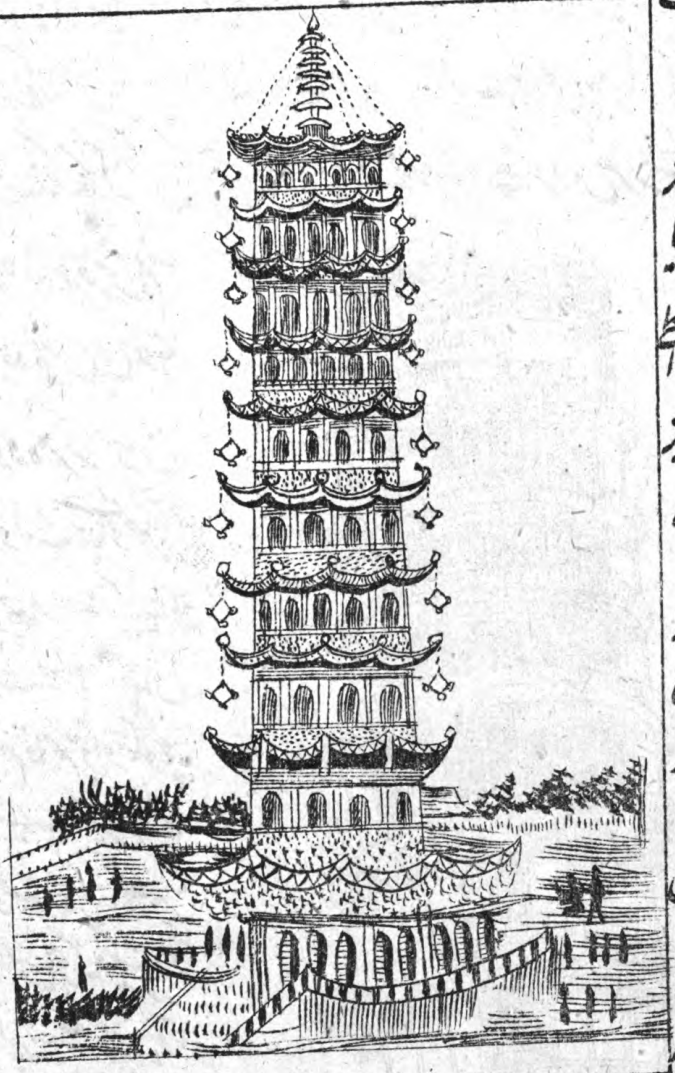
معلوم ہوتا ہے مدت تک ارباب اسکی میل کے مختلف رائین تھین بعض کہتے تھے کہ معمار نے اوسکو
جانکر ٹیڑھا بنایا تھا لیکن اب یہ تحقیق ہوگیا ہے کہ وہ بسبب بنیاد کے مٹی کے اندر کو دھس
جانیکے مائل ہوگیا ۱۱۷۴ عیسوی مین یہ عمارت بنی تھی یہ مینار ایک خوب مثال اس بات کی ہے
کہ جب تک مرکز ثقل کسی جسم کا سہارا پائے رہیگا یعنے اگر اس مرکز سے زمین کیطرف ایک عمود ڈالینر
تو وہ عمود اس جسم کے
قاعدہ مین ہی رہے
تو وہ مرکز نہین
اولٹ جاویگا وجود
ترچھا ہونے کے یہ مینار
مدت سے باستقلال
تمام قائم ہے اوسکو کچھ
آسیب نہین پہونچا
بوقت اسکی دیکھنے کے
یقین ہے کہ دیکھنے والونکے
دلپر بہت اثر ہوتا
ہوگا



نقشہ مینار پیسا کا

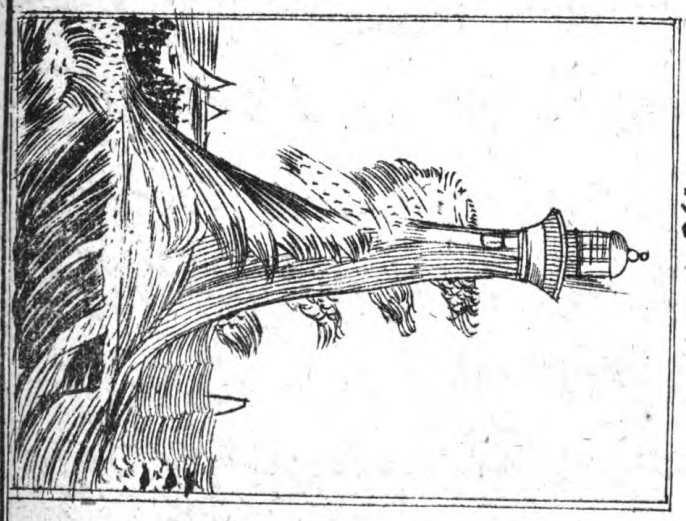
ہی اور قوم بیگانہ اسکو یہ
خیال کرتی تھی کہ یہ ایک
مانند عبادتگاہ کے واسطے
عبادت کے بنایا گیا ہی
لیکن اکثر یہ سنا اور دیکھا گیا
کہ بادشاہ اور امیر لوگ واسطے
یادگاری کے بنوا جاتے ہین
مسٹر النر و جنیہ ہمراہی اونکے
چین مین واسطے مشاہدہ کی
اس مینار کے گئے تھے اونھون
نے خوب سیر کی اور حال اور
نقشہ اسکا لکھا اور بیان
کرتے ہین کہ یہ بھی مکان
لائق دیکھنے کے ہے چنانچہ

نقشہ مینار نین کن کا

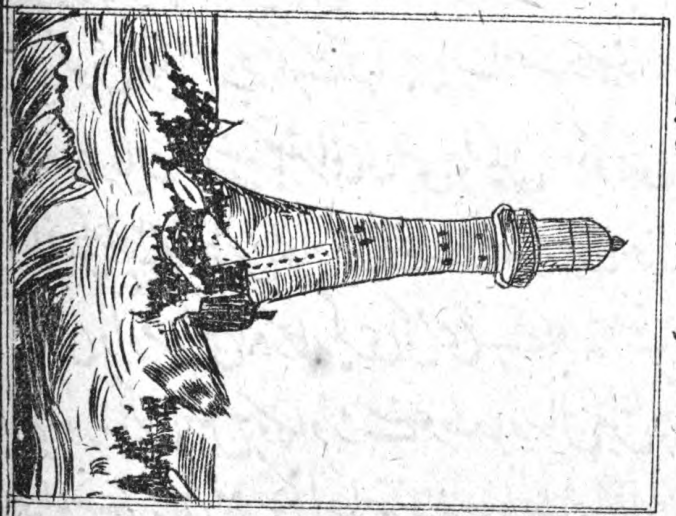


ہمنے بھی واسطے تفریح اور آگاہی ناظرین کے اسکا نقشہ بھی کتاب ہذا مین مندرج کرا
دیا بیان جھکے ہوئے مینار کا یہ مینار ملک اٹلی کی پائی ساشہر مین واقع ہی بلندی
اوسکی قریب ۱۸۷ فیٹ کی ہی اور اسمین مین تین سو چھبیس زینے ہین یہ مینار خط عمود سی کچھ زیادہ دو
فیٹ سی جھکا ہوا ہے اور اوسمین سنگ مرمر اور سنگ خارا لگا ہوا ہے اور پیلیون پر سہارا
پائی ہوئی ہی اور اوسمین آٹھ منزل ہین اور بہت خوبی اور تناسب کے ساتھ بنایا گیا ہی و پاس ہی بہت خوبصورت

آدمیونکو اس سے بڑی
آسایش ہوتی ہی اور
جسوقت پانی کی لہرین بلند
ہوتی ہین تو وہ سب
ڈوب جاتا ہے آلاجار
فیٹ اوپر پانی کے
رہتا ہے اوسکی بھی
تصویر ہم درج کتاب
کرتے ہین ان نقشونکو
دیکھو اور قدرت الہی
کا تماشا کرو یہ مینار
بھی جہان مین ایک
عجیب شی ہی اسواسطے نقشہ
اوسکا ملاحظہ ناظرین سے گذرنا نہو



نقشہ دوسرا روشنی کے مینار کا



نقشہ دوسرا روشنی کے مینار کا جسپر کہ ہوا کا دباؤ کل کا

حال ایک مینار کا جو شہر نین کن یعنی دار الخلافہ چین مین واقع ہے

یہ مشہور اور عجیب مینار شہر نین کن مین واقع ہی اور شہر نین کن دار الخلافہ چین کا ہی اور حال اسکا قابل اطلاع
اور خرسندی شایقین کے ہوگا بلندی اس مینار کی قریب دو سو فیٹ کے اور بہ نسبت مینار قطب صاحب
کے ذرا چھوٹا ہی اور یہ تمام اسٹرتا چینی سے منڈھا ہوا ہی اور ایسا خوبصورت اور لطافت سے بنا ہوا ہی کہ ثانی
اسکا کم رکھتا ہی چنانچہ ناظرین کو اوسکی نقشے سے خوبصورتی ظاہر ہو جائیگی اور یہ مینار بھی ایک عجائبات روزگار سے

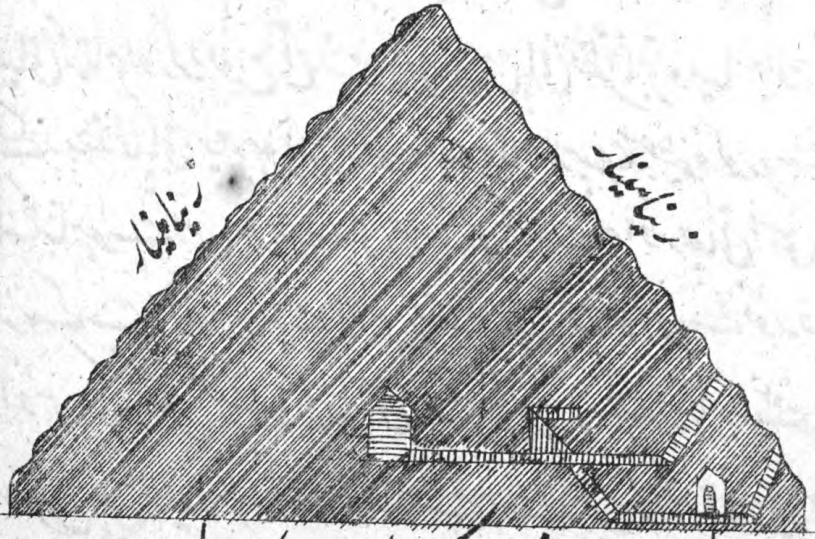
اندھیری مین اوس راستی پر جہان جہاز جاتا تھا تو اکثر ٹکر کھاکر ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا تھا
اور جہاز والونکا بڑا نقصان ہوتا تھا چنانچہ اسیواسطے واسطے روشنی کے یہ مینار تعمیر کیا
گیا ہے اور ہر روز و شب کو وہان روشنی ہوا کرتی ہے اور بسبب اسکی لاکھون روپیہ کا اسباب
اور سیکڑون متنفس بچ جاتے ہین اور ایسے ایسے مینار بہت جا جہان کہ مقام خوف کے ہین
بنے ہوے ہین اور حال اس مینار کا مفصلاً اسطرح پر بیان کیا ہے کہ یہ مینار ایک سمندر
مین جو کہ متصل انگلستان کے ہے تعمیر کیا گیا ہے اور یہ مینار اوس پہاڑ پر تیار کیا گیا ہے
جسکا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہین اور ایسا مضبوط و بلند بنا ہوا ہے کہ اوسکی مشاہدہ سے
لوگون کو بڑا تعجب ہوتا ہے کہ یا الٰہی ایسا مضبوط مینار پہاڑ پر کیونکر بنایا ہوگا اور ہر روز
دفعہ طوفان اور ہمیشہ تھپیڑ پانی کی لگتی ہے لیکن اوسکو خبر بھی نہین ہوتی چنانچہ حال لگنے
پانی کی تھپیڑ کا ناظرین کو اوسکے نقشے سے معلوم ہوگا اور اوسکی تعمیر کرنے والے نے
بڑی داد مردانگی اور کاریگری کی دی ہے اور اوسکے معمر کا نام مسٹر نہری وسٹین صاحب
ہے اور ساکن ٹسل ریدکا اور اوسنے عرصہ چار سال مین اوسکو تعمیر کیا چنانچہ شروع ۱۷۹۶ء مین
تو اوسنے بنانی شروع کی اور اخیر ۱۸۰۰ء مین اوسنے انجام دی اور یہ مینار ایک عجائبات روزگار
مین سے ہے اور یہ بھی ناظرین پر منکشف اور ہویدا ہو کہ دیکھنا چاہیے کہ علم اور عقل کے
زور سے کیا کیا انسان کر سکتا ہے یہ اللہ تعالے نے کچھ انگریزون کو ہی طاقت
بخشی ہے کہ بسبب فضیلت کے کیا کیا کام کرتے ہین اور کچھ انگریزون ہی پر موقوف نہین ہے
بلکہ جو شخص علوم اور فنون پر بخوبی توجہ کریگا وہی بہرہ وافی اوٹھاویگا دوسرا مینار روشنی
کا نام جسکا بل روک ہے یہ بھی انگلستان کے کنارے پر دریاے شور کے نزدیک اندر
سمندر کے واقع ہے اور اوسپر ہمیشہ رات کو وقت روشنی ہوا کرتی ہے اور ہزارون جہاز اور

سرمذکور کے پاس ہردوجانب کو دو مینار اور ہین اونکا بھی نقشہ لکھدیا ہے

نقشہ سر



نقشہ مینار کلان کا جسکو بادشاہ چیوپس نے تعمیر کروایا تھا



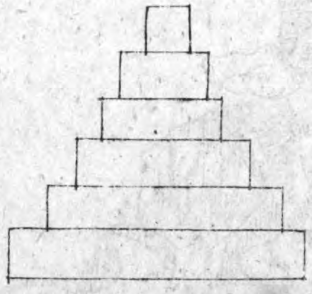
حال روشنی کے مینارون کا

واضح ہو کہ یہ بہت بلند مینار سمندر مین پہاڑ پر سرکار نے واسطے روشنی کے بنوائے ہین اور اکثر مینار ایسے مقام پر بنوائے جاتے ہین جہان کہ مقام خوف و خطر کے ہوتے ہین چنانچہ جہان کہ یہ اول مینار بنوایا گیا ہے وہان راستے مین ایک بڑا پہاڑ آتا ہے اگر رات کو

جہان جہان بڑے پتھر اونکے آگے بڑھنے کے حارج ہوتے ہین اونکو بہت محنت اور
مشقت سے کاٹتا ہے اور اوسکے اندر کئی کمرے ہین اور بعض اون کمرون مین قبرین
پائی جاتی ہین اس پرامڈ کی ہر سیڑھی اسقدر بلند ہے کہ آدمی کی چھاتی تک آتی ہے اور
غرض ہر سیڑھی کا آدمی کے طول کے برابر ہے قوم عرب مین سے مسافرونکو ان پرامڈ پر
چڑھنے مین مدد اور رہنمائی کرتے ہین اور اسواسطے عربون کو مسافر اکثر کچھ دیا کرتے ہین
وہ بحفاظت تمام اوپر تک پونہچا دیتے ہین اور پھر نیچے اوتار لاتے ہین انکی بلندی
اسقدر ہے کہ بعض آدمی جنکو عادت بہت بلندی سے نیچے دیکھنے کی نہین چوٹی پرامڈ
کی سے نیچے دیکھنے سے غش آجاتا ہے اور طبیعت پریشان ہوتی ہے ان عمارتونکی
چوٹی پر سے ایک عالم نظر آتا ہے اور دریاے نیل دور تک نظر آتا ہے اور از بسکہ دریاے
نیل طغیانی کرتا ہے اور گرد نواح کی زمین پر پانی ہی پانی نظر آتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا
کھجور کے درخت پانی پر جمع ہوئی ہین تھوڑے سے فاصلہ پر پرامڈ عظیم مذکورہ سے ایک
سر سنگ کا بنا ہوا ہے اس سر کی بلندی قریب ۱۱۰ گز کے ہے اور چھاتی اسکی قریب
تیرہ ۱۳ گز کے ہے افسوس ہے کہ اس تصویر کی ناک کو کسی نے توڑ دالا ہے
اور اوس کی شکل حبشیون کی سی ہے غرض کہ جتنے مینار یعنے پرامڈ
ملک مصر مین ہین ایسے بلند اور خوشنما بنے ہوے ہین کہ اکثر سیاحون
نے سیر کی لیکن تمام روے زمین پر ایسے بلند مینار نہین پائے گئے
اور جب اونکو انسان دیکھتا ہے تو یہ گمان مین بھی نہین آتا کہ یہ عمارتین
آدمی کی بنائی ہوئی ہین چنانچہ یہ بھی ایک عجیب چیزین دنیا مین پائی گئی ہین
اسواسطے ہم بھی نقشہ دو تین میناروں کا اس جا لکھتے ہین اور دس

حال عجیب ملک مصر کے مینارونکا جنکو زبان یونانی مین پریمڈ کہتے ہین

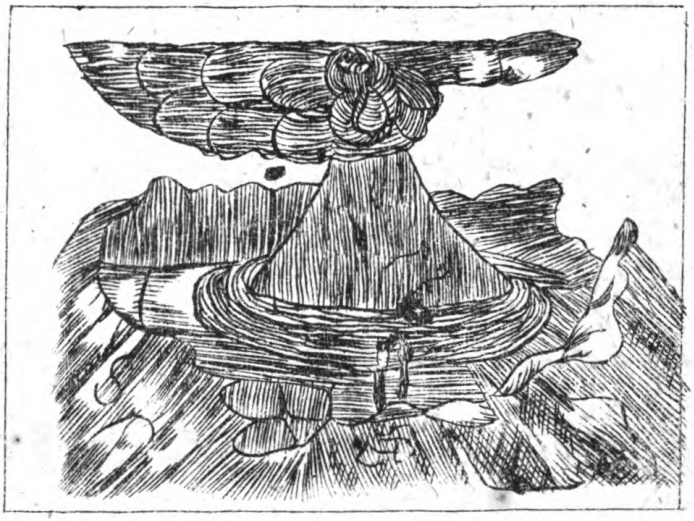
واضح ہو کہ ملک مصر مین کئی مقبرے مانند مینارونکے ایسے ہین کہ اونکی بلندی اور حسامت کو مشاہدہ کرنے سے انسان حیران ہوجاتا ہے ان عمارتون عالیشان کو بادشاہون سلف مصر کے نے تعمیر کروایا تھا اور اونکو زبان یونانی مین پریمڈ کہتے ہین ان پریمڈ کے چوکور سیڑھیین پتھر کی بنی ہوئی ہین اور بعض ان مین کی قطب صاحب کے مینار سے دوگنی تگنی بلند ہین اور اونکے اندر قبرین بادشاہان مصر کی ہین دور سے یہ عمارتین مانند پہاڑون کے نظر آتی ہین اور اسواسطے انھین پہاڑ مصنوعی کہنا چاہیے انکی شکل کا بیان اسطرح ہے کہ وہ نیچے سے نہایت چوڑی ہین اور جسقدر اوپر کو جاوے اوسیقدر اونکا عرض کم ہوتا جاتا ہے اس نقشے کے ملاحظے سے کچھ کچھ تصور اونکی شکل کا دلمین آجائیگا سیڑھیان جو چارونطرف ان عمارتون کے واقع ہین بہت بلند اور چوڑی ہین سب سے



بڑا پریمڈ وہ ہے جسکو بادشاہ
چیوپس نے بنایا ہے اور
چیوپس ایک بادشاہون
سلف مین سے ایک بادشاہ
ملک مصر کا تھا وہ مکرا زمین کا
جسپر یہ پریمڈ بنا ہوا ہے
قریب دو سو اسی گز کے ہے اور اوسکی بلندی قریب ایک سو ساٹھ گز کے سیاح لوگ اس پریمڈ کے اندر گئے ہین اور

اور ایک شہر مین جو اس پہاڑ کے پاس واقع ہے اون صدمو سے دروازے شیشو نکے ٹوٹ گئے تھے اور ایک پہاڑ آتشی جو جزیرہ ثقلیہ مین واقع ہے اور اوسکا نام اٹنا ہے اسمین سے بھی دخان اور پگھلا ہوا مواد نکلا کرتا ہے اسواسطے ہم اوسکی بھی تصویر سجا درج کرتے ہین کہ ناظرین کو تصویر آتشی پہاڑون کی اچھی طرح سے معلوم ہوجاوے

کوہ وسوئیس



کوہ اٹنا



سے شہر اور بستیان اور باغات وغیرہ دب گئے تھے اور بعد چندمدت کے اس سے پگھلی ہوئی
پر اور مکانات اور شہر تعمیر کیے گئے جب یہ خیال انسان کے دلمین آتا ہے کہ بہت سے شہر اور
بستیان ہماری پاؤنکے نیچے دبی پڑے ہین اور خوف بھی آتا ہے کہ شاید پھر ویسا ہی
واقع ہو اور فلذات وغیرہ پہاڑ مذکور کے دہنہ مین سے اوبل کے اون مکانات کو غارت
کرین جو بالفعل اس پہاڑ کے قریب قائم ہین ۷۹ سنہ عیسوی مین جبکہ طیطوس شاہنشاہ
رومیہ کبری کا تھا سویس پہاڑ مین جوش عظیم واقع ہوا اور اوس مین سے پگھلا ہوا مواد
نکلا اور جو گرد اوس پہاڑ کے تین شہر جنکو نام پومپیائی اور ہرکولیم اور سبی ٹیا ہین
اس مواد مین دب گئے تواریخ سے واضح ہوتا ہے کہ سنہ ۱۶ تک ۳۸ دفعہ یہ پہاڑ اوبلا
ہے سنہ ۱۷۹۴ء مین جو یہ پہاڑ اوبلا تھا اوسکا حال یون بیان کرتے ہین کہ تمام مہینے جولائی
مین اس پہاڑ کے اندر جوش رہا اور بہت غل سنا گیا اور غبار کی دھوئین کی نکلتی رہے
اور لال پتھر اور راکھ اوپر کو اوچھلتی رہی پانچوین تاریخ اگست کو اس آتشی پہاڑ مین بہت
غل ہوا اور سفید گند کی دھوان نکلا اور پتھر قریب ۱۰۰۰ گز کے بلندی کو اوچھلے اور فلذات
وغیرہ اوسمین بچھل کے بہے اور پہاڑ سے چار چار میل کی دوری تک یہ مواد پہاڑ کا پھیلا
ساتوین اگست کو ایک بڑی آگ اوپر ایک بڑی بلندی تک اوچھلی اور اس آگ کی روشنی
اسقدر تیز تھی کہ چھ چھ میل کے فاصلے تک گویا آفتاب نکل آیا اور رات کے وقت سوئی تک
بھی نظر آتی تھی اور جو آگ اوچھلتی تھی وہ پھر پہاڑ پر آن گرتی تھی بیس ڈھائی میل تک پہاڑ پر
آگ ہی آگ نظر آتی تھی اور تپش اس آگ کی چھ میل تک پہونچتی تھی اس عجائب پہاڑ کے
مشاہدہ کرنیسے اس موقع پر ایک دل کو خوف معلوم ہوتا تھا اور ایک عجیب قدرت اللہ
کی یاد آتی تھی اس وقت مین زمین کو مانند بھونچال کے صدمے ہوتے تھے

باب اوّل

بیان عجائب وغرائب چیزونکے

پہلا بیان آتشی پہاڑونکا

اس دنیا مین بہت سی عجائب چیزین مشاہدہ کی گئی ہین چنانچہ اون عجائبات مین سے آتشی پہاڑ بھی ایک عجیب چیز ہے واضح ہو کہ بعض پہاڑ آتشی ہین کہ اونکی چوٹی پر ایک منہ یا سوراخ ہوتا ہے اور اوس منہ مین سے دہوان نکلا کرتا ہی اور اکثر شعلۂ آگ کے اور پتھر جو گرمی کے سبب سے سرخ ہوجاتے ہین اوپر کو اوچھلتے ہین اور جو جو فلذات ان پہاڑونکے اندر ہوتے ہین وہ سب پگھل کے اوسکے منہ مین سے اوبل کے اوسکے ہر طرف پھیلتے ہین ایسے پہاڑونکو پہاڑ آتشی کہتے ہین ہندوستا مین ایسے پہاڑ نہین دیکھے جاتے ہین لیکن فرنگستا مین ایسے پہاڑ کئی ہین ایک سب سے مشہور آتشی پہاڑ ملک اٹلی مین کہ جسکا دارالسلطنت رومیہ کبرے ہے واقع ہے اور اوسکا نقشہ اس جاے درج کیا جاتا ہی اس پہاڑکا نام وسوویس ہی اور اسکا حال سیاح اور مسافر اس طرحسے بیان کرتے ہین کہ یہ پہاڑ قریب شہر نیپلس کے واقع ہی اور اوسکی دو چوٹیان ہین اور ایک پر ان چوٹیون مین سے منہ ہے اور اوس منہ مین سے ہمیشہ دہوان نکلا کرتا ہی سیدہی بلندی اس پہاڑ کی پندرہ سو گز کی ہے اور چڑھائی مین مہت زیادہ ہی اسکی چوٹی پر ایک میدان ہموار ہے کہ اوسکا گرداگرد قریب ایک میل کے ہے اور یہان سے سارا آس پاس کا ملک بخوبی نظر آتا ہے اس پہاڑ کے گرد زمین زرخیز ہے اور کشتکاری ہوتی ہے زمانۂ سلف مین جو فلذات پگھل کے اس پہاڑ مین سے گرد نواح زمین پر پھیلے تھے اونکی نیچے بہت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد اور ثنای بیعد اوس قادر مطلق کے تئین سزاوار ہی جسنے اپنی قدرت کاملہ سے بشر
کو یک مشت خاک سے بنا کر اشرف المخلوقات کیا اور چراغ عقل کا اوسکے ہاتھ مین دیا
بعد حمد کے خاکسار ہیچمدان آنجندراس کتاب کے ناظرین کی خدمت مین التماس کرتا ہے
کہ پہلی اس سے بہی کتاب مفید جو واسطے نوآموزون اور مبتدیون کے طیار ہوئی تہی
اور جسکا عجائبات روزگار نام ہی اس عاجز کی تصنیف سے چھپی تہی چنانچہ لوگون نے اسکی
بڑی قدردانی کی اور یہانتک کثرت خریدارون اور مشتاقون اس نادر کتاب کی ہوئی
کہ مجکو مکرر طبع کرانے کی حاجت پڑی ٭ یہ کتاب تین باب پر منقسم ہی ٭ باب اول مشتمل ہی اوپر
حال عجیب و غریب چیزون کے مع نقشجات و تصاویر کے ٭ دوسرے باب مین مضامین پند
و نصایح کے جو ہر شخص کے واسطے عموماً سودمند ہین مندرج کیے گئے ہین ٭ تیسرا
باب متضمن ایسے حالات تواریخ کے مع تصاویر ہی جو قابل جاننے اور یاد رکھنے کے ہین
صاحبان دانش و بینش سے اس عاجز کم فہم کو یہ امید ہی کہ اگر کسی جا خطا اس کتاب مین
سرزد ہوئی ہو تو اپنی نظر عیب پوش کو کام فرماوین اور اوسکی عیوب کو از راہ مردمی
درگذر لاوین اسواسطے کہ سرشت انسان ضعیف البنیان کی ہو خطا ہے

عجائبات روزگار

یہ کتاب لاجواب تالیف لطیف محقق بیمثال مدقق نازک خیال

جناب پروفیسر رام چندر صاحب ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن

ریاست پٹیالہ کہ سنہ ۱۸۷۴ عیسوی مین اول دفعہ طبع ہوئی تھی

اور حسب الحکم جناب ممدوح بعد نظر ثانی کے بالتصویرات

شہر لکھنؤ سنہ ۱۸۷۶ع مین چھپی تھی اب بہر سنہ ۱۸۷۸ عیسوی

مطبع منشی نول کشور مین طبع ہوئی

صفحہ	مضمون
۸۸	در باب تحصیل علم کے
۹۱	غرور
۹۳	صبر
۹۵	حسد
۹۹	بے انتہا ہونا عالم کا اور بیان قدرت اللہ تعالے کی کا
۱۰۲	ناحق توقع باندھنے کے نقصان
۱۰۶	غور کرنا
۱۰۷	**باب سوم** مختلف حالات تواریخ جو قابل جاننے کے ہیں
″	ہندوستان
۱۱۲	حال ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ کا
۱۱۵	مختصر حال سلطنت حضرت شاہ عالم بادشاہ کا
۱۱۹	حال داخل ہونے نادر شاہ کا ہندوستان میں اور قتل کروانا باشندگان دہلی کا

صفحہ	مضمون
۱۲۴	دخل پانا انگریزوں کا کلکتہ میں اور نواب سراج الدولہ سے لڑکر فتح کرنا تمام بنگالہ کا۔
۱۲۹	حال مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر والی لاہور کا۔
۱۳۴	حال محمد اکبر خان کا
۱۳۷	حال سلطان ٹیپو کا
۱۴۱	حال شہنشاہ سکندر کا
۱۴۷	حال انگلستان کا
۱۵۶	حال یونا پارٹ کا
۱۶۶	**تتمۂ عجائبات روزگار**
″	ایک نہایت عجیب حکمت واسطے بیہوش کرنے جراح کے
	نقشۂ جہاز جنگی انگلستان کا

فہرست عجائبات روزگار

صفحہ	مضمون
	باب اول
	بیچ بیان عجائب و غرائب چیزون کے
۳	بیان آگنی پہاڑون کا
۶	حال عجیب ملک مصر کے مینارونکا
۸	حال روشنی کے مینارونکا
۱۰	حال ایک مینار کا جو شہر نین کن یعنے دار الخلافہ چین مین ہے
۱۳	حال قطب صاحب کے مینار کا
۱۴	حال مقبرۂ ہمایون کا
۱۶	حال جگناتھ راے جی کے مندر کا
۱۹	حال جامع مسجد دہلی کا
۲۰	حال تماشاگاہ روم کا
۲۲	عبادتگاہ عیسائی
۲۴	حال روضۂ ممتاز محل کا
۲۶	اشکال مختلفہ حالات انسانی
۳۳	حال خوردہین کا

صفحہ	مضمون
۴۸	بیان جانور دیل کا
۵۱	حال جانور کونگرو کا
۵۲	**باب دوم مملو بمضامین پندآگین**
〃	قناعت
۵۶	عبادت
۵۷	حال سخاوت کا
۶۲	سستی کے بیان مین
۶۵	عالی حوصلہ ہونا
۶۶	سچ بولنے کے فائدے
۶۹	ہمدردی اور مروت کی بیان مین
۷۲	بلند نظری کے بیان مین
۷۶	کفایت شعاری
۷۹	بیان اعتدال کے فوائد کا
۸۲	فوائد نیکنامی کے بیان مین
۸۴	اچھی تربیت کے فوائد کی بیان مین
۸۶	استقلال



Ajaibat Rozgar

INDIAN INSTITUTE

عجائبات روزگار

یہ کتاب لاجواب تالیف لطیف محقق بمثال مدقق نازکخیال

جناب پروفیسر رام چندر صاحب ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن

ریاست پٹیالہ سنہ ۱۸۷۲ عیسوی مین اول دفعہ طبع ہوئی تھی

اور حسب الحکم جناب ممدوح بعد نظر ثانی کے باتصویرات

شہر لکھنؤ سنہ ۱۸۷۲ ع مین چھپی تھی اب پہر ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۷۳ ع

مطبع منشی نول کشور مین طبع ہوئی

عجائبات - ے - روزگار .

Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.

